بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلۂ تعلیم

اور

طریقۂ تعلیم

جدید

اساتذہ۔ معلّمین۔ بچّوں کے سرپرست اور مربّی حضرات کیلئے
تعلیم و تربیت کے اعلیٰ اصول اور کامیاب طریقوں کا
بہترین مجموعہ

از

مولانا سیّد محمد میاں صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند

ملنے کے پتے

(۱) الجمعیۃ بک ڈپو دہلی۔۶ (۲) کتابستان۔ قاسم جان اسٹریٹ دہلی۔۶

○ مصنف ——— مولانا سید محمد میاں صاحب
○ ناشر ——— الجمعیۃ بک ڈپو۔ دلی ۶
○ مطبوعہ ——— الجمعیۃ پریس دلی۔ ۶
○ ملنے کا پتہ ——— الجمعیۃ بک ڈپو۔ دلی ۶
○ قیمت ——— غیر مجلد ؏ مجلد دو ۲ روپیہ
○ کاتب ——— خلیق ٹونکی

احسانِ عظیم

غلطی کی اصلاح فرمایئے۔ مفید مشوروں سے نوازیئے۔
آپ کا یہ احسانِ عظیم کبھی فراموش نہ ہوگا۔

محمد میاں عفی عنہ

کتاب اور اس سلسلہ کی تمام کتابیں ملنے کا دوسرا پتہ۔ کتابستان۔ قاسم جان اسٹریٹ دہلی۔ ۶

فہرست مضامین طریقۂ تعلیم

تعلیم و تربیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

دیباچہ

معلّم صاحبان سے خطاب

آپکی خدمت کی اہمیت آپ مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کی جو خدمت انجام دے رہے ہیں ممکن ہے اس کو آپ معمولی کام سمجھتے ہوں یہ بھی ممکن ہے کہ جن مسلمانوں نے آپ کے متعلق یہ خدمت کی ہے وہ اس کو کوئی خاص اہمیت نہ دیتے ہوں لیکن آپ یقین کیجیے کہ مفادِ ملت اور جماعتی نقطۂ نظر سے یہ خدمت بہت زیادہ اہم، بہت زیادہ قابلِ قدر اور بہت زیادہ مستحقِ توجہ ہے۔

جو خدمت آپ انجام دے رہے ہیں وہ ایسی عظیم الشان خدمت ہے جو تعمیرِ ملت کے لئے بُنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔

آپ بچہ کے سادہ دماغ میں اسلام کا پودا لگا رہے ہیں وہ جس قدر بھی بڑھے گا اور ترقی کرے گا، آپ کا بویا ہوا بیج ہوگا۔

بچّہ کے دماغ کو اسلام کے سانچہ میں ڈھالنے کیلئے اُس کے ماں باپ اور مربّی حضرات نے اُس کو آپ کے حوالہ کردیا ہے۔ اب تمام ذمّہ داری

آپ پر ہے۔ اگر آپ اپنا فرض خوش اسلوبی سے انجام دیں گے تو یہ بچہ آپ کے خزانۂ اعمال کا ایک قیمتی موتی ہوگا۔ یہ بچہ اپنی آخری عمر تک اس تعلیم پر جو کچھ عمل کرے گا اُس کا ثواب جیسا اُس کو ملے گا آپ کو بھی ملتا رہے گا۔[1]

آپ کا خطاب

ہمیں نہیں معلوم کہ آپ کی بستی یا آپ کے گاؤں میں آپ کو کیا خطاب دیا جاتا ہے البتہ ہمیں یہ ضرور معلوم ہے کہ اگر آپ اپنا فرض محنت اور سلیقہ سے انجام دیتے رہیں یعنی اگر آپ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ بچہ جیسے پڑھنا لکھنا سیکھے اور حرفوں کے نقوش اور اُن کی مختلف شکلیں جس طرح اس کے دماغ میں پیوست ہوں، ایسے ہی اللہ رسول کی باتیں اس کے دل و دماغ میں جم جائیں۔ اس کے عادات اسلامی تعلیم و تہذیب کے مطابق ہوں اور اُس کے جذبات و رجحانات پر اسلامی عقائد و روایات کی چھاپ ہو، تو ہم آپ کو بشارت دیتے ہیں کہ سید الثقلین، خاتم الانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو "معلّم الخیر" کا خطاب عطا فرمایا ہے اور ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں کہ ترجمانِ رسالت نے آپ کو یہ خوشخبری دی ہے کہ

---

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

الدّال علی الخیر کفاعلہ — اچھی بات کا راستہ بتانے والے کو وہی ثواب ملتا ہی جو عمل کرنیوالے کو ملتا ہے

اللہ تعالیٰ[1] کی رحمتیں آپ کے لئے پھیلی ہوئی ہیں، اللہ کے فرشتے اور زمین و آسمان کی ہر ایک شئے یہاں تک کہ بلوں کی چیونٹیاں اور سمندروں کی مچھلیاں آپ کے لئے دعائے خیر کر رہی ہیں۔

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ وَاَھْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِیْنَ حتی النملۃ فی جحرھا وحتی الحوت لیصلون علی معلم النّاس الخیر (ترمذی شریف جلد دوم ابواب العلم) **ترجمہ**:۔ بیشک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اور تمام آسمانوں اور زمینوں میں رہنے اور بسنے والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بل میں اور یہاں تک کہ مچھلیاں (دریا میں) اُن کے لئے اللہ سے رحمت کی دعا کرتی رہتی ہیں جو معلّم خیر ہوں۔ بات یہ ہے کہ جب انسان کے اعمالِ نیک کا اثر خیر و برکت ہے اور اعمالِ بد کے نتیجہ میں خدا کا قہر و غضب، طوفان اور زلزلوں کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے جن کی تباہ کاری انسان تک محدود نہیں رہتی بلکہ بحر و بر کی تمام ہی مخلوقات اس کی لپیٹ میں آجاتی ہیں تو لازمی بات ہے کہ آسمان و زمین کی مخلوق کی یہ آرزو ہو کہ انسان سیدھے راستہ پر چلتا رہے تاکہ اس کے اعمالِ خیر کی برکت سے وہ بھی بہرہ اندوز ہو اور ایسا نہ ہو کہ وہ ٹیڑھا راستہ اختیار کرے کہ خدا کا غضب جیسے انسانوں کو تباہ و برباد کرے۔ یہ بے گناہ مخلوق بھی (جو انسان کے تابع ہے اور جس کی پیدائش انسان کے لئے ہوئی ہے) مصیبت کا شکار ہو جائے۔ اس صورت میں لازمی بات ہے کہ ساری مخلوق اس کے لئے دعا خیر کرے جو انسانوں کو خیر کی تعلیم دے فرشتے اس کیلئے برکتوں کی دعا کریں اور خدا کی رحمتیں اس کو اپنے دامنوں میں چھپائیں۔

جب کہ اچھی تعلیم نہ صرف اس بچہ کیلئے بلکہ تمام انسانوں اور انسانوں کے علاوہ فضاء آسمان اور بحر و بر کی مخلوق کے لئے خیر و برکت کا ذریعہ ہے تو حضرات معلمین کی تعلیمی جدوجہد نہ صرف ایک ملت کے لئے نہ صرف نوعِ انسان کیلئے بلکہ تمام مخلوق کیلئے ایک اساسی اور بنیادی خدمت ہے۔

کوتاہی کا وبال

لیکن جو کام جس درجہ اہم اور ضروری ہوتا ہے اور جس کی منفعت عام اور ہمہ گیر ہوتی ہے اُس کی ادائیگی میں اگر سستی اور کوتاہی کی جائے تو اُس کا وبال بھی اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس عظیم الشان بنیادی خدمت میں اگر آپ خدانخواستہ لاپرواہی برتتے ہیں اور اُس کو محض خانہ پُری کے طور پر انجام دیتے ہیں تاکہ آپ کی تنخواہ واجب ہو جائے تو ظاہر ہے کہ آپ نہ صرف اس بچّہ کے حق میں خیانت کر رہے ہیں بلکہ آپ پوری ملّت پُوری نوعِ انسان کے حق میں خیانت کر رہے ہیں بلکہ ساری مخلوق کی نظر میں آپ مُجرم بن رہے ہیں اور بہت بڑی تباہی کا بار آپ اپنے سر لے رہے ہیں۔

مقصود کلام

اس تمام حقیقت کو تفصیل کے ساتھ پیش کرنے کا مقصود یہ ہے۔ کہ آپ اپنے فرض کو پُوری طرح محسوس کریں اور اس خدمت کو جو ملّت کی بنیادی خدمت ہے اُس توجہ اور اُسی جانفشانی اور محنت سے انجام دیں جو اس عظیم الشان

خدمت کے لئے ضروری ہے۔

اس پُر آشوب دور میں جب کہ لامذہبی کو فیشن سمجھا جارہا ہے اور ہر طرف سے مذہب کی مخالفت کے لئے محاذ قائم کئے جارہے ہیں۔ مذہبی تعلیم کے راستے روکے جارہے ہیں اور اُس کے ذرائع بند کئے جارہے ہیں، آپ پر لازم ہے کہ بچّہ کا جو وقت آپ کو ملا ہے اس کو غنیمت سمجھیں اور ایسا طرز اختیار کریں کہ تھوڑے سے وقت میں بچّہ زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکے اور جس طرح مذہب کو ختم کرنے کی جدّوجہد پوری سرگرمی سے جاری ہے آپ کی یہ کوشش پوری مستعدی سے ہونی چاہیئے کہ اس تھوڑے سے وقت میں بچّہ کو آپ ایسے رنگ میں رنگ دیں کہ کسی طوفان کی شدید سے شدید بارش بھی اس رنگ کو نہ اُتار سکے۔

طرزِ تعلیم میں تبدیلی

پُرانے دستور کے مطابق قاعدہ اور پارہ پڑھانے والے اُستادوں کا صرف یہ کام ہوتا تھا کہ بچّہ کو سبق یاد کرادیں۔ بچّہ اگر قاعدہ پڑھتا ہے تو اُستاد کی بڑی کارگذاری یہ ہوتی تھی کہ بچّہ میں یہ صلاحیت پیدا ہوجائے کہ وہ اپنا سبق خود نکال سکے۔ مگر زمانہ نے فرصت کے تمام اوقات ختم کردیئے ہیں آپ کو دین و مذہب کی تعلیم کے لئے بچّہ کا بہت تھوڑا وقت ملا ہے۔ اور اگر آپ کا یہ مکتب صباحی یا شبینہ ہے تو کہنا چاہیئے کہ یہ تھوڑا سا وقت بھی وہ ہے جو بچّہ کا کھیل کود کا وقت ہوتا ہے۔ پس صرف اس بچّہ کی

خیر خواہی نہیں بلکہ دین و ملّت کے حق میں خیر خواہی یہ ہے کہ آپ :-

(۱) یہ کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ روزانہ کے وقت میں بچّہ کو جس طرح قاعدہ پڑھا کر حروف شناس بنائیں۔ اور مطالعہ کی یہ طاقت اس کے اندر پیدا کردیں کہ وہ خود سے عربی اور اُردُو رسم الخط کی عبارت پڑھ سکے۔ ایسے ہی اسلام کے عقیدے بھی اُس کے ذہن نشین کرادیں اور اسلامی تہذیب اور اسلامی اخلاق سے بھی اس کو اُس کی صلاحیت کے مطابق آشنا کرادیں۔

(۲) یہ کوشش ایسے انداز سے ہو کہ بچّوں کا دل لگے۔ اُن میں شوق پیدا ہو اور دینی تعلیم و تربیت کے پروگرام کو وہ ہنسی خوشی پورا کریں۔

کیا یہ ممکن ہے کہ تعلیم تفریح بن جائے؟ اور اگر ممکن ہے تو کس طرح! اس کا جواب آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیے۔ جن میں بچّوں کی نفسیات کے مطابق تعلیم و تربیت کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔

اگر آپ

کسی مکتب میں باقاعدہ معلم یا مدرس نہیں ہیں اپنے مکان پر جمعیۃ علماء ہند کے پروگرام کے مطابق رضاکارانہ تعلیم دیتے ہیں تو ان اصول پر آپ بھی نظر ڈال لیجئے اور اُن کو اپنانے کی کوشش کیجئے اس طرح آپ اُس مقصد میں زیادہ کامیاب ہوسکیں گے جس

کے لئے آپ نے حسبۃً للہ رضاکارانہ خدمات پیش کی ہیں۔

ہماری بہنیں

جن کو مردوں سے زیادہ دین سے محبّت اور دینی خدمت کا شوق ہوتا ہے وہ بھی ان اصولوں کو سمجھیں اور ان پر عمل کریں تاکہ اُن کی خدمت کا دائرہ زیادہ وسیع ہو اور معلّماتِ خیر ہونے کی حیثیت سے خدا کی رحمتیں اور نعمتیں زیادہ شاملِ حال ہوں۔

واللہ الموفق وھو المعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

دینی مکاتب کی ضرورت اور اہمیت

سرکاری پرائمری اسکول بچہ خط پتر لکھ سکے۔ کچھ حساب جان جائے جس سے روزی کمانے کے لائق ہو جائے۔ اور دوکان پر بیٹھے تو بہی کھاتہ ٹھیک رکھ سکے۔ یہ باتیں بچوں کو سرکاری پرائمری اسکولوں میں سکھائی جاتی ہیں جن کی تعلیم کا مقصد ہی یہ ہے اور اسی مقصد کو سامنے رکھ کر اُن کا نصاب بنایا گیا ہے۔

سرکار نے یہ بات صاف کردی ہے کہ نہ سرکار دینی اور مذہبی ہے نہ اُس کی تعلیم دینی اور مذہبی۔ سرکار دُنیا کے کاموں کے لئے ہے۔ ملک کا انتظام ٹھیک ہو اور وہ ترقی کرتا رہے یہ سرکار کا مقصد ہے پس اس کی تعلیم کا بھی یہ ہی مقصد ہے۔ روحانیت، خدا شناسی اور خدا پرستی کی باتیں خواہ وہ کتنی ہی ضروری ہوں مگر سرکار اُن کی ذمہ دار نہیں ہے۔ یہ کام دین اور مذہب کے ماننے والوں

کا ہے کہ وہ اپنے طریقہ پر دین و مذہب کی تعلیم دیں۔ بچّوں کو خدا پرست اور دیندار بنائیں۔

سرکار نے یہ بھی طے کر لیا ہے کہ شروع کی تعلیم جسکو "پرائمری تعلیم" کہا جاتا ہے وہ ہر بچّہ کو لازمی اور ضروری طور پر دی جائے گی۔ ماں باپ خوشی سے بچّوں کو پرائمری اسکول میں نہیں بھیجیں گے تو وہ اُن پر جبر کریگی۔ مقدمے چلائے گی، اُن کو سزائیں دلوائے گی اور بچّوں کو تعلیم دلانے پر مجبور کرے گی۔

یہی ماننا چاہیئے کہ سرکار کی نیت ٹھیک ہے کیونکہ وہ یہ چاہتی ہے کہ ملک کا ہر ایک فرد، مرد ہو یا عورت بے پڑھا نہ رہے۔ جہالت بہت بری چیز ہے اُس سے ملک کی ترقی میں بھی فرق آتا ہے اور ملک بدنام بھی ہوتا ہے۔

سرکار یہ چاہتی ہے کہ بچّوں کا دماغ اور ذہن ایسے سانچہ میں ڈھل جائے کہ ملک کی خیر خواہی اُن کی فطرت بن جائے، ملک کی عزت اُن کو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہو۔ وہ اُس پر قربان ہو جانیکو اپنی عزت سمجھیں۔ میل ملاپ ایسا ہو کہ بھارت کے تمام باشندے آپس میں ایک دوسرے کو بھائی بھائی جانیں۔ نہ اُن میں اُونچ نیچ ہو نہ چھوت چھات تاکہ جمہوریت کا جو اصل مقصد ہے وہ کامیاب ہو

بیشک سرکار یہ کسی سے نہیں کہہ سکتی کہ وہ اپنا مذہب چھوڑ دے لیکن اگر مذہبی تعلیم نہ ہو گی تو ظاہر ہے مذہب خود ہی چھوٹ جائیگا۔

مذہبی تعلیم کی ضرورت اور اہمیت

آخرت کے لحاظ سے مذہب چھوٹنے کا جو بھی وبال ہو، وہ اپنی جگہ ہے دُنیا کے لحاظ سے مذہب چھوٹنے کا وبال یہ ہے کہ جب خدا کا خوف دل میں نہیں رہتا تو انسان جو کچھ بھی کر گذرے کم ہے۔ قانون انسان کی بُری باتیں نہیں چھڑا سکتا۔ بہت سے بہت انسان کو اس پر مجبور کر دیتا ہے کہ وہ بُری باتیں کھُلّم کھُلّا نہ کر سکے۔ صرف خدا کا خوف ہی ایسی چیز ہے جو انسان کے دل کو پاک اور اس کے اخلاق کو بلند کر دیتا ہے پس صرف اپنے مذہب کی خاطر نہیں بلکہ ملک کی خیر خواہی کا بھی یہی تقاضا ہے کہ اگر سرکار مذہبی تعلیم کی ذمّہ داری نہیں لے سکتی تو یہ ذمّہ داری ہم خود اپنے اوپر لیں اور اپنے طور پر بچّوں کی مذہبی تعلیم اور دینی تربیت کا انتظام کریں تاکہ ہمارے بچّے جب جوان ہو کر قوم اور ملک کا مستقبل اپنے ہاتھ میں لیں تو جس طرح وہ قوم اور وطن کے خیر خواہ ہوں ایسے ہی وہ مذہب کے پابند، معبودِ حقیقی کے سچّے پرستار، خلقِ خدا کے ہمدرد، مہذب اور با اخلاق شہری ہوں۔ جن سے ملک کی شان بلند ہو اور وطنِ عزیز امن و امان محبّت و اُنسیت کا قابلِ فخر گہوارہ بن سکے۔

فریضۂ مُسلم

مان لیجئے ہمارے پڑوسی "برادرانِ وطن" ان باتوں کا خیال نہیں کرتے، تب بھی ہمارے فرض میں کوئی کمی نہیں آتی بلکہ ہمارے لئے اور ضروری ہو جاتا ہے کہ خلقِ خدا کو

خداپرستی روحانیت اور اعلیٰ اخلاق کا بھولا ہوا سبق یاد دلائیں۔ اور بہت ہی اچھّے کردار کا نمونہ پیش کرکے وہ فرض انجام دیں جس کو اللہ کے کلام پاک نے مسلمانوں کا فرض منصبی اور نونہالانِ اسلام کی زندگی کا نصب العین قرار دیا ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔

(سورہ بقرہ ع ۱۷ ج ۲ ع ۱)

اور ایسے ہی (یعنی جس طرح بیت المقدس کے بدلہ میں روحانی ہدایت کا بہترین مرکز "خانۂ کعبہ" تمہارے لئے مقرر کیا گیا ہے اسی طرح) ہم نے تمہیں سب سے بہتر اور نیک اُمّت بنایا تاکہ تم تمام انسانوں کے لئے (خداپرستی اور پاکبازی) کی گواہی دینے والے ہو (خوفِ خدا انصاف اور سچائی کا نمونہ پیش کرتے رہو) اور تمہارے لئے اللہ کا رسول گواہی دینے والا (اور ان اعلیٰ اوصاف کا نمونہ پیش کرنیوالا ہو)

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔

(سورہ آلِ عمران ع ۱۲)

مسلمانو! تم ایک ایسی بہتر اُمّت ہو جو تمام انسانوں کو (اصلاح و ہدایت کا نفع پہونچانے) کے لئے وجود میں آئی ہے۔ تم نیکی کا حکم دینے والے بُرائی سے روکنے والے اور اللہ پر سچّا ایمان رکھنے والے ہو۔

ہمارا فرض اور ادائے فرض کی صورتیں

یہ بات ٹھیک ہے کہ سرکار لازمی تعلیم پر کروڑوں روپیہ سالانہ صرف کر رہی ہے اور آئندہ اس سے بہت زیادہ صرف کرے گی اور ہماری حالت یہ ہے کہ کروڑوں کے تصوّر سے بھی ہمیں کپکپی آجاتی ہے جب ایک طرف یہ بے حساب دولت اور بیشمار خرچ اور دوسری طرف یہ مفلسی اور بے بسی اور یہ قلاشی ہو تو کس طرح ممکن ہے کہ سرکاری نظامِ تعلیم کے پہلو بہ پہلو ہم مذہبی تعلیم کا نظام قائم کر سکیں اور خدا کی طرف سے جو فرض ہمارے ذمّہ ہے اُس کو انجام دے سکیں۔

بیشک یہ صورتِ حال بہت مایوس کُن اور بہت زیادہ حوصلہ شکن ہے۔ لیکن آپ اطمینان رکھیں کہ اسلام نے آپ کو ایک کیمیا بتا دیا ہے آپ اس کیمیا کو کام میں لائیں۔ آپ کو نہ اربوں کی ضرورت ہوگی نہ لاکھوں اور کروڑوں کی۔

یہ کیمیا کیا ہے؟

یہ کیمیا ہے، احساسِ فرض۔ یعنی اپنا فرض پہچاننا۔ فرض کو فرض سمجھنا اور اُس پر عمل کرنا۔

فرض اسلام نے بچوں کی مذہبی تعلیم اور دینی تربیت۔ خود ماں باپ پر فرض کی ہے۔ جس طرح نماز روزہ فرض ہے جس

خود اپنے اخلاق کی اصلاح اور درستی فرض ہے، اسی طرح یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے بچوّں کو نماز کی تعلیم دیں، صوم وصلوٰۃ کا پابند بنائیں، اُن کے عقیدے ٹھیک کریں، اُن کے اخلاق درست کریں، یہ سب ماں باپ پر فرض ہے۔ یعنی جس طرح بچوّں کے کھانے پہننے اور رہنے سہنے کا انتظام کرنا ماں باپ اور بچوّں کے سرپرستوں کا فرض مانا جاتا ہے اسی طرح اسلام نے بچوّں کی مذہبی تعلیم اور دینی تربیت بچوّں کے پرورش کرنیوالوں پر فرض کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ۝ نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى۔

(سورہ طٰہٰ ع ۸ ج ۱۶ ع ۱۷)

اپنے گھر کے آدمیوں کو نماز کا حکم کرو۔ ان سے نماز پڑھواؤ۔ اور خود بھی نماز کے پابند رہو (تم رات دن کمائی کی فکر میں پریشان اور سرگرداں رہتے ہو اور اولاد کے قابل و لائق ہونیکا بھی مطلب یہی سمجھتے ہو کہ وہ کمانے کے قابل ہو جائے۔ گویا تمہارا تصوّر یہ ہے کہ اللہ نے تمہیں اسلئے پیدا کیا ہے کہ خوب کماؤ اور اللہ میاں کو ٹیکس اور روزینہ دو۔ مگر یاد رکھو) ہم تم سے رزق (وظیفہ یا ٹیکس) نہیں مانگتے۔ ہم تو (خود رزّاق ہیں) تم کو رزق دیتے ہیں (ہمیں تمہاری کمائی کی ضرورت نہیں ہے۔ ضرورت یہ ہے کہ تم خدا پرست بنو (تاکہ تمہارا انجام ٹھیک ہو کیونکہ) انجام کی خوبی خدا پرستی اور خدا ترسی کے ساتھ مخصوص ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو

وهم ابناء سبع واضربوهم عليها وهم ابناء عشر وفرقوا بينهم في المضاجع (ابوداؤد شریف)

انھیں نماز کا حکم کرو اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو نماز (نہ پڑھنے) پر اُن کو مارو اور ان کے بستر الگ کر دو (انکو الگ لٹاؤ)

نیز ارشادِ ربانی ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (سورہ تحریم ع ۲ ج ۲۸)

اے ایمان والو خود اپنے آپکو اور اپنے اہل وعیال کو بچاؤ اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس آگ پر (دوزخ پر) ایسے فرشتے مقرر ہیں جو نہایت تند خو سخت مزاج ہیں (اور اس تند مزاجی کے باوجود ایسے فرمانبردار ہیں کہ) اللہ تعالیٰ کا جو بھی حکم ہو اس سے سرتابی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا اُن کو حکم دیا جاتا ہے۔

بارگاہ رسالت پناہ۔ خاتم الانبیاء رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

الا كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته فالامام الذى على الناس راع وهو مسئول عن رعيته والرجل راع على اهل بيته وهو مسئول عن

دیکھو تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اُس کی ذمہ داری کے بارہ میں بازپرس ہوگی۔ پس وہ امام (سلطان) جو سب پر حاکم ہے اس کی رعیت کے بارے میں اُس سے بازپرس ہوگی (اسی سلسلہ کو ہر حاکم و محکوم اور ہر بالادست و ماتحت پر پھیلا دیہاں تک کہ) مرد اپنے گھر والوں کا ذمہ دار

رعیته والمرأۃ راعیة علیٰ بیت زوجها وولدہ وهی مسئولة عنهم وعبد الرجل علی مال سیدہ راع وهو مسئول عنه الا فکلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته (صحاح)

اور نگراں ہی اس سے اس کے زیر اثر (عورتوں بچوں تمام اہلِ خانہ) کے متعلق باز پرس ہوگی عورت اپنے شوہر کے مکان اور اس کے بچوں کی نگراں اور ذمہ دار ہے اس سے اسکی ذمہ داری کے بارہ میں باز پرس ہوگی۔ غلام (اور نوکر) اپنے آقا کے مال کا محافظ اور ذمہ دار ہی اس سے اسکے متعلق محاسبہ ہوگا۔ پس یاد رکھو تم میں سے ہر ایک نگراں اور ذمہ دار (راعی) ہی اور ہر ایک سے اُس کی رعیت کی ذمہ داریوں کے بارہ میں باز پرس ہوگی۔

اداء فرض کی صُورتیں

قرآن حکیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ مبارکہ نے جو ہمارا فرض مقرر کیا ہی اُس کے ادا کرنے کی سب سے اچھی صورت تو یہ ہی کہ ہم اپنے بچوں کو خود پڑھائیں۔ اسلام کے احکام اور اُس کے بتائے ہوئے آداب کے خود بھی پابند اور عادی ہوں اور بچوں کو بھی پابند اور عادی بنائیں اس طرح ہم خود اچھے اور پکے مسلمان ہو جائیں گے اور ہمیں دیکھ کر ہماری اولاد بھی اچھائی اور بھلائی کے سانچے میں ڈھلے گی ہمیں صرف پرورش کا ثواب نہیں ملے گا بلکہ اخلاقی اور روحانی تربیت کا ثواب بھی ہمارے نامۂ اعمال کی زینت بنے گا اور جس طرح ہمارے نیک

عمل ہمارے لئے سرمایۂ آخرت ہوں گے ہمارے بتائے ہوئے نیک کاموں پر جب تک ہمارے بچے عمل کرتے رہیں گے جتنا ثواب انکو ملے گا اُسی کی برابر ثواب ہمارے لئے بھی ذخیرۂ سعادت بنتا رہے گا۔

بیشک ہماری دلی آرزو رہتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ قیمتی عطیہ اپنی اولاد کو دیں اور جب اس دنیا سے رخصت ہوں تو اُن کے لئے دولت کے انبار چھوڑ کر جائیں مگر ہمیں کبھی بھی یہ بات فراموش نہ ہونی چاہیئے کہ ہمارے رسول رحمۃ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) جو دُنیا اور آخرت کے بھیدوں سے واقف اور اپنی اُمت کیلئے "رؤف رحیم" تھے۔ آپؐ کی مشفقانہ وصیت[1] یہ ہے کہ سب سے بہتر اور قیمتی عطیہ جو اولاد کو دیا جا سکتا ہے وہ تعلیم خیر اور دینی تہذیب ہے (ترمذی شریف)

پس ہماری یہ تعلیم و تربیت اپنی اولاد کے لئے بہترین عطیہ سب سے زیادہ قیمتی ترکہ اور ابدالآباد تک رہنے والی بیش بہا جائداد اور جاگیر ہوگی۔

گھر گھر مکتب اگر ہم اپنی تفریح یا آرام کرنے کے وقت میں سے صبح یا شام کا صرف ایک گھنٹہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے مخصوص کرلیں اور کچھ آگے بڑھ کر اپنے بچوں کے ساتھ پڑوس کے بچوں کو بھی تعلیم و تربیت کے حلقہ میں شامل کریں تو اس طرح

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - ما نحل والد ولداً من نحل افضل من ادب حسن - ترمذی شریف جلد دوم ص۱ باب ۱ افضل منحۃ -

ہر لکھے پڑھے مسلمان کا گھر تعلیم دین کا مکتب اور تربیت گاہ بن جائیگا اور بغیر پیسہ خرچ کئے مفت میں وہ کام ہو جائیگا جس کیلئے کروڑوں اربوں روپیہ کی ضرورت ہے۔

(۲)

معلّم سے بہتر معلّمات ماہرینِ تعلیم کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ "پرائمری تعلیم" بالخصوص پری پرائمری تعلیم اور "نرسری ایجوکیشن" کیلئے یعنی ایسے بچوں کی تعلیم کیلئے جو ابھی چھ سات سال کے نہ ہوئے ہوں مَردوں سے زیادہ عورتیں مفید ہیں کیونکہ فطرتاً مَردوں سے زیادہ عورتوں میں بچّوں سے اُنسیت ہوتی ہے۔ بچّوں کے معاملہ میں قوتِ برداشت بھی عورتوں میں مَردوں سے زیادہ ہوتی ہے اور بچّے بھی مَردوں کے مقابلہ میں عورتوں سے جلد مانوس اور بے تکلّف بن جاتے ہیں۔

پس اگر ہماری خواتین کچھ بھی توجّہ فرمائیں اور طریقۂ تعلیم سے واقفیت حاصل کر کے خود اپنے مکان میں بچّوں کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری کر دیں تو ملّتِ اسلامیہ پر احسانِ عظیم ہوگا اور دَورِ حاضر کی سب سے بڑی مشکل آسانی سے حل ہو جائے گی۔

تجربہ اور مشاہدہ آپ اگر اپنی عُمر کے پچاس ساٹھ سال پورے کر چکے ہیں تو آپ بلا تکلّف شہادت دے سکتے ہیں کہ ہمارے بزرگ ہم سے زیادہ مہذّب، نیک خصلت اور

با اخلاق تھے۔ پھر اگر آپ چھان بین کی کچھ اور زحمت برداشت کریں تو بیشمار شہادتیں یہ بھی ثابت کر دیں گی کہ بزرگوں کی تہذیب اور اُن کے بہتر اخلاق کا سرچشمہ اُس زمانہ کی واجب الاحترام سلیقہ مند مائیں اور بہنیں تھیں جن کی آغوشِ تربیت اور محبّت بھری تعلیم نے ان نونہالوں کو بچپن ہی سے ایسا مہذّب اور با اخلاق بنا دیا تھا کہ اسکے رنگین نقش آخر عمر تک اسی طرح روشن رہے۔ زمانہ کا اتار چڑھاؤ کبھی بھی اُن کی روشنی کو مدھم نہ کر سکا۔[1]

پس اگر آپ خود بچّوں کو تعلیم نہیں دے سکتے تو دوسری صورت یہ ہے کہ اپنی نگرانی میں گھریلو مکتب اور تربیت گاہ خود اپنے گھر کی عورتوں اور سمجھدار لڑکیوں سے قائم کرائیں۔ یا محلّہ کی کسی سمجھ دار سلیقہ مند خاتون کو اس کے لئے آمادہ کریں۔

(۳)

اچّھا اگر آپ اپنے عمل اور اپنی محنت سے تعلیم و تربیت کا سلسلہ کسی بھی سبب سے نہیں قائم کر سکتے تو پھر آپ کا یہ فرض ہے کہ اس فرض کی ادائیگی کیلئے اپنی جیب پر بوجھ ڈالیں۔ اور

---

[1] اتنی خودستائی کی اجازت دیجئے کہ احقر کو جو کچھ بھی ادب و تہذیب اور حُسنِ اخلاق کی دولت میسّر ہے زیادہ تر والدہ مرحومہ اور نانی مرحومہ کی تعلیم و تربیت کا ثمرہ ہے اور اب بھی احقر کی بچیوں نے چھوٹا سا مکتب غربت کدہ میں قائم کر رکھا ہے۔ چھ سات سال کی عمر کے بچّے اسکول سے فارغ اوقات میں یہاں آکر قرآن شریف اور اُردو بھی پڑھتے ہیں اور حساب کی کاپی لے آتے ہیں تو اپنی نوعمر استانیوں کی مدد سے سوالات بھی حل کر لیتے ہیں۔

(ا) اپنے گاؤں، قصبہ یا محلہ میں جہاں مسلمان بچے آسانی سے پہونچ سکیں ابتدائی تعلیم کا باضابطہ مکتب (پرائمری اسکول) قائم کریں۔ اس اسکول میں باضابطہ درجہ بندی ہو اور اس کا کورس وہی ہو جو سرکاری پرائمری اسکول کا ہوتا ہے آپ اس میں صرف اتنی ترمیم کرلیں کہ نظام الاوقات (پروگرام) اپنی ضرورت کے مطابق بنائیں۔ یعنی سرکاری پرائمری اسکول میں تمام گھنٹے سرکاری کورس کیلئے دیئے جاتے ہیں۔ آپ صرف چار گھنٹے سرکاری کورس کیلئے رکھیں اور دو گھنٹے مذہبی تعلیم کے لئے مخصوص کرلیں اور ایسا طریقۂ تعلیم اور دینیات کا ایسا نصاب تجویز کریں کہ دو گھنٹے میں قرآن شریف اور دینیات کی تمام ضروری تعلیم اطمینان سے ہو سکے۔

پروگرام (نظام الاوقات) بنانے کی ایک آسان شکل یہ بھی ہے کہ آپ گھنٹہ چالیس منٹ کا رکھیں۔ اس طرح چھ گھنٹوں کے نو گھنٹے ہو جائیں گے۔ آپ چھ گھنٹوں میں سرکاری کورس کے مطابق تعلیم دیں اور باقی تین گھنٹوں میں قرآن شریف۔ دینیات اور اُردو کی تعلیم دیں اُردو کی تعلیم کی آسان ترین صورت یہ ہے کہ آپ دینیات کے وہ رسالے منتخب کریں جو ادب اور زبان کے لحاظ سے بھی اس معیار کے ہوں کہ اُن سے تعلیم اُردو کا کام لیا جا سکے۔ اس صورت میں اُردو زبان کیلئے اور کتابیں نہیں پڑھانی پڑیں گی۔ دینیات کے رسالوں ہی سے دونوں کام ہو جائیں گے صرف اُردو لکھائی کیلئے تختی لکھوانی ہوگی

اور پھر انھیں دینیات کے رسالوں سے املا لکھوانا ہوگا، اس طرح
اُن کو جہاں اُردو لکھنے کی مشق ہوگی دینیات کے سبق بھی اُنکے
ذہن نشین ہوجائیں گے ؎

درجہ الف یا پہلے درجہ میں اس طرح بھی کام چل سکتا ہی کہ اسکول
(مکتب) کا آدھا وقت کورس کے لئے رکھا جائے اور آدھا وقت
دینیات کے لئے۔

آپ اپنے اس اسکول کو اس طرح باضابطہ بنا کر میونسپل بورڈ یا
ڈسٹرکٹ بورڈ سے اس کا الحاق کرالیں۔ تاکہ جو بچّے آپ کے اسکول
میں تعلیم پائیں وہ لازمی جبری تعلیم سے مستثنیٰ ہوسکیں۔

اس الحاق کا مفید پہلو یہ ہے کہ مسلمان بچّے آپکے یہاں
زیادہ سے زیادہ داخل ہوسکیں گے اور جو سرپرست بچّوں کی سرکاری
تعلیم کو ضروری اور مقدم سمجھتے ہیں وہ بھی اپنے بچّوں کو آپ کے
یہاں داخل کراسکیں گے اس طرح آپ کے مکتب کا حلقہ وسیع ہوگا
اور وہ زیادہ سے زیادہ دینی خدمت انجام دے سکے گا۔

سرکاری محکمۂ تعلیم کو بھی اس الحاق کے منظور کرنے میں تامّل
اور لیت و لعل نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ایسے پرائیویٹ مدرسوں اور اسکولوں
سے وہ فرض ادا ہوگا جس کا انجام دینا سرکار کیلئے مشکل پڑ رہا ہی

؎ جمعیۃ علمائے ہند نے جو دینیات کے رسالے مرتب کرائے ہیں اُن میں اِن تمام
باتوں کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔

اور جس کے مالی بار سے سرکار کی کمر دُہری ہوئی جارہی ہے۔

تاہم اگر کسی جگہ کسی غلط فہمی یا تنگ نظری کی بنا پر الحاق میں دشواری پیش آئے تو آپ تمام ذرائع استعمال[1] کرکے اس دشواری کو حل کریں اس الحاق کے نتیجہ میں آپ کو اسکا بھی حق ہوگا کہ میونسپل بورڈ یا ڈسٹرکٹ بورڈ یا اُس کے قائم مقام سرکاری ادارہ سے مالی امداد حاصل کریں

بہت سے مقامات پر عربی مدرسے قائم ہیں اُن کیلئے یہ بات بہت آسان ہے کہ وہ ابتدائی درجات کو باضابطہ کرکے الحاق کرالیں اِس طرح اُنکے اثرات اور اُن کی مقبولیت میں چار چاند لگ جائیں گے اور اس علاقہ کے مسلمانوں کیلئے آسان ہوجائیگا کہ وہ اپنے بچّوں کی بنیادی مذہبی تعلیم کے فرض عین کو آسانی سے انجام دے سکیں۔

(۴)

اگر کہیں مسلمانوں کی اتنی تعداد نہیں ہے یا بد قسمتی سے اُن میں یہ احساس نہیں ہے کہ مالی امداد کرکے باضابطہ مدرسہ (پرائمری اسکول) قائم کرسکیں تو پھر فریضۂ تعلیم کی ادائیگی کی شکل یہ ہی کہ محلّہ میں صباحی یا شبینہ مکتب قائم کریں اور کسی معلم یا معلمہ کی خدمات اس کیلئے حاصل کریں۔ جن مدرسوں میں گیارہ سال سے زیادہ عمر کے بچّے

---

[1] ایسے موقع پر الحاق کی کوششوں کو کامیاب بنانا مقامی جمعیۃ علماء کا فرض ہی اگر کسی مقام پر جمعیۃ علماء نہ ہو یا وہ کام نہ کرسکے تو صوبہ کی جمعیۃ علماء کو متوجہ کیا جائے اور ضرورت ہو تو مرکزی جمعیۃ علماء ہند کے ناظم کی طرف رجوع کیا جائے۔ پتہ یہ ہے:۔ دفتر جمعیۃ علماء ہند دھلی ۶

بھی تعلیم پاتے ہیں اُن میں ایسا انتظام کیا جاسکتا ہی کہ صبح کے ابتدائی دو گھنٹے یا شام کے دو گھنٹے پرائمری سرکاری اسکول میں تعلیم پانیوالے بچّوں اور بچیوں کیلئے مخصوص کردیں اور باقی اوقات میں گیارہ سال سے زیادہ عمر کے بچّوں کو تعلیم دی جائے۔

(۵)

ہر ایک مسجد مذہبی تعلیم گاہ و تربیت گاہ

آخری شکل اور اسلام کے نظام اجتماعی کے لحاظ سے سب سے پہلی شکل یہ ہے کہ مسجد کے امام صاحب کو بچّوں کی مذہبی تعلیم و دینی تربیت کی طرف متوجہ کیا جائے اور جس طرح جنوبی ہند کے بیشتر قصبات و دیہات اور شہروں میں رواج ہے کہ صبح یا شام کو (اسکول کے وقت سے پہلے یا بعد کو) گاؤں یا محلّے کے بچّے دو گھنٹے کیلئے مسجد میں آتے ہیں اور امام صاحب سے دینیات و قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ شمالی ہند میں بھی اس کو رواج دیا جائے۔

اسلامی تعلیم کے لحاظ سے مسجد محلّہ کا اجتماعی مذہبی مرکز ہے اور امام صاحب محلہ کے پیشوا اور مربّی اور سرپرست ہیں۔ یہ حیثیت اگر پیشِ نظر ہے تو آسانی سے ہماری ہر ایک مسجد مذہبی تعلیم گاہ اور دینی تربیت گاہ بن سکتی ہی اور وہ نظام پھر سے زندہ ہو سکتا ہے جو اسلام کے قرنِ اوّل میں رائج تھا۔

سرکار کو محلّہ محلّہ اسکول قائم کرنیکے لئے کروڑوں روپیہ اور طویل مدّت درکار ہے اور اسلامی تعلیم کے مطابق ہر ایک محلّہ میں اللہ کا گھر موجود ہے جو تھوڑی سی توجہ سے تعلیم و تربیت کا مرکز بن سکتا ہے صرف احساسِ فرض کی ضرورت ہے۔ امام صاحب یہ محسوس کریں کہ اہلِ محلّہ اور اُن کے بچّوں کی تعلیم و تربیت اُن کا مقدس فرض ہے اور محلہ والے یہ محسوس کریں کہ امام صاحب کے اس احسانِ عظیم کی قدرشناسی اُن کا فرض اولین ہے۔ محلّہ یا گاؤں والے امام صاحب کی اقتصادی ضروریات پوری کریں اور امام صاحب محلّہ والوں کو اپنی تعلیمی اور اخلاقی کمک پہونچائیں۔ یہ وہ تعاون ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کیا ہے۔

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (سورۂ مائدہ ع ۱)

ترجمہ:- نیکی اور پرہیزگاری کی بات میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ گناہ اور ظلم کی بات میں نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اس کی سزا بہت سخت ہے۔

(۶)

نصاب کی کتابیں

یہ تمام صورتیں جو اوپر پانچ نمبروں میں بیان کی گئی ہیں اُن کی کامیابی اس پر موقوف ہے کہ:-

(۱) دینیات کی کتابیں ایسی آسان، جامع اور مختصر ہوں کہ

دین کی تمام ضروری باتیں اُن کے ذریعہ معلوم ہوجائیں اور اُنکے پڑھنے پڑھانے کے لیئے ایک گھنٹہ کافی ہوسکے۔

(۲) بچّوں کی نفسیات کا لحاظ کرتے ہوئے تعلیم و تربیت کا ایسا دلچسپ طریقہ اختیار کیا جائے جو بچّوں میں دینی تعلیم کا شوق پیدا کردے اور اس مکتب سے اُن کو ایسا لگاؤ اور تعلق ہوجائے کہ سرکاری اسکولوں سے چھٹّی کے وقت اُن کو یہاں آنا ناگوار نہ ہو۔

کتابوں کا مسئلہ بفضلہ تعالیٰ جمعیۃ علماء ہند اور دینی تعلیمی بورڈ طے کرچکے ہیں۔ دینی تعلیم کے رسالے جو جمعیۃ علماء ہند نے مرتب کرائے اور دینی تعلیمی بورڈ نے اُن کو منظور کیا وہ بفضلہ تعالیٰ جہاں پہونچ رہے ہیں عام مقبولیت حاصل کر رہے ہیں کیونکہ وہ اختلافی مسائل سے بالا۔ دین کی تمام ضروری باتوں پر مشتمل ہیں۔ جس طرح انکی زبان سلجھی ہوئی۔ ادبیت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی۔ دُھلی دھلائی۔ صاف اور عام فہم ہے جس طرح اُن میں محاورات کے موتی اس طرح ٹانک دیئے گئے ہیں کہ یہی کتابیں اُردو انشاء اور املا کیلئے بھی کافی ہوسکتی ہیں۔ اور جس طرح رفتہ رفتہ ترقی کا بھی اُن میں یہاں تک لحاظ رکھا گیا ہے کہ جب بچّہ پانچ سالہ نصاب سے فارغ ہو تو اُس میں یہ صلاحیت اور قابلیت پیدا ہوچکی ہو کہ اخبارات اور اُردو کی عام علمی کتابیں آسانی سے پڑھ سکے اور سہولت سے سمجھ سکے۔

اسی طرح وہ ایسی جامع بھی ہیں کہ صرف عقائد و عبادات ہی نہیں

بلکہ "دین" کے ہمہ گیر معنے کا لحاظ کرتے ہوئے ان کتابوں میں اسلامی اخلاق اور اسلامی تہذیب کو بھی عقائد و عبادات جیسی اہمیت دی گئی ہے اور ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کی سیرت مقدسہ کے اہم اور ضروری اجزاء بھی اس گلدستہ میں سجا دیئے گئے ہیں۔ مختصر یہ کہ ہر سال کی نصابی کتابوں میں یہ پانچ مضمون پانچ بابوں میں بچوں کی نفسیات کا لحاظ کرتے ہوئے بہت ہی عمدگی اور خوبی کیساتھ جمع کئے گئے ہیں۔

(۱) عقائد

(۲) عبادات

(۳) سیرت مقدسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور درجہ پنجم میں سیرت خلفاء راشدین و ائمہ و مجتہدین وغیرہ۔

(۴) اسلامی اخلاق (۵) اسلامی تہذیب۔

اس جامعیت کے ساتھ ایسے مختصر بھی ہیں کہ اگر رخصتوں اور تعطیلات کو منہا کرنے کے بعد تعلیم کے دن پورے سال میں صرف ۱۸۰ (چھ ماہ) قرار دیئے جائیں تو اسباق کا اوسط یہ ہوتا ہے۔

سال اوّل۔ ایک تہائی صفحہ یعنی تقریباً ۴ سطر یومیہ

سال دوم۔ نصف صفحہ سے کچھ زائد تقریباً ۱۰ سطر یومیہ

سال سوئم۔ سوا صفحہ تقریباً ۲۱ سطر یومیہ۔

سال چہارم۔ دو صفحہ یومیہ سے کچھ کم تقریباً ۳۵ سطر یومیہ۔

سال پنجم۔ دو صفحہ۔ تقریباً ۴۲ سطر یومیہ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر اعتماد کرتے ہوئے یہ دعوےٰ پورے وثوق کے ساتھ کیا جاسکتا ہے کہ اگر ان رسالوں کے مضامین بچّوں کے ذہن نشین کردیئے جائیں تو اُن کے دل ودماغ (انشاءاللہ) اُن تمام جراثیم سے محفوظ رہیں گے جو کلچر۔ تہذیب قدیم یا نیشنلزم وغیرہ کے نام پر فضا میں پھیلائے جارہے ہیں۔ (واللہ علی مانقول وکیل وھو ولی التوفیق وعلیہ التکلان)

بہر حال جہاں تک ابتدائی درجات میں دینیات کی کتابوں کا تعلق ہے جمعیۃ علماء ہند یہ رسالے اور ان سے متعلق چارٹ اور نقشے وغیرہ مرتب کرا کر اس مسئلہ کو حل کر چکی ہے (وللہ الحمد والمنۃ) آپ یہ کتابیں الجمعیۃ بک ڈپو سے طلب فرمائیں۔ اور ان باتوں کی تصدیق فرمالیں۔

البتہ طریقۂ تعلیم اور ترتیب مکاتب کا مسئلہ اُس وقت تک حل نہیں ہوسکتا جب تک حضرات اساتذہ اور معلم صاحبان اور مکاتب، ومدارس کے ذمہ دار حضرات توجہ نہ فرمائیں۔ جہاں تک اصول کا تعلق ہے طریقۂ تعلیم اور ترتیب مکاتب کے چند کارآمد اور مفید اصول آنیوالے ابواب میں پیش کئے جارہے ہیں لیکن ظاہر ہے ان سے مفید نتیجہ اسی وقت برآمد ہوسکتا ہے جب اُن پر عمل ہو۔ توجہ دلانے کیلئے اتنی گذارش اور ہے کہ مذہبی اور دینی تعلیم کو غیر منفعت بخش تو اسی وقت سے سمجھا جارہا ہے جب سے مادہ پرستی کا آغاز ہوا اور یورپ کی سنہری روپہلی تہذیب نے ایشیا کی

نورانی روحانیت کا مذاق اُڑانا شروع کیا۔ سیکولر دورِ حکومت میں اس مذاق کی اصلاح ظاہر ہے بہت ہی مشکل ہو گئی ہے اس دشواری کیساتھ بہت ہی خطرناک صورتِ حال یہ ہے کہ ترقی پذیر ہندوستان میں تعلیم کو زیادہ سے زیادہ دلچسپ بھی بنایا جائیگا اور ترغیب و تحریص کی صورتیں بھی زیادہ سے زیادہ اختیار کی جائیں گی۔ مثلاً جدید طریقہ تعلیم میں یہ اصول تو قطعی طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ تعلیم کا ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس میں خوف اور دہشت کے بجائے، بچّوں کے لئے کھیل اور تفریح کا سامان ہو، مزید براں دیہاتی حلقوں میں بچّوں کو دودھ بھی دیا جاتا ہے۔ کھلونے اور مٹھائیاں بھی تقسیم کی جاتی ہیں اور بہت ممکن ہے مستقبل قریب میں اُن کو اسکول کی مقرر کردہ پوشاک (وردی) بھی دی جایا کرے۔

ترغیب و تحریص کی ان تمام صورتوں کے ساتھ اگر ہمارے طریقہ تعلیم میں وہی پُرانی یبوست باقی رہی، وہی روکھا بلکہ کھُردرا طریقہ رائج رہا تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ دینی تعلیم اور دینی مذاق کو ایک طرف زمانہ کے رجحانات ختم کریں گے دوسری طرف ہم خود اپنے طرزِ عمل سے اُن کا گلا دبا کر فنا کر دینے میں کوتاہی نہ کریں گے۔ (معاذ اللہ)

پس ہمدردیٔ دین و ملّت کا بہت ہی ضروری مطالبہ ہے کہ ہم اپنے طریقۂ تعلیم میں تبدیلی پیدا کریں۔ بیشک دودھ اور مٹھائیاں تقسیم کرنا یا وردی بنا کر بچّوں کو پہنانا ہمارے لئے مشکل ہو گا مگر میٹھا طریقہ اور شیریں طرزِ عمل تو ہم جب بھی چاہیں اختیار کر سکتے ہیں اور اسی سے دودھ

اور مٹھائی کا کام لے سکتے ہیں۔ اس کے چند اصول آئندہ صفحات میں پیش کئے جارہے ہیں جو انشاء اللہ "کم خرچ بالانشیں" ثابت ہوں گے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بخشے۔

(۷)

طریقۂ تعلیم

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے یہ مسئلہ دینیات کی کتابوں سے بھی زیادہ اہم اور ضروری اور قابلِ توجہ ہے کیونکہ اس کا تعلق زیادہ تر استاد کی صلاحیت اور بچّوں کی نفسیات اور اُن کی موزونیتِ طبع سے ہے جو عموماً مختلف ہوتی ہیں اور عمر۔ ماحول۔ معاشرت اور سماج کے تفاوت سے اُن میں زمین آسمان کا فرق ہوتا رہتا ہے۔

اس سلسلہ میں سب سے بڑی اور بنیادی بات تو اُستاد کی لگن ہے یعنی اگر معلم صاحب اس جذبہ میں سرشار ہوں کہ جو بچہ اُن کے یہاں آئے وہ محروم نہ جائے تو لامحالہ وہ کوشش کریں گے کہ بچّہ کو سمجھ کر ایسا طریقہ اختیار کریں جس سے کامیابی ممکن ہو اور بچّہ فیضیاب ہو سکے وہ طریقہ کہیں نرم ہوگا کہیں گرم۔

اس بنیادی بات کے باوجود کچھ اصول ایسے ہیں جو یکسانیت کے ساتھ سب جگہ کامیاب ہوتے ہیں اور انہیں کے پیشِ نظر ٹریننگ اسکولوں اور اُستادوں کے مدرسہ میں اساتذہ کو طریقۂ تعلیم کی ٹریننگ دی جاتی ہے

یہی اصول جو بنیادی طور پر ہر جگہ کامیاب ہیں اور ایسے ضروری ہیں کہ جب تک معلّم اُن کا لحاظ نہ رکھے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ان صفحات میں پیش کیئے جا رہے ہیں۔

اور جبکہ موجودہ دَور کا تقاضا ہے کہ ہر ایک ہمدردِ ملت ذاتی طور پر دینی تعلیم کے مسئلہ سے دلچسپی لے تو یہ بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ اسکی نظر ان اصولوں پر بھی ہو تا کہ اس کی یہ دلچسپی عملی طور پر زیادہ سے زیادہ کار آمد اور اُمّت کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید ہو سکے۔

بنیادی اصول

(۱) بچّوں کو مانوس کیجیئے

سب سے پہلا اصول جو کسی وقت بھی نظر انداز نہ ہونا چاہیئے یہ ہی کہ جیسے ہی بچّہ آپکے یہاں داخل ہو، سبق شروع کرانے سے پہلے آپ اسکو اپنے سے مانوس کر لیں، چھ سال کا بچّہ جو اپنی سوچی سمجھی بات بھی پوری طرح زبان سے ادا نہیں کر سکتا جیسے ہی کسی اجنبی کے سامنے پہونچتا ہے مرعوب ہو جاتا ہے بسا اوقات اجنبی صورت سے اُس کا ننھا سا دل لرزنے لگتا ہے۔ شرم و حیا بہت اچھی صفات ہیں مگر جو بچّہ جتنا زیادہ شرمیلا ہو گا وہ اتنا ہی زیادہ اجنبی شخص کو دیکھ کر گھبرا جائیگا اور مرعوب ہو جائے گا۔

ایک گھبرایا ہوا بچّہ نہ کچھ سمجھ سکتا ہے نہ یاد رکھ سکتا ہے۔ ایسی صورت میں یاد کرنے کی فرمائش سے اس کو اور زیادہ وحشت ہوتی ہے

اب اگر کسی قسم کی تنبیہہ بھی کردی جائے تو اس وحشت کے ساتھ اُستاذ مدرسہ اور تعلیم وغیرہ سب سے نفرت ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ بچہ کیلئے تباہ کن ہوتا ہے کیونکہ وہ اسکول یا مکتب جانے سے جان چرانے لگتا ہے۔ اور اگر ماں باپ کی طرف سے بہت کافی دباؤ نہ ہو تو بچہ پڑھنا بھی چھوڑ دیتا ہے اور دائمی جہالت اپنے لئے مقدر کر لیتا ہے۔

پس معلم خیر اور مشفق اُستاذ کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ بچہ کو اپنے سے مانوس کر لے۔ اُس کے دماغ کو مطمئن کرے۔ اور اس کی طبیعت کو اپنی طرف مائل کرے اور عام طور پر بچہ کے دل میں جو مدرسہ یا مکتب کا ڈر بٹھا دیا جاتا ہے اس کو دل سے نکالے۔ ایک سمجھدار اور مشفق استاذ جس کو یہ لگن ہو کہ اُس کے یہاں داخل ہونیوالے بچے محروم نہ رہجائیں بچہ کے مزاج اور اس کے طبیعت کا اندازہ کرنے کے بعد اسکو مانوس کر لینے کی مناسب صورت بھی تجویز کر سکتا ہے۔ ایسے استاذ کو کسی خاص طرزِ عمل کا پابند نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ ایک عام صورت یہ ہے کہ پہلے ہی دن اس کی فکر نہ ہو کہ کچھ سبق ضرور پڑھا دیا جائے۔ بلکہ پہلے روز بچہ سے اُسکے ماں باپ کی زبان اور انداز میں ایسی باتیں کی جائیں جن میں بچہ کا دل لگے۔ مثلاً یہ کہ تمہارے بہن بھائی کتنے ہیں۔ تمہیں سب سے زیادہ کس سے محبت ہے۔ تمہاری لڑائی کس سے ہوتی رہتی ہے۔ تمہارے کھیل کود کے ساتھی کون کون ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

اسی بات چیت کے دوران میں اس کو سبق کی کچھ باتیں بھی یاد

کرادی جائیں۔ اس کام کیلئے آپ دس پندرہ منٹ روزانہ بچّہ کو دیجئے۔ اور اوپر کے درجہ میں جو سمجھ دار بچّے ہوں اُن میں سے کسی کو مامور کر دیجئے کہ وہ اس نووارد بچّہ سے بات چیت کر کے اُس کو مانوس کرے[1]

جب بچّہ آپ سے اور مکتب کے ماحول سے کسی قدر مانوس ہو جائے تب اس کو پڑھانا شروع کیجئے۔

بہتر ہو کہ آپ اپنے اس طرزِ عمل کا اعلان کر دیں تاکہ بچّہ کے سرپرستوں کو سبق نہ دینے کی شکایت نہ ہو۔

بچّہ کو مانوس کرنے میں اگر ایک ہفتہ بھی صرف ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔ اس ہفتہ میں آپ اس کو بسم اللہ وغیرہ یاد کرا دیجئے۔

---

[1] یہ بھی خیال رہے کہ بچّے اُن چیزوں سے مانوس ہوتے ہیں جو اُن کے گھر کے ماحول کی مناسب ہوں کھیل بھی اُن کو وہی اچھے معلوم ہوتے ہیں جو اُن کے گھروں میں عام طور پر کھیلے جاتے ہوں۔ ایک علم دوست گھرانا جس میں ہر وقت لکھنے پڑھنے اور کاغذ۔ قلم دوات سے کام رہتا ہے۔ اُس کے بچّوں کو عمدہ کاغذوں۔ خوبصورت کارڈوں۔ کاغذ کے پھولوں جیسی چیزوں سے دلچسپی ہوگی دستکار گھرانے کے بچّوں کو اپنے یہاں کی دستکاری کی چیزوں سے دلچسپی ہوگی۔ اور اسی کی مناسب کھیل اُن کو مرغوب ہوں گے۔ اُستاذ صاحبان بچّوں کو اُس کے گھر کی مناسب چیزوں سے مانوس کریں اور اگر کسی بچّہ کو مانوس بنانے کیلئے مقرر کرنا چاہیں تو یہ خیال رکھیں کہ بچّہ اُسی گھرانے کا ہو ورنہ اس گھرانے کے مزاج اور وہاں کے طور طریق سے واقف ہو۔

(۲) درجہ کو صاف ستھرا رکھیے اور اس کو سجائیے

مانوس کرنے کے سلسلے میں ایک ضروری بات یہ بھی ہے کہ درجہ ایسا ہو کہ بچوں کا دل لگے۔

ماہرینِ طریقہ تعلیم تو یہ بھی ضروری قرار دیتے ہیں کہ اسکول یا مکتب کا مکان کھلا ہوا، ہوادار ہو جس میں گرمی اور سردی کی پوری رعایت ہو۔ گھٹا ہوا بند کمرہ جہاں ہوا نہ پہونچ سکے یا ایسا کھلا ہوا کہ دھوپ اور بارش سے بچاؤ نہ ہو۔ جب بچوں کو اس میں بیٹھنا مشکل ہوگا تو وہ سبق کیا یاد کر سکیں گے۔

بہرحال جگہ اور مکان کا مسئلہ اُستادوں کے اختیار کا نہیں اس کا تعلق مکتب کے منتظمین اور مکتب یا مدرسہ کی مالی گنجائش پر موقوف ہے۔ البتہ استاذ صاحبان یہ کر سکتے ہیں اور یہ ضرور کرنا چاہیے کہ کمرہ صاف ستھرا رہے اس میں جگہ جگہ خوبصورت نقشے اور ایسے چارٹ آویزاں ہوں جو جاذبِ نظر بھی ہوں۔ اور درجہ کے مناسب معلومات کا مرقع بھی ہوں[1]۔

سرکاری اسکولوں میں تصویریں لگا کر بھی جاذبیت پیدا کیجاتی ہی مگر اسلامی تعلیم کسی جاندار کی تصویر کی اجازت نہیں دیتی۔ البتہ درخت پودا مسجد وغیرہ کے نقشے لگائے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح ایسے کھلونے

---

[1] بچے ان خوبصورت چارٹوں میں لکھی ہوئی چیزوں کو پڑھنے کی کوشش کریں گے اس سے قدرتی طور پر پڑھنے کا شوق پیدا ہوگا۔

بھی رکھے جا سکتے ہیں جن میں جاندار کی تصویر یا مورت نہ ہو۔

(۳) بچّوں کی صلاحیتوں کو سمجھئے اور اُن سے کام لیجیئے

اللہ تعالیٰ نے جس طرح ہمیں قوتِ حافظہ (یاد کرنے اور یاد رکھنے کی صلاحیت) عطا فرمائی ہے ایسے ہی ہمیں سمجھ بوجھ کی صلاحیت بخشی ہے۔ ایک اور صلاحیت ہم میں ہے جسے ہم "خود اعتمادی" کہتے ہیں۔ یعنی یہ بات دل میں آجانا کہ یہ کام ہم کر سکتے ہیں۔ یہ ہمارے قابو کا کام ہے۔ اور اس بنا پر حوصلہ کا بڑھنا۔

یہ صلاحیتیں جو ہم اپنے اندر موجود پاتے ہیں، بچّوں میں بھی ہوتی ہیں۔ بلکہ ہماری صلاحیتیں فرسودہ اور بوسیدہ ہو چکی ہیں، ہماری مشین بھی گِھس چکی ہے۔ بچّوں میں یہ صلاحیتیں تازہ ہوتی ہیں اُن کی مشین نئی ہوتی ہے۔

اب غور فرمائیے۔ کسی کام کے لئے اگر آپ کو صرف ایک صلاحیت مثلاً قوتِ حافظہ سے کام لینا پڑے تو وہ بہت مشکل معلوم ہو گا۔ اور اُس کے پُورا ہونے میں وقت بھی زیادہ صرف ہو گا لیکن اگر دوسری طاقت مددگار ہو جائے تو سہولت ہو جاتی ہے اور اگر کہیں تیسری طاقت بھی مِل جائے تو وہ کام بہت ہی آسان ہو جاتا ہے اور اس کے پورا ہونے میں وقت بھی بہت کم صرف ہوتا ہے۔

مثلاً اگر کسی غیر معروف اور قطعاً اجنبی زبان مثلاً چینی زبان کے

کچھ الفاظ یاد کرنے پڑیں تو ہم اس کو اپنے حق میں ایک " آزمائش "
تصور کریں گے ۔ ان الفاظ کو یاد کرنا بہت مشکل ہو گا ۔ اسکے مقابلہ میں
اگر ہمیں اپنی جانی پہچانی زبان کے کچھ الفاظ یاد کرنے ہوں تو جن کے
معنے مطلب ہم سمجھتے ہیں تو ہم اُن کو نہایت آسانی سے یاد کرلیں گے ۔
یہ آسانی اس لئے پیدا ہوئی کہ ان معروف الفاظ کے یاد کرنے میں
صرف قوتِ حافظہ سے ہی کام نہیں لیا گیا ۔ بلکہ دوسری طاقت یعنی
سمجھ بوجھ کی صلاحیت (قوتِ فہم وفکر) سے بھی مدد لی گئی ہے دو طاقتوں
کے ملنے سے کام لا محالہ آسان ہو گیا ۔

اس یاد کرنے کی چیز کو اگر آپ ایک دو دفعہ لکھ بھی لیں تو اور بھی
زیادہ سہولت ہو جاتی ہے کیونکہ اس وقت تیسری طاقت (ہاتھ سے
کام کرنے کی قوت) بھی مل جاتی ہے ۔

ایک تجربہ کی بات اور بھی ہے ۔ آپ کچھ لکھنا پڑھنا چاہیں اور
تصور یہ ہو کہ یہ چیز ہمیں نہیں آتی تو یقیناً وہ بہت مشکل ہو جاتی ہے
لیکن اس کے برخلاف اگر یہ اعتماد اور بھروسہ ہو کہ یہ ہمیں آتی ہے یا
اس کو ہم نے سیکھ لیا ہے تو یہ اعتماد اور بھروسہ بھی مددگار ہوتا ہے
اور وہ کام نہایت آسانی سے ہو جاتا ہے ۔

مثلاً ہمیں عربی کے حروف یاد ہیں اور ہمیں اعتماد ہے کہ ان
حرفوں کو ہم جانتے ہیں ۔ اب اگر ہمیں فارسی کے حروف چا ۔ پا ۔ گ
بتا دیئے جائیں تو یہ حرف صرف ایک مرتبہ سُن لینے ہی سے یاد

ہو جائیں گے کیونکہ یہ اعتماد ہمیں پہلے سے ہی کہ ہم حروف جانتے ہیں جب یہ اعتماد اور بھروسہ موجود ہو تو صرف تین حرفوں کا یاد کرلینا ہم ہنسی مذاق کی بات سمجھیں گے ۔ اور آسانی سے یاد کرلیں گے بلکہ یاد کئے بغیر ہی ذہن میں جم جائیں گے ۔

اپنی حالت پر آپ بچّوں کو بھی قیاس کیجئے ۔ پھر اپنے طرزِ عمل کو ملاحظہ فرمائیے ۔ ہم سب سے پہلے بچّوں کو حرفوں کے نام رٹاتے ہیں پھر زیر زبر پیش والی تختیاں یاد کراتے ہیں ۔ پھر جزم سکون اور تشدید وغیرہ یاد کراتے ہیں ۔ بچّوں کے لئے یہ تمام چیزیں اجنبی اور غیر مانوس ہوتی ہیں ۔ لامحالہ اُن کے رٹنے اور یاد کرنے میں اُنکو دشواری بھی ہوتی ہی اور دیر بھی لگتی ہے اور بسا اوقات وہ ایسے اُلجھ جاتے ہیں کہ اُن کو پڑھنے سے گھبراہٹ ہونے لگتی ہے ہم اس کو بچّہ کی شرارت یا کم شوقی سمجھتے ہیں حالانکہ یہ فطری بات ہے کہ بے سمجھی چیز سے اُلجھن ہونی چاہیئے ۔

لیکن اگر آپ کوئی ایسی صورت اختیار کریں کہ پہلے ہی دن سے بچّہ کچھ مطلب بھی سمجھنے لگے اور اس میں یہ اعتماد بھی پیدا ہو جائے کہ مجھے کچھ آگیا ہے ۔ یعنی قوتِ حافظہ کے ساتھ قوتِ فہم و فکر اور خود اعتمادی بھی کام کرنے لگے تو ان سب طاقتوں کے ملنے سے بچّہ کا کام بہت آسان ہو جائے گا ۔

پس حضرات اساتذہ اور معلمین کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسا

طریقہ اختیار کریں کہ صرف قوتِ حافظہ اور رٹنے پر ہی مدار نہ رہے بلکہ فہم و فکر۔ عمل اور اعتماد کی قوتیں بھی کام کرتی رہیں اور بچہ میں حوصلہ بھی پیدا ہوتا رہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کی مختصر تعبیر یہ ہے کہ پڑھانے کا ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ قدرتی طور پر بچہ پوری طرح متوجہ رہے اور اپنی سمجھ۔ ذہانت اور خود اعتمادی وغیرہ ہر ایک طاقت سے کام لیتا رہے یہ جدید طریقہ تعلیم جس کی تفصیل آگے آئے گی (انشاء اللہ) اس کی کامیابی کا راز یہی ہے کہ اس میں بچہ کی تمام صلاحیتوں سے شروع دن سے کام لیا جاتا ہے اور اس تیز رفتار زمانہ میں مہینوں کے کام کو چند دنوں میں پورا کرا دیا جاتا ہے (و باللہ التوفیق و منہ الاستعانۃ)

(۴) حرفوں کی آواز بتائیے اور کم سے کم حرف بتا کر پڑھنا سکھا دیجئے

رواج یہ ہے کہ ہم پہلے حرفوں کے نام یاد کراتے ہیں پھر نقطوں کا فرق بتا کر اُنکی شناخت کراتے ہیں۔ اس کے بعد زیر۔ زبر۔ پیش پھر دو زبر دو زیر وغیرہ کی تختیاں۔ پھر سکون اور تشدید وغیرہ یاد کراتے ہیں عام بچوں کے لئے مہینوں اور ہوشیار بچوں کے لئے کم از کم ایک ماہ تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جو بہت صبر آزما ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کو بغیر سمجھے بوجھے صرف اُستاذ کے خوف سے یاد کرنا پڑتا ہے۔ مزید برآں بچہ کی پریشانی اور حیرانی کا سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ جو کچھ ہم بتاتے ہیں اس میں ایک قسم کا تضاد ہوتا ہے جو ذہین اور سمجھ دار بچوں کو اُلجھن میں ڈال دیتا ہے۔ کیونکہ ہم نے

بچّہ کو پہلا حرف الف بتایا ہے اور جب زبر کی تختی شروع کرائی تو ہماری فرمائش یہ ہوئی کہ الف زبر اَ کہو اُلجھن یہ ہوتی ہے کہ جب یہ الف ہے تو زبر لگنے سے اَ کیوں ہوگیا۔ اگر بچّہ سمجھ سے کام لے گا تو یقیناً اُسکو یہ اُلجھن پیدا ہوگی۔ پھر یہی اُلجھن اس کو جیم۔ دال۔ ذال۔ سین۔ شین صاد۔ ضاد، وغیرہ میں ہوگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حرفوں کی شناخت میں بہت دشواری ہوگی اور یہ تو ممکن ہی نہیں کہ صرف ایک تختی پڑھکر حروف شناس بن جائے اور آواز سے حرف پہچان سکے۔

بچّوں کو اس اُلجھن سے نجات دلانے اور شروع ہی سے اُن کی تمام صلاحیتوں کو کام میں لانے (بالفاظ دیگر) تعلیم کو دلچسپ بنا کر اُن کو پُوری طرح متوجہ رکھنے کی صورت یہ ہے کہ:۔

(الف) پہلے آپ حرفوں کے نام نہیں بلکہ صرف آوازیں بتایئے مثلاً الف۔ حرف کا نام ہے اور آ۔ اے۔ ای۔ او۔ اس کی آواز ہے آپ ابھی نام نہ بتایئے نہ سب آوازیں۔ بلکہ صرف ایک آواز بتا دیجئے یعنی ا کو الف نہ کہلایئے بلکہ صرف اَ کہلائیے۔

(ب) حرفوں کی سب آوازیں بھی ایک ہی دفعہ میں نہ رٹوایئے بلکہ آپ کے پیشِ نظر یہ ہونا چاہیئے کہ پہلے سبق سے ورنہ دوسرے سبق سے بچّہ حرفوں کو ملانا اور حروف ملا کر لفظ کا پڑھنا سیکھ لے۔ اس مقصد کے لحاظ سے چند حرف ایسے منتخب کیجئے جن سے آسانی سے کوئی ایسا لفظ بن سکے جس سے بچّہ مانوس ہو۔ پس سب سے پہلے

صرف ان ہی حرفوں کی آوازیں سمجھا کر بتا دیجئے اور یاد کرا دیجئے۔

اس مقصد کے پیشِ نظر ممکن ہے آپ کو حرفوں کی ترتیب میں ردّو بدل کرنا پڑے۔ مثلاً اب ت کے بجائے آپ پہلے ا۔ل۔ہ۔ سکھائیں لیکن اگر اس ردّو بدل سے بچّوں کے لئے سہولت پیدا ہوتی ہے تو اس ردّو بدل میں آپ کو تامل نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ حرفوں کی یہ ترتیب کوئی مذہبی حکم نہیں ہے۔ صرف استاذوں کا ایک طریقہ ہے جو پڑھنے اور لکھنے میں بدلا ہوا ہے کیونکہ پڑھائی کے قاعدہ میں بیشک یہ ترتیب ہوتی ہے کہ ا۔ کے بعد ب۔ پھر ت۔ پھر ث آتی ہے۔ لیکن لکھائی میں ب کے بعد ج۔ پھر د آتا ہے۔ یعنی لکھائی میں (ابجد) کی ترتیب آتی ہے۔ پس اگر کسی بڑے فائدے اور بچّوں کی سہولت کے لئے آپ بھی حرفوں کی ترتیب میں سرِدست تبدیلی کر دیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہونا چاہیئے۔

(۵) سب سے پہلے اللہ پڑھنا سکھایئے

سب سے پہلے سبق میں آپ کے پیشِ نظر یہ ہونا چاہیئے کہ بچّوں کو "اسم ذات" یعنی لفظ اللہ پڑھنا آجائے۔

یہ بابرکت نام بہرحال بابرکت ہے۔ جتنا بھی یاد ہو، جتنا بھی پڑھا جائے، لکھا جائے۔ یاد کرایا جائے۔ برکت ہی برکت ہے۔

جب دنیا غیر اللہ کی طرف دوڑ رہی ہو تو ایک مومن کا نصب العین رجوع الی اللہ ہونا چاہیئے۔ فَفِرُّوْٓا اِلَی اللہِ۔ اس لحاظ سے بھی

اس اسمِ مبارک سے آغاز، دینی تعلیم کے نصب العین کے عین مطابق ہے۔ اس نامِ مبارک سے مسلمانوں کے بچّے مانوس بھی ہوتے ہیں کیونکہ پیدائش کے بعد سب سے پہلے آواز جو اذان و تکبیر کہہ کر بچّوں کے کانوں میں پہونچائی جاتی ہے اس کا آغاز اسی نامِ مبارک سے ہوتا ہے۔ پھر سونے کے وقت ماں اور بہنوں کی لوریوں میں بچہ بار بار یہی نامِ مُبارک سُنتا رہتا ہے۔ پس اس نامِ مبارک سے مسلمان بچہّ کی اُنسیت اُس کی فطرت کا ایک جزو بن جاتی ہے۔

(۶) تصویر کے بجائے تصوّر

۶ سال کا بچّہ جو علمی ماحول سے محروم ہو۔ اس کے لئے یہ انکشاف بہت زیادہ حیرت انگیز ہوگا کہ جو لفظ مثلاً "قلم" زبان سے ادا کر رہا ہے وہ کاغذ پر لکھا بھی جا سکتا ہے۔ اسی لئے ماہرینِ تعلیم پہلے بچّہ کے دماغ میں یہ تصوّر پیدا کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ جو زبان سے ادا کرتے ہیں وہ کاغذ پر بھی آ سکتا ہے۔ اور اس کے لئے وہ ایسی تصویر سے کام لیتے ہیں جس کو بچّہ آسانی سے پہچان سکے۔ مثلاً "قلم" کی تصویر دکھا کر بچّے سے دریافت کریں گے کہ یہ کیا ہے، اگر وہ نہیں بتا سکے گا تو "قلم" دکھا کر سمجھائیں گے کہ یہ قلم جو ہاتھ میں ہے کاغذ پر اسی کی تصویر ہے۔

بچّہ اگر تصویر پہچان لیتا ہے تو پھر آوازوں کا تجزیہ کیا جائیگا مثلاً ق لَ م۔ پھر بتایا جائے گا کہ "ق" یہ ہے "ل" یہ ہے وغیرہ۔

اسی تصور کو پختہ کرنے کے لئے ابتدائی قاعدہ کے چند صفحات میں صرف تصویریں دی جاتی ہیں اور بچوں کا ابتدائی سبق یہی ہوتا ہے کہ وہ تصویریں دیکھ دیکھ کر بتاتا رہے یہ "قلم" ہے یہ "مسجد" ہے یہ "کتاب" ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس "طریقۂ تعلیم" کو "تعلیم بذریعہ تصاویر" کہا جاتا ہے اور اُردو یا عربی کی تعلیم میں بھی اس "طریقہ تعلیم" سے کام لیا جا سکتا ہے البتہ یہ احتیاط ضرور ہونی چاہیئے کہ جانداروں کی تصویریں نہ ہوں۔ جانداروں کی تصویروں کا بنانا۔ اُن کی خرید و فروخت اور اُن سے کھیلنا، یا خوبصورتی پیدا کرنا سب ممنوع ہے۔ تعلیم جیسے مقدس سلسلہ کا آغاز ممنوع اور حرام چیز سے ہرگز ہرگز نہ ہونا چاہیئے۔

لیکن جب سب سے پہلا سبق لفظ اللہ ہو تو یہاں یہ طریقہ تعلیم یعنی "تعلیم بذریعہ تصاویر" کسی طرح بھی جاری نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اس مبارک سبق میں آپ "تصوّر" سے "تصویر" کا کام لیجئے۔

مطلب یہ ہے کہ آپ جب بچہ کو مانوس کرنے کیلئے بچہ سے بات چیت کر رہے ہوں تو اپنی بات چیت کا ایک حصہ یہ بھی رکھئے کہ بچّہ سے پوچھئے۔ تمہیں کس نے بنایا۔ تمہارے ماں باپ بہن بھائی کو کس نے پیدا کیا۔ یہ آسمان یہ زمین یہ چاند یہ سورج کس نے بنائے زیادہ سے زیادہ آسان الفاظ میں اس قسم کے سوالات بچّہ سے کیجئے۔ بچّہ اگر نہ بتا سکے تو آپ بتاتے رہیے کہ "اللہ" نے

اس طرح سوالات کر کے آپ لفظ "اللہ" بچّہ کے دماغ میں ایسا جما دیجئے کہ تصویر سے بھی زیادہ اللہ کا تصوّر بچّہ کے دماغ میں سما جائے اس میں اگر دو تین روز بھی خرچ ہو جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ آپ کا اور بچّہ کا یہ وقت بہت ہی مبارک کام میں صرف ہو رہا ہے کہ اللہ اور اس کی صفات کا تصوّر بچّہ کے دماغ میں پائیدار ہو رہا ہے جو ایک صاحبِ ایمان بچّہ کیلئے بہت ہی مبارک ہے۔ یہ دماغی تربیت جو اسلام و ایمان کیلئے نقشِ اوّل ہی دینی تعلیم و تربیت کا بنیادی مقصد ہے۔

بہر حال جب اس طرح لفظ اللہ کا تصوّر پختہ ہو جائے تو آپ بچّہ کو شوق دلائیے کہ لفظ اللہ پڑھنا اور لکھنا سیکھ لے۔

(۷) دلچسپ تمہید سے طلب اور شوق پیدا کیجئے

استاذ کا کام بہت ہلکا اور آسان ہو جاتا ہے اگر بچّوں میں سبق کا شوق پیدا ہو جائے۔

کامیاب اور ماہر استاذ کا کام یہ ہے کہ وہ ایسا انداز اختیار کرے کہ بچّے یہ سمجھیں کہ پڑھنا اُن کی ضرورت کی چیز ہے۔ سبق سے پہلے وہ ایسی تمہید ڈالے کہ بچّوں کو اس سبق کا شوق ہو جائے اور وہ سراپا انتظار بن جائیں۔

شوق پیدا کرنے کی صورت ہر ایک سبق کے لئے علیحدہ ہوگی اور بچّوں کے حالات اور ان کی دلچسپیوں کا اندازہ کر کے شوق پیدا

کرنے کی یہ صورت اُستاد ہی تجویز کر سکے گا۔ اس کے لئے کوئی ضابطہ نہیں بنایا جا سکتا یہ صرف استاد کی لگن اور اس کی ذہنی صلاحیت اور قابلیت پر موقوف ہے۔ یہاں صرف ایک مثال پیش کی جاتی ہے مثلاً جب اللہ کا ذکر بچّوں کے سامنے بار بار آیا اور دو تین روز تک آتا رہا اور تصویروں کو دیکھ کر بچّہ یہ بھی سمجھ چکا ہے کہ جو زبان سے ادا کیا جاتا ہے وہ کاغذ پر لکھا بھی جا سکتا ہے۔ تو بچّہ زبان سے کہے یا نہ کہے قدرتی بات یہ ہے کہ اُس کے ذہن میں ایک طرح کی طلب پیدا ہوگی کہ وہ لفظ اللہ کو بھی لکھا ہوا دیکھے اور اُس کو پڑھ سکے۔ اب اگر آپ اس کو خبر دیں گے کہ ہم تمہیں لفظ اللہ کا پڑھنا سکھاتے ہیں تو یقینی طور پر بچّہ کے دل میں شوق پیدا ہوگا۔ اور جس طرح وہ کسی کھیل کا منتظر ہوا کرتا ہے آپ کے سکھانے کا منتظر ہو جائے گا اب اس کو صرف تین آوازیں اور اُن کے لکھنے کی شکلیں بتائیے ا - ل - ہ -

آج کا سبق صرف یہی رکھئے۔ ان حرفوں کو تختۂ سیاہ یا سلیٹ پر بار بار لکھ کر بچّوں سے کہلوائیے اور شناخت کرائیے۔

اس کے بعد اگر آپ کے پاس "قاعدہ حروف شناسی" موجود ہو تو یہ حرف اُس میں لکھے ہوئے بھی بتا دیجئے۔

جزم اور سکون وغیرہ کا نام لینا تو پہلے سبق میں کسی طرح درست نہیں ہے۔ زبر، زیر، پیش کا بھی تذکرہ مت کیجئے فی الحال

اس کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ملنے کا لفظ استعمال کیجئے۔ یعنی
ال ہ کو دو طرح کہلائیے۔ الگ الگ اور ملا کر۔ بچّوں کو بتایا جائے
کہ جس طرح دو دوست ملتے ہیں ایسے ہی دو حروف بھی ملا کرتے ہیں
ملنے کے وقت اَل کی آواز اَلْ ہو جائے گی۔ لَ ہ کی آواز لَہْ
اور لَ اَ کی آواز لا۔

بچّوں کو بتا دیجئے کہ اگر یہ باتیں انھوں نے پکی یاد کر لیں تو
کل کو اُنھیں ایک کہانی سُنائی جائے گی اور ایک تماشہ دکھایا
جائے گا۔

حرفوں کے ملنے کی کہانی اور تماشہ

بچّوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمائیے یہ تین حرف تم
پڑھ چکے ہو ا۔

اَ۔ ل۔ ہ۔ یہ تین دوست ہیں اُن کے الگ الگ
مکان ہیں۔ مگر اَ اور لَ کے دُو دُو مکان ہیں ایک میں وہ
گرمیوں میں رہتے ہیں۔ دوسرے میں سردیوں میں۔
ہ کا صرف ایک ہی مکان ہے۔ یہ بہت ہی غریب ہے انکے
مکان ایک لائن میں ہیں۔
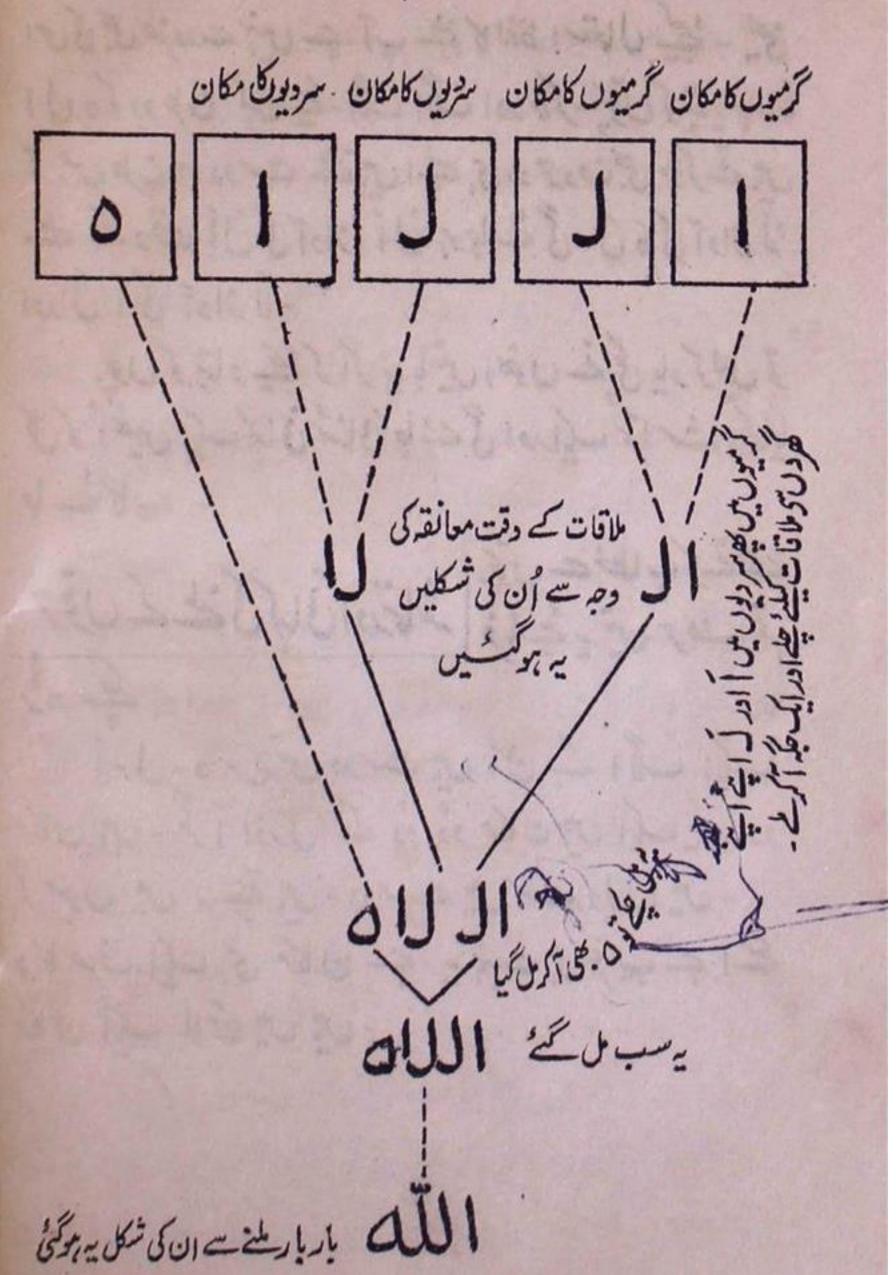
گرمیوں کا مکان
گرمیوں کا مکان
سردیوں کا مکان
سردیوں کا مکان
ا
ل
ل
ا
ہ
ال
لا
ملاقات کے وقت معانقہ کی وجہ سے اُن کی شکلیں یہ ہو گئیں
اللاہ
ہ بھی آکر مل گیا
اللہ
یہ سب مل گئے
اللہ
بار بار ملنے سے ان کی شکل یہ ہوگئی

(۸) بار بار مشق کرا کر پختہ کرائیے

بچّوں کو آپ نے تین حرفوں کی آوازیں بتائی ہیں یعنی اَ لَ ہَ اور اُن کے ملنے کا تصوّر پیدا کیا ہے۔ اب رٹوانے کے بجائے آپ مشق کرا کر اُن کو پختہ کرائیے۔ ان تین حرفوں کو اُلٹ پھیر کر آپ سلیٹ یا تختۂ سیاہ پر لکھیں تو نہ صرف بہت سی آوازیں بلکہ بامعنیٰ جُملے بن سکتے ہیں۔ مثلاً

لا - ھل - لاھل لا - ھا - لا - لا لاھالالا
لا ' لا لاھل لا - ھل لا لا لا ھالا ھل لا -

بچّے سوچ سمجھ کر ان کو پڑھیں گے تو قوتِ حافظہ کے ساتھ سمجھ بوجھ اور فکر و فہم کی طاقت بھی کارفرما ہوگی اور ظاہر ہے اس طرح قوتِ شناخت بہت تیزی سے ترقی کرے گی اور حرفوں کا فرق اچھّی طرح ذہن میں بیٹھ جائے گا۔

عجیب، عجیب آوازیں اور جُملے بچّوں کی شوقین طبیعتوں کیلئے دل چسپی اور تفریح کا باعث ہوں گی۔

ان فقروں اور جُملوں کے پڑھ لینے کے بعد قدرتی طور پر بچّوں کے ذہن میں یہ اعتماد پیدا ہوگا کہ اُن کو پڑھنا آگیا۔ اُنھوں نے کچھ سیکھ لیا۔ اپنی تعریف سب کو اچھی معلوم ہوتی ہے اس سے حوصلہ بڑھتا ہے۔ بچّوں میں یہ خصلت اور بھی زیادہ نمایاں ہوتی ہے اگر بچّوں میں خود یہ احساس نہ پیدا ہو تو آپ یہ بتا کر کہ "اُن کو پڑھنا آگیا وہ جُملے

پڑھنے لگے" اُن کا حوصلہ بڑھایئے اور یہ اطمینان دلا دیجئے کہ اگر اسی طرح دو دو تین تین حرف روزانہ پڑھتے رہو تو بہت جلد لکھے پڑھے ہو جاؤ گے۔

مشق کے دلچسپ طریقے

(الف) اسی کتاب کے آخر میں تعلیمی کارڈوں کے بنانے اور ان کو استعمال کرنے کے طریقے بیان کئے گئے ہیں، اُن کو ملاحظہ فرمایئے اور اُن پر خود عمل کیجئے اور بچّوں سے عمل کرایئے۔

(ب) سبق کے مطابق حرفوں کے چارٹ بنا لیجئے اور اُن کو استعمال کیجئے۔ نقشہ یا چارٹ میں لکھے ہوئے حرفوں کو پہچاننا بچّوں کے لئے دلچسپی کا سبب ہوگا۔

(ج) لکڑی یا تھری پلائی کا ایک گول دائرہ بنا لیجئے جو گھنٹے کے ڈائل کی طرح کا ہو۔ مگر گھنٹے کے ڈائل سے بڑا ہو اس پر سیاہ وارنش کر لیجئے بیچ میں ایک سوئی لگا لیجئے۔ دائرہ کے کنارہ پر چاک سے سبق کے حروف لکھ لیجئے پھر بچّہ کے سامنے یہ دائرہ رکھ کر سوئی گھمایئے اور بچّہ سے کہہ دیجئے کہ سوئی کو دیکھتے رہو اور بتاؤ کہ سوئی کس حرف کے سامنے ٹھہرتی ہے

(د) تھری پلائی یا لکڑی کے بجائے اس شکل کا دائرہ گتّے سے بھی بنایا جا سکتا ہے لیکن گتّے پر حروف لکھے نہیں جائیں گے بلکہ حرفوں کے آپ کارڈ بنالیں اور دائرہ کے کناروں پر وہ کارڈ رکھدیں جس کارڈ کے سامنے سوئیں ٹھیرے بچّہ اس کو پڑھ کر بتائیے۔

(ھ) حرفوں کے جوڑنے میں بھی اس سوئیں سے کام لیا جاسکتا ہے مثلاً مرکز کے قریب ایک حرف لا لکھ دیا جائے اور دائرہ کے کناروں پر اور حرف مثلاً با۔ کا وغیرہ لکھ دیئے جائیں۔ جہاں سوئیں ٹھیرے بچّہ اس حرف کو مرکز والے حروف سے ملا کر پڑھے اگر با کے قریب سوئیں ٹھیری ہے تو بالا ہوا۔ کا کے پاس ٹھیری ہے تو کالا ہو گا۔

(و) لکڑی یا تھری پلائی کا اس قسم کا ایک چکّر بنوالیں اس میں دو تختے ہوں ایک تختہ اوپر کا جس میں دستہ لگا ہوا ہو اور جس کا ایک کنارہ پر تھوڑا سا کٹا ہوا ہو یہ تختہ جنبش نہ کرے دوسرا تختہ اس کے نیچے ہو بیچ میں ایک کیل سے جڑا ہوا ہو وہ گھوم سکے نیچے کے تختہ کے کنارہ پر چاک سے حروف لکھ دیئے جائیں پھر اس کو گھمایا جائے۔ ایک ایک حرف

لا

کٹے ہوئے حصّہ کے سامنے آ رہا ہے گا بچّہ سے اس کو شناخت کرایا جائے۔ یہ کھیل بھی ہے اور کام بھی۔

اس چکر کو حرفوں کے جُڑوانے کے سلسلہ میں بھی کام میں لایا جا سکتا ہے مثلاً ایک حرف "لا" کٹے ہوئے حصّہ کے سامنے اوپر کے تختہ پر لکھ دیا جائے۔ پھر نیچے کا تختہ گھمایا جائے نیچے کے تختہ پر لکھا ہوا جو حرف سامنے آئے اس کو اوپر کے تختہ پر لکھے ہوئے حرف کے ساتھ ملا کر پڑھوایا جائے۔ مثلاً نیچے کے تختہ پر جو حرف سامنے آیا ہو وہ با ہے تو اب اُس کو اوپر کے تختہ کے حروف سے ملایا جائے تو بالا ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

ہندسوں کی پہچان اور اُن کو ملانے کی مشق بھی اس چکر سے کرائی جا سکتی ہے۔

قاعدہ حروف شناسی یہ تمام اصول جو آپ نے ملاحظہ فرمائے انہیں کی بنیاد پر "قاعدہ حروف شناسی"[1] مرتب کیا گیا ہے اس کو الجمعیۃ بک ڈپو نے نہایت خوبصورت رنگین بلاکوں سے شائع کرایا ہے۔ اس قاعدہ کے حاشیہ اور ذیلی نوٹوں میں ہر سبق کے متعلق ہدایات دیدی گئی ہیں۔

لہٰذا اس سلسلہ کے اصول و ہدایات ہم اسی قاعدہ کی تشریحات کے حوالے کرتے ہیں وہاں ملاحظہ فرمائی جائیں۔ یہاں چند باتوں کی

---

[1] ملنے کا پتہ:- الجمعیۃ بکڈپو۔ قاسم جان اسٹریٹ دہلی ۶

طرف مزید توجّہ دلا کر یہ بحث ختم کرتے ہیں۔

بچّے خالی بیٹھنا نہیں جانتے آپ اُنکو تعلیمی کاموں میں لگاتے رہیئے

اگر آپ کا بچّہ چپ چاپ بیٹھا ہو تو آپ کو فوراً فکر ہو جائے گی کہ یہ خاموش کیوں بیٹھا ہے۔ نہ کھیلتا ہے نہ باتیں کرتا ہے کیا بات ہے۔ طبیعت تو ٹھیک ہے۔ آپ فوراً پوچھیں گے۔ کہو مُنّا کیا بات ہے۔ کیسی طبیعت ہے۔ اس طرح خاموش کیوں بیٹھے ہو۔

اگر بڑا شخص خاموشی کے ساتھ سکون سے بیٹھا ہو تو نہ آپ کو فکر ہوتا ہے اور نہ آپ کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ البتہ بچّے کو خاموش بیٹھا ہوا دیکھ کر آپ فکر مند ہو جاتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ بچّہ کی طبیعت میں اُمنگ ہوتی ہے۔ بچپن کی فطرت اُسے نچلا بیٹھنے نہیں دیتی۔ بچّہ کی طبیعت کا تقاضا ہوتا ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ کرتا رہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اُس کے ہاتھ بھی چلتے رہتے ہیں اور زبان بھی چلتی رہتی ہے۔ بچّہ خاموش اُسی وقت بیٹھتا ہے جب اس کی طبیعت خراب ہو یا اُس کے دل و دماغ پر کوئی غیر معمولی اثر ہو۔

اسکول میں آکر بھی بچّہ کی اس فطرت میں فرق نہیں آتا وہ درجہ میں سکون سے نہیں بیٹھ سکتا ہے۔ اس کی کوئی نہ کوئی حرکت برابر جاری رہتی ہے۔ کھیلنے کا موقع نہیں ہوتا تو باتیں کرنے لگتا ہے یا تپائی اور میز کے نیچے ہاتھ کر کے کھلونا بناتا رہتا ہے۔ کچھ نہیں ملتا تو

کاپی پر پھول یا الٹی سیدھی تصویریں بناتا رہتا ہے۔

بہرحال منشا یہ ہے کہ بچّہ کی اس فطرت سے آپ بھی فائدہ اٹھائیے۔ آپ اُس کی تمام حرکتوں اور کھیل وتفریح کی دلچسپیوں کو تعلیم کی طرف منتقل کر دیجیے۔ مگر صرف فرمائش کرنے ڈرانے دھمکانے یا نصیحت کرنے سے بچّہ کی دلچسپیوں میں تبدیلی نہیں ہوگی۔ آپ فرمائش کرنے کے بجائے اُس کو ایسے کام بتلایئے جن میں وہ لگا رہے۔

ایسے کام آپ کو سوچ کر تجویز کرنے ہوں گے۔ اس سوچ وچار اور غور کرنے میں آپ کا کچھ وقت بھی صرف ہوگا۔ لیکن اگر آپ بچّوں کے کامیاب اُستاذ بننا چاہتے ہیں تو آپ کو غور و فکر اور اس سوچ وچار میں کچھ وقت صرف کرنا چاہیے۔ عنداللہ آپ ماجور ہوں گے اور عندالناس مشکور۔ کیونکہ قابل اُستادوں کی ہر شخص قدر کرتا ہے۔

تیسرے چوتھے درجہ کے بچّوں کے کام زیادہ ہوتے ہیں اور اسلئے اُن کے تمام گھنٹے گھرے رہتے ہیں۔ پہلے اور دوسرے درجہ کے بچّوں کا وقت زیادہ خالی ہوتا ہے اُن کا کچھ وقت آپ لکھائی میں لگائیے

لہ عام خیال یہ ہے کہ بڑی جماعتوں کو پڑھانا مشکل ہو مگر واقعہ یہ ہے کہ چھوٹے بچوں کو پڑھانا سب سے زیادہ مشکل ہے بڑی جماعتوں کے لڑکے پڑھے پڑھائے ہوتے ہیں۔ تعلیم کے اصول سے واقف۔ تعلیم سے مانوس، مطالعہ کے عادی۔ اُن کو پڑھانے کے صرف یہ معنیٰ ہیں کہ اُن کے علم کو ترقی دی جاتی ہے مگر چھوٹے بچے مطالعہ سے نا آشنا، اصولِ تعلیم سے ناواقف، پڑھنے سے متوحش۔ اُن کو تعلیم کے راستہ پر لگانا بہت مشکل ہے ہاں اگر اُستاد کا یہ اصول ہو کہ دماغ کے بجائے ہاتھ کی طاقت سے کام لیا جائے۔ جو بچّہ برداشت کرتا رہے پڑھے جو نہ برداشت کرے جائے جہنم میں۔ اس صورت میں استاد کا کام آسان ہو جاتا ہے مگر یہ استاد درحقیقت استاد نہیں ہے ایک پیشہ ور اور اجیر ہے۔ اُستاد تو وہ ہے جو بچّوں کو دولت سمجھے اور اُن کو پڑھانے اور ترقی دینے کی فکر میں اپنا وقت اور اپنا دماغ صرف کرے۔

چھ سال کے بچّہ کے ہاتھ میں قلم پکڑنے کی صلاحیت نہیں ہوتی اور ایک بات یہ بھی ہے کہ حرفوں کے مقابلہ میں ہندسوں کا لکھنا آسان ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ حرفوں سے پہلے ہندسے لکھوائیے۔

تختۂ سیاہ پر چاک سے موٹے موٹے ہندسے لکھ دیجئے۔ تختۂ سیاہ میسّر نہ ہو تو تختی یا سلیٹ پر لکھ دیجئے یا اگر کسی بورڈ۔ یا دفتر پر آپ نے موٹے موٹے ہندسے ترتیب سے لکھ رکھے ہوں تو وہ بچّوں کے سامنے رکھ دیجئے اور بچّوں کو بتا دیجئے کہ وہ اپنی سلیٹ یا تختی پر اس کی نقل کریں اور آپ کو دکھائیں۔

آپ تعلیمی کارڈ منگا لیجئے یا پٹھے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر سبق کے حروف لکھ دیجئے اور بچّوں کو بتا دیجئے کہ وہ اُن کو ملا ملا کر لفظ اور جُملے بناتے رہیں[1] کارڈوں کے ذریعہ مشغول رکھنے کی کچھ صورتیں اس کتاب کے آخر میں "تعلیمی کارڈ" کے باب میں ملاحظہ فرمائیے

اس کے علاوہ دلچسپی کے ساتھ مصروف رکھنے کی اور صورتیں بھی وقت اور مقام اور بچّوں کے ذوق کے مناسب سوچی جا سکتی ہیں مثلاً دیہات میں بچّوں سے کہا جائے کہ وہ گارا گھول کر مٹّی سے ہندسے بنائیں۔ یا حرف بنائیں۔ گنتی سکھاتے وقت کہا جائے کہ پانچ گولیاں بنا کر لاؤ اور ہمیں گن کر بتا دو یا پانچ کنکریاں اُٹھا کر

---

[1] الجمعیۃ بک ڈپو نے تعلیمی کارڈ چھپوائے ہیں۔ اُن کے ساتھ اُن کے استعمال کرنے کا طریقہ بھی ہے۔ ایک سٹ آپ کے یہاں رہنا چاہیئے۔ قیمت 1/25 نئے پیسے علاوہ محصولڈاک

لاؤ- اور ہمیں گن کر بتاؤ-

مصروفیت کے باوجود دماغی تفریح

نرم دل سرپرست اس سے گھبرا جاتے ہیں کہ بچّہ کا دماغ چھ گھنٹہ برابر مصروف رہے اور اس کے بعد بھی اس کو پڑھنے میں لگایا جائے- وہ ضروری سمجھتے ہیں کہ بچّوں کے دماغ کو سکون ملتا رہے- اور اُن کی تفریح ہوتی رہے- سرپرستوں کی یہ ہمدردی اپنی جگہ بالکل ٹھیک ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا کوئی گھنٹہ بلکہ کوئی منٹ یا سیکنڈ بھی ایسا ہوتا ہے کہ دماغ میں کچھ نہ ہو، قطعاً خالی ہو-

جب تک انسان زندہ ہے اور اُس کے ہوش وحواس درست ہیں دماغ اپنے فعل سے خالی نہیں ہوتا- کوئی نہ کوئی بات دماغ میں ضرور گھومتی رہتی ہے-

دماغی سکون اور دماغی تفریح کے صرف یہ معنے ہوتے ہیں کہ ایک ہی بات میں دماغ مسلسل نہ لگا رہے- جن باتوں میں دماغ لگ رہا ہے اُن میں تبدیلی ہوتی رہے-

اگر دفتر میں بیٹھ کر حساب کتاب یا دفتری فائلوں میں دماغ لگا ہوا تھا تو اب دفتر سے فراغت کے بعد کسی کتاب کے مطالعہ میں یا گھر کے معاملات یا کسی انجمن یا کسی ادارہ کے کاموں میں دماغ مصروف ہو جائے یہی دماغ کی تفریح ہو جاتی ہے-

آپ نے ایک گھنٹہ قرآن شریف کی تلاوت میں دماغ کو

مصروف رکھا۔ اس کے بعد آپ نے اخبار دیکھنا شروع کردیا۔ اس سے دماغ کی تفریح ہوگئی۔ دماغ اب بھی مصروف ہے صرف مصروفیت کی چیزیں بدل گئی ہیں۔

ایک مصنف یا ایک مضمون نگار، چار گھنٹہ گہرے غور و فکر اور طبیعت کی پوری جولانی کے ساتھ مضمون لکھتا رہا۔ اب دماغ تھک گیا لہذا وہ لیٹ گیا اور ایک کتاب اٹھا کر اس کا مطالعہ شروع کردیا، کتاب بہت دلچسپ ہے اس کے مطالعہ سے تفریح ہوتی ہے۔ اس طرح مضمون نگار نے دماغی تفریح حاصل کی۔ مگر کیا دماغ بھی اپنے عمل سے خالی رہا۔؟

دماغ تو مطالعہ کتاب کے وقت بھی مصروف ہی ہے جو کچھ تفریح ہوئی وہ مصروفیت کی چیزوں کو بدلنے سے ہوئی ہے۔

پس بچّوں کے دماغی سکون اور اُن کی دماغی تفریح کے لئے بھی آپ اسی حقیقت کو سامنے رکھئے کہ دماغی تفریح کے معنیٰ ہیں مصروفیت کی باتوں کو بدل دینا۔ آپ بچّوں سے چھ گھنٹے نہیں دسؔ گھنٹے کام لیجئے صرف مصروفیت کے کاموں کو بدلتے رہیئے وہ دماغی کام بھی کرتے رہینگے اور دماغوں کی تفریح بھی ہوتی رہے گی اور اسکی صورت یہ ہو کہ جو کام بچّوں سے کرانے ہیں اُن کے متعلق غور فرمائیے کہ کونسا کام زیادہ سخت ہے، کونسا کم سخت اور کونسا کام ایسا ہے کہ اس سے خواہ مخواہ تفریح ہوتی ہے۔

سب سے پہلے سخت کام کا وقت رکھئے۔ اس کے بعد اس سے

نرم کام کا اور اس کے بعد ایسے کام کا جس سے تفریح ہو۔

درجات قائم کرنے کے بعد پروگرام بنانے میں یہی اصول مدنظر رہنا چاہیئے اور اگر بالفرض کسی موقع پر یہ اصول جاری نہ ہو سکے تو آپ کے اس نظریہ میں فرق نہ آنا چاہیئے کہ کاموں کے بدلنے سے قدرتاً دماغی تفریح ہو جاتی ہے اور صحت مند اصول یہ ہے کہ رُوکھی قسم کے غیر دلچسپ کام مسلسل نہ رکھے جائیں بلکہ بیچ بیچ میں ایسے کام بھی آتے رہیں جو آسان اور دلچسپ ہوں۔

بچّوں کے شوق اور دلچسپی سے فائدہ اٹھائیے

یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ بچّوں کی طبیعت کھلاڑ ہوتی ہے مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بچّوں میں تحقیق و تفتیش اور کھود کُرید کا شوق بڑوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ ایک ڈبیہ آپ کے سامنے رکھی ہوئی ہے تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آپ کو خیال بھی نہیں ہوتا کہ یہاں کوئی ڈبیہ رکھی ہوئی ہے لیکن بچّہ کی جیسے ہی نظر پڑے گی وہ ڈبیا کو اُٹھا لے گا، اُس کو ہلائے گا اگر اندر سے کچھ آواز آئے گی تو اُس کو کھول کر دیکھنے کی کوشش کرے گا۔ غرض وہ کھوج لگانا چاہے گا کہ اس ڈبیہ میں کیا ہے۔

ایک خوبصورت لفافہ آپ بچّہ کے سامنے رکھ دیجیئے وہ کبھی اس کو اپنی جگہ نہیں رہنے دے گا وہ اس کو اٹھا کر پہلے غور سے دیکھے گا پھر اس کو کھولنے کی کوشش کرے گا۔ ممکن ہے اس کوشش میں وہ لفافہ

کو پھاڑ بھی ڈالے۔ غرض اس طرح بچّہ کے اندر مختلف قسم کے شوق وقتاً فوقتاً پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

مشفق استاد کو ایک شکاری کی طرح رہنا چاہیئے۔ بچّوں میں جس طرح بات کا شوق دیکھے وہ اسی سے تعلیم و تربیت کا کام نکالنے کی کوشش کرے۔ بچّہ اگر لفافہ اٹھا رہا ہی یا اٹھانا چاہتا ہے تو اس کو ڈانٹیئے نہیں بلکہ آپ خود فرمائش کیجئے کہ وہ اس کو اٹھائے۔ دیکھے اس پر کیا لکھا ہے۔ اس کے حروف کی شناخت کرائیے۔ پتہ پڑھوایئے پتہ لکھنے کا مقصد سمجھائیے۔ اندر سے خط نکلوا کر خط لکھنے کا شوق پیدا کیجئے اگر اس میں قابلیت ہو تو خط لکھوایئے۔ خط کی نقل کرائیے۔ ڈاک خانہ کے قاعدے بتا دیجئے وغیرہ وغیرہ۔

ڈبیہ اگر بچّہ نے اٹھالی ہے تو اس کے حروف کا تجزیہ کرائیے ڈبیا کے ہجے کرائیے۔ لکھوائیے یا لکھنا بتائیے۔ اگر وہ کھول لی گئی ہے تو اُس کی چیزوں سے گنتی سکھائیے وغیرہ وغیرہ۔ اس سلسلہ میں اخلاقی تعلیم بھی دی جاتی رہے۔ لفافہ میں جو خط ہے۔ وہ راز ہے۔ لفافہ بند اسلئے کیا جاتا ہے کہ دوسرا شخص اس راز سے واقف نہو۔ کسی کا خط پڑھنا عیب کی بات ہے کسی کے بھیدوں کی کُرید کرنا منع ہے۔

یہ بتاؤ ڈبیا کی شکل کس حرف کی ہے۔ اس قسم کے دائرہ سے کون کون سے حروف بن سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ اس طرح بچّوں کی دلچسپیوں کا خیال رکھا گیا تو آپ اُن کو مصروف بھی رکھ سکیں گے اور

ان مصروفیتوں سے تعلیم کا کام بھی لے سکیں گے۔ البتہ اس کے لئے آپکو ہر وقت دماغ کو خاص طور سے متوجہ رکھنا پڑے گا اور جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہر وقت ایک شکاری کی طرح تاک میں رہنا ہوگا۔ مگر جو خدمت معلم اور استاذ صاحبان انجام دے رہے ہیں وہ ایسی عظیم الشان اور بنیادی خدمت ہے کہ استاذ صاحبان اس میں جس قدر بھی منہمک اور مشغول رہیں وہ نہ صرف اُن کے لئے باعثِ برکت ہے بلکہ پوری ملّت کے لئے بھی سراسر خیر و برکت ہے اس کے لئے سب کچھ قربان کر دینا اجرِ عظیم اور فلاح دارین ہے۔

حروف روشن اور جلی لکھے

بچّوں کی نظر اگرچہ تیز ہوتی ہے۔ مگر پختہ نہیں ہوتی کسی باریک چیز پر نظر جمانا اُن کے لئے بہت مشکل ہوتا ہے یا یہ کہئے کہ تمیز کرنے اور جُدا جُدا پہچاننے کی طاقت ابھی کمزور ہوتی ہے اس لئے وہ باریک اور مہین چیزوں میں تمیز کرتے ہوئے الجھتے ہیں ہاں اگر واضح اور روشن چیز ہو تو اس میں اُن کا دل بھی لگتا ہے اور ایسی چیزوں کو آسانی سے پہچان بھی سکتے ہیں۔

پس بچّوں کی تعلیم کے لئے یہ بنیادی اصول ہرگز نظر انداز نہ ہونا چاہیئے کہ تختی، سلیٹ یا تختۂ سیاہ پر حروف جُدا جُدا اور نہایت جلی اور روشن موٹے قلم سے لکھے جائیں اور جو قاعدہ یا کتاب پڑھنے کے لئے دی جائے اُس کا خط بھی ایسا ہی واضح اور روشن ہو۔

اس کے علاوہ خود واضح اور روشن خط کی خصوصیت ہے کہ وہ دماغ کو متاثر کرتا ہے اسی لئے اشتہارات زیادہ سے زیادہ موٹے اور جلی حروف میں لکھے جاتے ہیں۔ اور بہت ممکن ہے خود آپنے بھی یہ تجربہ کیا ہو کہ باریک قلم سے لکھی ہوئی چیز دیر میں یاد ہوتی ہے اور یہی چیز اگر جلی اور روشن حروف میں لکھی ہوئی ہو تو بہت جلد یاد ہو جاتی ہے کیونکہ اس صورت میں دماغی تاثر بھی قوتِ حافظہ کی مدد کرتا ہے اور جب دو طاقتیں مل جاتی ہیں تو لامحالہ کام جلد ہوتا ہے۔

عربی اُردو حروف

جو عربی کے حروف ہیں وہی اُردو میں استعمال ہوتے ہیں صرف بناوٹ اور کشش کا فرق رہتا ہے مگر ہمارے یہاں جو طریقہ رائج ہے اُس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچے ان دونوں کو ایسے ہی جدا جدا سمجھنے لگتے ہیں جیسے ہندی کے حروف کو اُردو سے جُدا سمجھتے ہیں۔

اُستاذ صاحبان بھی گویا یہی تسلیم کر لیتے ہیں چنانچہ اُردو اور عربی کے لئے دو قاعدے الگ پڑھاتے ہیں اور عموماً پورا سال ان دو قاعدوں میں صرف کر دیتے ہیں۔ پھر چونکہ محض قوتِ حافظہ پر زور ڈالا جاتا ہے مشق کرا کر ذہن نشین نہیں کرایا جاتا تو اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ دونوں قاعدے پڑھ چکنے کے بعد بھی شناخت پیدا نہیں ہوتی۔

چونکہ قرآن کریم کے احترام کے باعث عموماً عربی کا قاعدہ مثلاً بغدادی یا نورانی قاعدہ وغیرہ پہلے پڑھایا جاتا ہے تو بچوں کیلئے بہت

ہی رُدکھی اور غیر دلچسپ بات یہ ہوتی ہے کہ اُن کو وہ چیزیں رٹنی پڑتی ہیں جن کو وہ قطعاً نہیں سمجھ سکتے۔

عربی اور اُردُو رسم خط کے جُدا جدا ہونے کا ذہن جو ابتدا میں بن جاتا ہے وہ آخر تک قائم رہتا ہے۔ چنانچہ اکثر اُردُو کے منشی اور اُردُو رسم الخط کے پختہ قلم ماہر جو شکستہ تحریر کو بھی فر فر پڑھ لیتے ہیں اس کتاب یا اخبار کے پڑھنے میں تکلّف محسوس کرتے ہیں جو عربی رسم الخط میں ہو۔ باوجودیکہ زبان اُس کی وہی اُردُو ہوتی ہے جسکے یہ منشی اور پختہ قلم ماہر ہیں [1]

پس بچّوں کی سہولت اور آسانی۔ وقت کی بچت اور پریس کی موجودہ مشکلات کا لحاظ کرتے ہوئے ترقی پذیر معلّمین اور اساتذہ کے لئے ازبس ضروری ہی کہ اس بات کی پوری احتیاط رکھیں کہ بچّوں کا یہ ذہن نہ بننے پائے کہ عربی اور اُردُو رسم خط جُدا جُدا ہیں اور یہ کہ اگر وہ اُردُو پڑھ سکتے ہیں تو عربی رسم خط نہیں پڑھ سکتے۔

اس کی صورت یہ ہے کہ حرفوں کا تصوّر ذہن نشین کراتے ہوئے

---

[1] اس کا نہایت تکلیف دہ اور اُردُو پریس کے حق میں ضرر رساں نتیجہ یہ ہے کہ اخبارات اور کتابوں کی طباعت ٹائپ میں نہیں ہو سکتی۔ لیتھو پر ہوتی ہے جو دقّت طلب بھی ہے اور بے رونق بھی اور اعلیٰ قسم کا چکنا دبیز کاغذ جو ٹائپ میں نہایت موزوں رہتا ہے اور جس سے زیبائش میں بے پناہ اضافہ ہوتا ہی اس پر لیتھو کی طباعت ہو ہی نہیں سکتی لامحالہ ان کتابوں کیلئے نمبر دوم اور نمبر سوم کا غذ استعمال کرنا پڑتا ہے اور کتاب بے رونق رہتی ہے۔

آپ کشش کے فرق کو بچّوں سے اوجھل رکھیں۔ جس کی پہلی صورت تو یہ ہے کہ

(۱) بچّہ کو حروف اور ابتدائی جُملے قاعدے یا کتاب میں نہ پڑھائیں بلکہ پہلے اپنے قلم سے تختۂ سیاہ یا سلیٹ پر لکھ کر ذہن نشین کرادیں پھر قاعدہ سے منطبق کرائیں۔ مثلاً ح اپنے قلم سے تختۂ سیاہ پر لکھ کر بتائیں کہ یہ 'حا' ہے۔ جب یہاں پہچان جائے تب بچّہ سے کہیں کہ وہ قاعدہ میں دیکھ کر بتائیں کہ یہ حرف کہاں ہے۔ اس صورت میں اصل حرف کی طرف بچّہ کا ذہن منتقل ہوگا۔ وہ زلفِ کشش کی پیچیدگیوں میں نہیں اُلجھ سکے گا۔

(۲) عربی حروف میں اُردو کے الفاظ اور جُملے لکھیں جو بچّہ کے لئے دل چسپی کا باعث بھی ہوں گے کیونکہ وہ اُن کو سمجھے گا اور یہ تصوّر بھی قائم نہیں ہوگا کہ اُردو کے لئے یہ حرف نہیں آسکتے۔

اُردو عربی قاعدہ اور قاعدہ حروف شناسی جن کو الجمعیۃ بکڈپو نے شائع کیا ہے جو عام طور پر مقبول ہوتے جارہے ہیں وہ اسی اصول کے پیشِ نظر مرتب کئے گئے ہیں اور اُن سے متعلق تمام چارٹوں۔ نقشوں اور قاعدوں وغیرہ میں یہی اصول ملحوظ رکھا گیا ہے۔

ترتیب وار حروف اور حرکتیں

حرفوں کی پہچان۔ سب سے پہلا مرحلہ ہے۔ جس پر آئندہ تمام ترقی موقوف ہے۔ اور یہی مرحلہ بچّوں کے لئے سب سے زیادہ مشکل ہے۔ ایسا

مشکل کہ کئی کئی مہینے سر مارنے کے بعد بھی حرفوں کی پہچان پوری نہیں ہوتی۔ اس وقت جو کچھ بیان کیا گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب سے مشکل اور سب سے کٹھن منزل آسانی سے طے ہو جائے اور بغیر اس کے کہ بچّوں میں گھبراہٹ پیدا ہو یا اُن کی طبیعت اُچاٹ ہو وہ حروف شناس بن جائیں اور اُن کے اندر یہ حوصلہ اور یہ اعتماد پیدا ہو جائے کہ وہ پڑھنا جان گئے ہیں لیکن ظاہر ہے اس قدر پہچان ہونے کے بعد بھی قاعدہ پڑھانے کا جو اصل مقصد ہے وہ پورا نہیں ہوا۔ کیونکہ :۔

(۱) جس ترتیب سے حروف لکھے جاتے ہیں مثلاً ا۔ ب ت ث الخ وہ اس کے سامنے نہیں آتی اس ترتیب کا یاد رکھنا اگرچہ ضروری نہیں ہے مگر رائج شدہ قاعدوں کے لحاظ سے اس کا چھوڑ دینا بھی درست نہیں ہے۔

(۲) اب تک حرفوں کی آواز صرف زَبَر کی حرکت کے ساتھ بتائی گئی ہے۔ یا کہیں کہیں "ملانے" کا لفظ بولکر جزم اور سکون کا تصوّر دلایا گیا ہے۔ زیر اور پیش یا دو زبر دو زیر دو پیش جن کی قرآن پاک پڑھنے میں بہت سخت ضرورت ہوتی ہے۔

ایسے ہی مَد۔ تشدید وغیرہ کچھ نہیں آتا۔ یہ تمام باتیں "اُردو عربی قاعدہ" میں رفتہ رفتہ بتائی گئی ہیں۔ اس قاعدہ کا منشا یہ ہے کہ بچّوں میں اتنی صلاحیت پیدا ہو جائے کہ دونوں رسمِ خط (عربی۔ اور

اُردو) میں لکھے ہوئے الفاظ اور چھوٹے جُملے پڑھ سکیں۔ ساتھ ساتھ مخارج کی تصحیح بھی ہوتی رہے۔

چند بچّوں کا ایک سبق رکھئے یہ بات زیادہ تاکید کے ساتھ کہنی ہے کہ الگ الگ ایک ایک بچّہ کو پڑھانے کا طریقہ ختم کیجئے کیونکہ اس صورت میں آپ کا وقت تو بہت زیادہ صرف ہو جاتا ہے۔ آپ پر محنت بھی بہت پڑتی ہے۔ مگر بچّوں کو اس کا نفع بہت کم پہونچتا ہے اس لئے کہ اُنکا کام پُورا نہیں ہوتا اور آپ کی محنت رائیگاں جاتی ہے اتنی محنت اور مغز زنی کے باوجود بدنامی پلّے بندھتی ہے۔

وجہ یہ ہے کہ اگر آپ ایک ایک بچّہ کو الگ الگ پڑھاتے ہیں تو ظاہر ہے کہ بچّہ کو دو چار مرتبہ ہی سبق کہلا سکیں گے۔ پھر اپنے پاس سے اُس کو اٹھا کر یہ ہدایت کریں گے کہ "جاؤ۔ بیٹھ کر یاد کرو" عموماً بچّوں میں یہ صلاحیت نہیں ہوتی کہ دو چار مرتبہ کہنے سے اس کو یاد ہو جائے لا محالہ بچّہ اس کا محتاج رہتا ہے کہ کوئی ساتھی اس کو کہلائے یا مکان پر جا کر بہن بھائیوں سے پوچھ کر یاد کرے۔ اگر بچّہ ایسا نہیں کرتا تو اس کو سبق یاد نہیں ہوتا اور جب آپ اُس پر خفا ہوتے ہیں کبھی کبھی غصّہ میں مار بھی بیٹھتے ہیں تو اس سے بچّہ بددل ہوتا ہی یہانتک کہ وہ پڑھنے سے جان چُرانے لگتا ہے اور اس طرح وہ آپ کے یہاں کی حاضری کو بار سمجھنے لگتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بددل ہو کر تعلیم ہی

ہی سے محروم ہوجاتا ہے۔

لیکن اگر چند بچّوں کا ایک سبق رکھا جائے اور جتنا وقت آپ علیحدہ علیحدہ ایک ایک بچہ کو دیتے ہیں وہ اُن سب پر صرف کریں تو اتنے ہی وقت میں بلکہ اس سے کم وقت میں آپ ان بچّوں کو کئی مرتبہ کہلادیں گے اور جب سب بچّے مل جُل کر کہیں گے تو اُن کا دل بھی لگا رہے گا اور اس طرح سبق بھی آسانی سے یاد ہو جائے گا۔

لہٰذا آپ کوشش کیجئے کہ پُوری جماعت کا سبق ایک رہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوسکے تو جتنے زیادہ بچّے ساتھ رکھ سکیں اُن کو ایک ساتھ رکھئے اور سب کو ایک ساتھ پڑھائیے۔

پہلی جماعت میں چونکہ داخلہ تمام سال ہوتا رہتا ہے اس لئے چند بچّوں کا سبق ایک ساتھ ہونا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن اگر آپ سختی کے ساتھ "گروپ بندی" کے سلسلہ کو جاری رکھیں گے تو نئے داخل ہونے والے بچّوں کے لئے آگے پیچھے کرکے کچھ گروپ بنالیں گے۔

پہلی جماعت کے علاوہ دوسری جماعتوں میں اکثر غیر حاضری کا عذر کیا جاتا ہے۔ یعنی یہ کہا جاتا ہے کہ جو بچّے غیر حاضر رہتے ہیں وہ لامحالہ کمزور ہوکر پیچھے ہوجاتے ہیں۔ لیکن اوّل تو حضرات اساتذہ کو بھی غور کرنا چاہیئے کہ غیر حاضری کا سبب کیا ہے غیر حاضری عموماً دلچسپی نہ ہونے کے باعث ہوتی ہے اگر آپ مذکورہ بالا صورتوں سے یا دوسری مناسب صورتوں سے دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش کرتے

رہیں گے تو اس قسم کی غیر حاضری کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

اگر ماں باپ اپنے کام میں بچّوں کو لگا لیتے ہیں اور اس وجہ کر بچّے غیر حاضر ہوتے ہیں تو ایسی صورت میں حضرات اساتذہ کی شفقت کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے کہ وہ ماں باپ سے مل کر اس سلسلہ کو ختم کرائیں۔ بچّوں کے سرپرستوں سے تعلق رکھنا لامحالہ استادوں کے لئے بھی مفید ہوتا ہے۔

ایک خاص بات قابلِ توجّہ یہ بھی ہے کہ اس قسم کے عذر انہیں مکاتب میں پیش کئے جاتے ہیں جہاں جماعتی طور پہ پڑھانے کا طریقہ رائج نہیں ہے۔ لیکن سرکاری اسکولوں یا ایسے مکاتب میں جہاں جماعتی طرزِ تعلیم رائج ہے وہاں یہ عذر نہیں پیش کیا جاتا۔ غور کرنا چاہیئے کہ اگر یہ دشواری واقعی ہے تو وہ اس کو کس طرح حل کرتے ہیں۔

خلیفہ بنانا پرانے اُستادوں کا طریقہ تھا کہ وہ ہوشیار بچّوں کو خلیفہ بنا دیا کرتے تھے جو کمزور بچّوں کو سبق یاد کراتے تھے اس طرح خود اُن کی تعلیم اور استعداد میں پختگی ہوتی تھی۔ کمزور بچّوں کو مدد ملتی تھی۔ اُستاد کا بوجھ ہلکا ہوتا تھا اور اس طرح صرف ایک معلّم سینکڑوں بچّوں کو پڑھاتا رہتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یورپ میں خلیفہ بنانے کا طریقہ پہلے نہیں تھا۔ یورپ والوں نے ہندوستان کے استادوں کو دیکھ کر ہی یہ طریقہ اپنے یہاں رائج کیا۔ مگر افسوس ہندوستانی اساتذہ نے اس کو ترک کر دیا۔ بہرحال یہ ایک مفید طریقہ ہے اس سے

بہت مدد ملتی ہے خاصکر دیہاتی مکاتب میں جہاں چھوٹے سے مکتب میں کئی استاد نہیں رکھے جاتے، اس طریقہ سے بہت کام چلتا ہے البتہ یہ بہت ضروری ہے کہ خلیفہ بنانے کا معیار بچہّ کی ہوشیاری اور سلیقہ مندی ہو۔ اپنی عزیزداری یا اس قسم کی کوئی دل چسپی خلیفہ بنانے کا معیار نہ ہونی چاہیئے۔

تعلیم بالمقاصد

بہت ہی اہم اور بنیادی اصول ہے جو ہمیشہ پیشِ نظر رہنا چاہیئے یعنی جس طرح جماعت بندی اور ہر جماعت کا کورس اور نصاب مقرر کرنے کے وقت یہ بات سامنے رہتی ہے کہ اس پورے سال کے اندر فلاں فلاں مضمون میں بچوّں کی استعداد یہاں تک پہونچ جانی چاہیئے۔ مثلاً درجہ دوم میں جب آپ نے حساب کا کورس ضرب اور تقسیم مقرر کیا تو گویا یہ طے کرلیا کہ تعلیم کی رفتار ایسی ہونی چاہیئے کہ آخر سال تک بچہّ ضرب تقسیم کے اصول سے واقف ہوکر اُن کا ایسا ماہر ہوجائے کہ جو سوالات بھی ضرب یا تقسیم سے متعلق اُس کے سامنے آئیں اُن کو وہ حل کرسکے۔

اسی طرح آپ مثلاً دینیات کے نصاب میں اگر ایک درجہ کا نصاب نماز پڑھنے کا طریقہ مقرر کرتے ہیں تو آپ نے ایک مقصد معین کرلیا کہ تعلیم کی رفتار ایسی ہو کہ اتنے عرصہ میں بچوّں کو نماز پڑھنی آجائے۔

ان دو مثالوں کو سامنے رکھ کر آپ یہ بھی طے کرلیجئے کہ دینی

تربیت کا بھی ایک کورس مقرر ہو۔ مثلاً عقائد کے سلسلہ میں اگر مسئلہ توحید نصاب میں داخل ہے تو صرف یہ نہ ہونا چاہیئے کہ چند الفاظ بچّوں کو یاد کرا دیئے جائیں بلکہ کوشش یہ ہو کہ اس مسئلہ کو اس طرح پیش کیا جائے اور پھر بچّوں سے اس کی اس طرح مشق کرائی جائے کہ یہ مسئلہ اُن کے دماغوں میں رچ جائے۔

تہذیب کے سلسلہ میں اگر "آدابِ ملاقات" کورس کا مضمون ہو تو صرف سمجھا دینا اور یاد کرا دینا کافی نہ سمجھا جائے بلکہ یہ بھی ضروری سمجھا جائے کہ ان آداب پر بچّہ عمل کرنے لگے اور رفتہ رفتہ وہ اُن کا عادی بن جائے۔ اس طرح ہر جماعت میں ہر مضمون کیلئے یاد کرانے کے ساتھ اُس پر عمل کرانا، بچّوں کے ذہن اور فکر کو اس رنگ میں رنگ دینا بھی نصاب کا جُز سمجھا جائے۔

یہ مقصد کس طرح حاصل ہو سکتا ہے اس کی تفصیل آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیے۔ دینیات کا پانچ سالہ نصاب آئندہ صفحات میں پیش کرتے ہوئے ہر سال کی تعلیم کے مقاصد مقرر کئے گئے ہیں اور یہ بتایا گیا ہے کہ یہ مقاصد کس طرح حاصل ہو سکتے ہیں

واللہ الموفق وھو المعین وھو المستعان۔ بیدہ الخیر

وھو علےٰ کلّ شئ قدیر

خلاصہ

تمام اصول ایک نظر میں

تفصیلات آپ پہلے ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب مجمل طور پر یہ اصول سامنے رکھئے۔ اُن پر خود عمل کیجئے اور ماتحت اُستادوں سے عمل کرائیے۔

(۱) کوشش کیجئے کہ بچّہ پڑھنے کی طرف پُوری طرح متوجّہ رہے لہٰذا سب سے پہلے آپ :-

(الف) بچّہ کو اپنے سے مانوس کیجئے۔ مکتب کے ماحول سے مانوس کیجئے

(ب) مکتب کو صاف ستھرا رکھئے۔ بچّوں کی تکلیف کا پُورا خیال رکھئے۔ دینی تعلیم کے خوبصورت چارٹ اور نقشوں سے مکتب کو سجائیے۔ اس کو حَسین اور خوبصورت بنائیے۔

(ج) بات چیت میں ہی کم سے کم بسم اللہ یاد کرا دیجئے اور اسم ذات اللہ ذہن میں اس طرح جما دیجئے کہ اس کا تصوّر تصویر کا کام دے سکے۔

(۲) بچّہ کی صلاحیتوں کو سمجھئے اور ان سے کام لیجئے۔

(۳) بچّوں میں یہ اعتماد پیدا کیجئے کہ انھیں پڑھنا آگیا تاکہ اُن کا حوصلہ بلند ہو اور وہ زیادہ کام کرسکیں۔

(۴) حرفوں کی صرف آوازیں بتائیے اور کم سے کم حروف بتاکر پڑھنا سکھا دیجیۓ۔

(۵) سب سے پہلے اللّٰہ پڑھنا سکھا دیجیۓ۔

(۶) دلچسپ تمہید سے بچّوں میں سبق کا شوق پیدا کیجیۓ۔

(۷) رٹنے سے پہلے بار بار مشق کراکر پختہ کرائیے۔

(۸) بچّے خالی بیٹھنا نہیں جانتے اُن کو تعلیمی کاموں میں لگائے رکھیۓ۔

(۹) دماغی سکون و تفریح کا اصول سمجھیۓ اور مصروفیتوں کی تبدیلی سے دماغی فرحت پیدا کیجیۓ۔ پروگرام ایسا بنائیے کہ کام بھی ہوتا رہے اور دماغ کو آرام بھی ملتا رہے۔

(۱۰) حروف روشن اور جلی لکھیۓ۔

(۱۱) پہلے حروف شناس بنا دیجیۓ پھر رفتہ رفتہ حرفوں کی ترتیب اُن کے نام اور زبر زیر وغیرہ کی حرکتیں اور سکون و تشدید وغیرہ بتائیے۔

(۱۲) پڑھانیکے لئے جماعتی طرز اختیار کیجیۓ۔ پوری جماعت کا ورنہ زیادہ سے زیادہ جتنے بچّوں کا سبق ایک ہو سکے اُن کا سبق ایک رکھیۓ

(۱۳) تختۂ سیاہ۔ ورنہ سلیٹ یا تختی پر سبق لکھتے رہیئے بچّوں سے حرفوں کی شناخت کراکر پورے لفظ، پھر پورے جملے کہلواتے رہیۓ اور جب پوری طرح سمجھ جائیں تب کتاب میں بچّوں سے

پڑھوایئے اور چند مرتبہ کہلا دیجئے۔

(۱۴) جہاں ضرورت ہو سلیقہ مند بچوں کو خلیفہ بنانے کا پُرانا طریقہ پھر رائج کیجئے۔

(۱۵) ہر جماعت کے لحاظ سے مقاصدِ تعلیم معیّن کیجئے اور پھر اُن کے پیشِ نظر تعلیم و تربیت کا سلسلہ قائم کیجئے۔

(۱۶) پہلے اور دوسرے درجہ کیلئے ہفتہ میں دو روز اور باقی درجات کے لئے ہفتہ میں ایک روز ضرور ایسا ہونا چاہیئے کہ پڑھے ہوئے اسباق کا مذاکرہ ہو۔ یعنی استاد کی نگرانی میں خود بچے پڑھے ہوئے سبقوں کی باتیں ایک دوسرے سے پوچھیں اور استاذ صاحبان بھی نئے نئے سوالات قائم کرکے اس بات کا اندازہ کریں کہ بچوں نے پڑھے ہوئے سبق کو کہاں تک سمجھا ہے۔ الجمعیّۃ بکڈپو کے شائع کردہ طریقہ تقریر کے دو حصّے اس بارے میں استاذ صاحبان کے لئے بہت مددگار ثابت ہوں گے (انشاءاللہ) اُن کو ضرور ملاحظہ فرمایا جائے۔

پنج سالہ نصاب دینیات کے مقاصد

(۱) دلچسپ اور آسان طریقہ سے تصحیح مخارج کے ساتھ پورا قرآن شریف رواں اور بقدر ضرورت حفظ۔

(۲) دل چسپ اور آسان طریقہ سے اُردُو زبان کی اتنی واقفیت کہ اخبارات اور عام کتابیں پڑھ سکے۔

(۳) نسخ اور نستعلیق (یعنی عربی اور اُردو دونوں رسم خط) روانی سے پڑھ سکنا۔

(۴) اُردُو رسمِ خط میں خطوط وغیرہ لکھ سکنا۔

(۵) دین یعنی اسلامی عقائد۔ عبادات۔ اسلامی اخلاق اور اسلامی تہذیب سے واقفیت

(۶) سیرۃ مقدسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرتِ خلفاء راشدین۔

(۷) تربیت۔ یعنی پڑھے ہوئے پر عمل کرنا اور عمل کرانا۔

(۸) قوتِ گویائی (اظہار ما فی الضمیر کی طاقت) پیدا کرنا۔

(۹) دینیات میں غور و فکر کی ابتدائی صلاحیت۔

درجہ وار دینی تعلیم کے مقاصد اور نصاب کی کتابیں

دینی تعلیم کے مندرجہ بالا مقاصد درجہ وار کس طرح پورے کیے جا سکتے ہیں آئندہ صفحات میں انکی تفصیل ملاحظہ فرمائیے۔ مگر اس موقع پر یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ مقاصد دینی تعلیم کے انہیں رسالوں سے حاصل ہو سکتے ہیں جنکو جمعیۃ علماء ہند نے مرتب کرایا ہے۔ اور "کل ہند دینی تعلیمی بورڈ" نے ان کو منظور کیا ہے۔

درجۂ اوّل

مقاصد — نصابُ — طریقۂ تعلیم

بچّہ کی عمر چھ سال مدّتِ تعلیم ایک سال

مقاصد ۔ اسلامیات کا ابتدائی تصوّر۔

۔۔ تہذیب واخلاق کی ابتدائی باتوں کا عادی بنانا۔

۔۔ صاف لکھے ہوئے جملوں کا پڑھ سکنا۔

۔۔ حروف لکھ سکنا۔

نصاب

قرآن شریف (۱) (الف) ناظرہ قرآن شریف تا نصف پارہ عم

(ب) حفظ۔ بسم اللہ۔ اعوذ باللہ۔ سبحانک اللّٰھمّ۔

درود شریف اور سورۃ فاتحہ۔ سورۂ اخلاص

و مُعوّذتین۔

(۲) اسلامی عقائد :۔ کلمۂ طیّب مع مطلب (زبانی)

عبادات :۔ نماز کی ابتدائی شرطوں کا تصوّر اور ان پر عمل

یعنی صفائی کی خوبیاں اور فائدے۔ بدن اور

کپڑوں کو صاف رکھنے دانت مانجھنے اور مسواک
کرنے کے فائدے اور اُن پر عمل (زبانی)

مسجد، قرآن شریف، مکہ معظمہ، اور مدینہ منوّرہ کا ابتدائی
تعارف (بذریعہ کتاب دینی تعلیم کا پہلا رسالہ)

(۴) **سیرۃ مقدّسہ:۔** محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعتقادی
رابطہ۔ اور آپ کی حیاتِ طیّبہ کے کچھ حالات (بذریعہ کتاب
دینی تعلیم کا پہلا رسالہ)

(۵) **اخلاق** ۔ خلقِ خدا سے اچھا برتاؤ۔ ماں باپ کی تعظیم
بڑوں کا احترام اور ادب۔ ساتھیوں سے اچھا سلوک۔
چھوٹوں پر رحم (زبانی اور بذریعہ کتاب مذکور)
سچ بولنا۔ ایمانداری کی خوبی۔ جھوٹ، چوری اور بے ایمانی
کی بُرائی (زبانی)

(۶) **تہذیب:۔** سلام وجواب سلام۔ ملنے کا طریقہ۔ کھانے پینے
کے آداب (زبانی)

(۷) **اُردو:۔** (الف) خواندگی۔ صاف لکھے ہوئے جملوں کا پڑھ سکنا
(ب) لکھائی۔ حروف ہجا سالم اور کٹے ہوئے۔
اور اُن کی مشق۔

طریقۂ تعلیم

۱- سب سے پہلے بچّہ کو بات چیت سے مانوس کیجئے۔
۲- اسم ذات۔ اللہ کا تعارف کرائیے اور اس کو ذہن نشین کرائیے مثلاً بچّہ سے دریافت کیجئے۔

تمہیں کس نے پیدا کیا؟

اگر بچّہ جواب نہ دے سکے تو آپ بتائیے اور یاد کرائیے۔ اللہ نے۔ اسی طرح آپ پوچھئے۔

تمہارے ماں باپ کو کس نے پیدا کیا۔؟
یہ آنکھیں جن سے تم دیکھ رہے ہو کس نے بنائیں۔
یہ کان کس نے بنائے جن سے تم سُن رہے ہو۔
یہ زبان کس نے بنائی جس سے تم بول رہے ہو۔
یہ زمین کس نے بنائی۔ آسمان۔ چاند۔ سورج کس نے بنائے

دو تین روز تک بچّہ سے اسی طرح سوالات کیجئے اور بچّہ کے یہ ذہن نشین کرا دیجئے کہ

اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ تمہارے ماں باپ پیدا کئے۔ زمین۔ آسمان۔ چاند اور سورج پیدا کئے۔ جس نے آنکھیں دیں۔ کان دئے۔ ناک بنائی۔ زبان دی وغیرہ۔

اللہ سب سے بڑا ہے۔

۳ - یہ تصوّر[1] پیدا کیجئے کہ جو کچھ ہم زبان سے بولتے ہیں وہ کاغذ پر لکھا بھی جا سکتا ہے - اس مقصد کے لئے بچّوں کو بے جان[2] چیزوں کی تصویر دکھا کر ان کو شناخت کرائیے -

۴ - حروف پڑھانے اُن کی شناخت پیدا کرنے - حرکات و سکون اور حرفوں کی مختلف شکلوں اور تصیح مخارج کے لئے جمعیۃ علماء ہند کا منظور کردہ اُردو عربی قاعدہ اور قاعدہ حروف شناسی پڑھائیے اور جو ہدایات ان قاعدوں کے حاشیہ پر درج ہیں اُن پر عمل کیجئے اور کرائیے - ان ہدایات میں اُن اصولوں کا بھی پُورا لحاظ رکھا گیا ہے جو پہلے بیان کئے جا چکے ہیں یہاں اُن کی تفصیل بے محل بھی ہے اور باعثِ طوالت بھی -

۵ - قاعدہ حروف شناسی کے تمام سبقوں کے اور اُردو عربی قاعدہ کے چند سبقوں کے چارٹ (نہایت خوبصورت نقشے) بھی تیار کرا دیئے گئے ہیں - کچھ کارڈ بھی تیار کرائے گئے ہیں اُن سے بچّوں میں دلچسپی بھی پیدا ہو گی اور آپ کا کام آسان ہو جائے گا - تعلیمی کارڈوں کے استعمال کا طریقہ آخری باب میں ملاحظہ فرمائیے جس کا عنوان ہے - "تعلیمی کارڈ"

---

[1] تعلیم یافتہ گھرانوں کے بچّے یہ بات عموماً اپنے ماں باپ کے طرزِ عمل سے آسانی سے سیکھ لیتے ہیں - عموماً دیہاتی بچوں کو اس تصور کی ضرورت ہوگی - [2] الجمعیۃ بک ڈپو نے ایسی تصویروں کا ایک چارٹ تیار کرایا ہے اس سے کام لیا جائے -

۶۔ اس درجہ میں لکھنے کی مشق اس طرح کرائی جائے کہ تختہ سیاہ پر یا بڑی سلیٹ پر آپ حروف لکھ دیں اور بچّوں کو ہدایت کریں کہ اس کی نقل کریں۔ تختہ سیاہ یا سلیٹ پر حروف لکھتے وقت آپ بچّہ کو یہ بھی سمجھاتے رہیئے کہ قلم کس طرح پکڑا جاتا ہے اور کشش کس طرح کس طرف سے، کس طرف کو ہوتی ہے۔ آپ تختہ سیاہ یا سلیٹ پر جو کچھ لکھیں وہ بھی بہت جلی اور روشن ہونا چاہیئے اور بچّوں کو بھی اس کی تاکید رکھیں کہ موٹے قلم سے تختی لکھا کریں۔

۷۔ مسجد۔ قرآن شریف۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ طیّبہ کے تعارف اور سیرۃ مقدسہ کے واقعات۔ جو کتاب کے ذریعہ بتائے جائیں اُن کیلئے دینی تعلیم کا پہلا رسالہ (منظور کردہ جمعیۃ علماء ہند و دینی تعلیمی بورڈ) کافی ہے البتہ جو باتیں زبانی بتانی ہوں گی اور جن پر عمل کرانا ہوگا۔ حضرات اساتذہ کی سہولت کے لئے ان کی کسی قدر تفصیل ذیل کے عنوانات میں پیش کی جا رہی ہے۔ استاذ صاحبان خود اُن کو ذہن نشین فرمائیں اور پھر اُن کو بچّوں کے ذہن نشین کرائیں پڑھانا یا رٹوانا مقصود نہیں ہے بلکہ ذہن میں جمانا اور عمل کرانا مقصود ہے اُس کی پوری کوشش کی جائے کہ ذہن و دماغ میں بات رچ جائے۔ ایک ایک بات کو کئی کئی بار کئی کئی روز تک کہلوایا جائے۔ بار بار سوالات ہوں اور بچے اُن کا جواب دیتے رہیں جیسے کہ آئندہ صفحات میں سوال و جواب کے نمونے پیش کر دیئے ہیں۔

(۱)

ترجمہ اور مطلب

جس طرح آپ رفتہ رفتہ بسم اللہ - اعوذ باللہ - کلمہ طیبہ وغیرہ یاد کرا رہے ہیں - آہستہ آہستہ اُن کا ترجمہ اور مطلب بھی اس طرح ذہن نشین کراتے رہیئے کہ ایک ایک لفظ کا ترجمہ بھی بچہ کو یاد ہوجائے مثلاً بسم اللہ کا ترجمہ اس طرح یاد کرایئے کہ پہلے ایک ایک لفظ کرکے بتایئے۔

بسم اللہ - شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے۔

الرحمٰن - بہت زیادہ رحم کرنیوالا

الرحیم بہت بڑا مہربان

جب ایک ایک لفظ کا ترجمہ علیحدہ علیحدہ یاد ہوجائے تو اس کے بعد پوری بسم اللہ کا ترجمہ اس طرح یاد کرا دیجئے۔

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بہت زیادہ رحم کرنے والا بہت بڑا مہربان ہے -

بسم اللہ کے بعد اعوذ باللہ کا ترجمہ اس طرح یاد کرایئے -

اعوذ - پناہ لیتا ہوں میں

باللہ - اللہ کی

من - سے

شیطان - شیطان

رجیم - مردود۔

پُورا ترجمہ :- پناہ لیتا ہوں میں اللہ کی، شیطان مرُدود سے۔

(۲)

عبادت۔ معبود۔ توحیدؔ اور کلمہ طیّبؔ

اس سال جو بات۔ بچّوں کے ذہن میں جمانی اور پیوست کرنی ہے وہ کلمۂ توحید کا سادہ مطلب ہے۔

مگر کلمۂ توحید کا مطلب ذہن نشین کرانے سے پہلے ضروری ہے کہ عبادت و معبود۔ کا مطلب سمجھا دیں اور اگر بچّہ گنتیؔ سے قطعاً نا آشنا ہو تو اُس کو ایک دو کا مطلب اور کم از کم دس تک گنتی بھی یاد کرا دیں۔

اللہ - (اسم ذات) بار بار آچکا ہے۔ آج بھی۔ بچّوں سے کہلوائیے

اللہ وہ ہے جس نے ہمیں پیدا کیا۔ ہمارے ماں باپ پیدا کئے۔ زمین آسمان چاند اور سورج پیدا کئے۔ جس نے ہمیں آنکھیں دیں کان دیئے۔ ناک بنائی۔ زبان دی۔ اللہ سب سے بڑا ہے جو کچھ ہے سب اُسی کا ہے۔

عبادت

اس کے بعد۔ بچّوں سے دریافت کیجئے۔ پُوجا کسے کہتے ہیں۔ بچّے مطلب نہیں بتا سکیں گے۔ آپ بتائیے

پوجا کا مطلب یہ ہے :۔ "کسی کو بڑا مان کر اُس کے سامنے
جھکنا۔ اُس سے دُعا مانگنا۔ اُس کی نماز پڑھنی۔

یہ بھی بتا دیجیے کہ پُوجا کو بندگی اور عبادت بھی کہتے ہیں۔

بچّوں کو بار بار کہلوائیے۔

اللہ سب سے بڑا ہے۔
اللہ ہی کی پُوجا کی جاتی ہے۔
اللہ ہی کی عبادت کی جاتی ہے۔
اللہ ہی کی نماز پڑھی جاتی ہے۔
اللہ کے سوا کسی کی پوجا نہیں کی جاتی۔
اللہ کے سوا کسی کے سامنے ماتھا زمین پر نہیں رکھا جاتا۔

بچّوں سے سوالات کیجیے اور نیچے لکھے ہوئے جوابات اُن سے کہلوائیے

سوال		جواب
پوجا کس کی کی جاتی ہے۔		اللہ کی
زمین پر ماتھا کس کے سامنے رکھا جاتا ہے	"	اللہ کے
نماز کس کی پڑھی جاتی ہے۔	"	اللہ کی
سب سے بڑا کون	"	اللہ
سب کچھ کس کا	"	اللہ کا
اللہ کے سوا کس کے سامنے ماتھا رکھا جائے	"	کسی کے نہیں
اللہ کے سوا کس کی پوجا کی جائے۔	"	کسی کی نہیں
اللہ کے سوا کس کی نماز پڑھی جائے۔	"	کسی کی نہیں

اللہ کے سوا کس سے دعا مانگی جائے　　کسی سے نہیں

مزید سوالات وجوابات

معبود

سوال :- معبود کس کو کہتے ہیں۔

جواب :- جس کی عبادت کی جائے۔ جسکی پوجا کی جائے۔

سوال :- معبود کون ہے ؟

جواب :- اللہ

سوال :- اللہ کے سوا کوئی معبود ہے ؟

جواب :- نہیں۔

سوال :- اللہ کے سوا کون معبود ہے ؟

جواب :- کوئی نہیں۔

توحید

پہلے بچّہ کا امتحان لیجئے کہ وہ ایک۔ دو۔ تین کو سمجھتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں سمجھتا تو پہلے اس کو ان کا فرق سمجھایئے اور گنتا سکھایئے[1]۔ مثلاً کوئی چیز اس کے سامنے رکھئے اور بتایئے کہ یہ ایک ہے۔ پھر کوئی دوسری چیز رکھ دیجئے۔ اور بتایئے کہ یہ دو ہوگئے پھر کوئی اور چیز رکھ کر تین کا مطلب سمجھایئے گنتی سکھانے اور سمجھانے کے ساتھ ساتھ گنتا بھی سکھاتے رہیئے۔ ایک دو تین کرکے چیزیں اُٹھایئے رکھئے اور بچّے سے رکھوایئے۔ اس طرح گنتی بھی یاد

[1] گنتی اور جمع تفریق تک حساب کھانے اور مشق وغیرہ کیلئے عبدالغفار صاحب مدھولی کی مشہور تصنیف کھیل کے ذریعہ تعلیم "حصّہ اول ملاحظہ فرمایئے۔ مگر دینی مکاتب میں اسکی تصویروں سے کام نہ لیجئے قیمت دو روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ ملنے کا پتہ مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ۔ اُردو بازار دہلی

ہو جائے گی اور مشق بھی ہو جائے گی۔ بہتر ہو کہ اس طرح دس تک گنتی سکھا دیں۔ اس کے بعد پہلے سوالات دہراتے ہوئے آپ دریافت کیجئے۔

سوال • معبود کس کو کہتے ہیں۔

جواب • جس کی عبادت کی جائے۔

سوال • عبادت کا مطلب کیا ہے۔

جواب • پُوجا کرنا۔ یعنی کسی کو بڑا مان کر اُس کے سامنے زمین پر ماتھا ٹیکنا۔ اُس کے سامنے جھکنا۔ اس سے دعا مانگنا۔

سوال • معبود کون ہے۔

جواب • اللہ

سوال • اللہ کے سوا کوئی معبود ہے؟

جواب • کوئی نہیں۔

سوال • بتاؤ جب اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تو معبود ایک ہے یا دو تین۔

(اگر پہلے سوالات و جوابات بچّے کے ذہن نشین ہو چکے ہیں تو اس سوال کو بچہ خود حل کرے گا۔ کہ معبود ایک ہے)

سوال • اللہ ایک ہے یا دو تین۔؟

جواب • اللہ صرف ایک ہے۔

اب پچھلے سوالات کو پھر دُہرائیے کہ زمین و آسمان کا پیدا

کرنے والا کون ہے۔ تمہارے ماں باپ کو کس نے پیدا کیا۔ وغیرہ۔
مزید برآں یہ سوالات کیجئے اور بچہ اگر جواب نہ دے سکے تو آپ جواب بتائیے۔

سوال	• اللہ کا کوئی ساجھی ہے ——	جواب۔	کوئی نہیں
〃	• اللہ کا کوئی شریک ہے ——	〃	〃 〃
〃	• اللہ کا کوئی مددگار ہے	〃	〃 〃
〃	• اللہ کو کسی مددگار کی ضرورت ہے	〃	نہیں
〃	• اللہ کے ماں باپ ہیں ؟	〃	〃
〃	• اللہ کے بہن بھائی ہیں ؟	〃	〃
〃	• اللہ کے کوئی بیٹا ہے ؟	〃	〃
〃	• اللہ کے کوئی بیٹی ہے ؟	〃	〃
〃	• اللہ کے کوئی بیوی ہے ؟	〃	〃
〃	• اللہ جیسا کوئی ہے ؟	〃	〃
〃	• اللہ کے برابر کوئی ہے ؟	〃	〃
〃	• دنیا جہان کو کس نے پیدا کیا ؟	〃	اللہ نے
〃	• سب کچھ کس کا ہے ؟	〃	اللہ کا

بچوں کو بار بار کہلوایئے اللہ ایک ہے۔ نہ اُس کے کوئی ماں باپ ہے، نہ بیٹا بیٹی۔ نہ اُس کی کوئی بیوی ہے۔ نہ اُس کے کوئی بہن بھائی۔ نہ دادا دادی۔ نہ اُس کا کوئی ساجھی ہے۔ نہ اُس جیسا کوئی ہے۔ وہ

ایک ہے - ہمیشہ سے ہے - ہمیشہ رہے گا - وہ یکتا ہے - سب سے نرالا ہے
کوئی اُس جیسا یا اُس کے مانند نہیں -

اب آپ بچّہ کو یہ بھی بتا دیجیے کہ "اللہ کو ایک اور یکتا ماننا"
توحید کہلاتا ہے -

سوال • توحید کا مطلب کیا ہے -

جواب • اللہ کو ایک اور یکتا ماننا -

سوال • یکتا کا مطلب کیا ہے -

جواب • یکتا کا مطلب یہ ہے کہ اس جیسا کوئی نہیں -

سوال • یکتا کون ہے - جواب اللہ

سوال • نرالا کون ہے - جواب اللہ

کلمۂ طیّب | اگر بچّوں کو یاد نہ ہو تو یاد کرائیے -

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ[1]

(ترجمہ علیحدہ علیحدہ الفاظ کا) لَآ - نہیں

اِلٰہَ معبود - یعنی جس کی پُوجا کی جائے -

اِلَّا مگر

پورے کلمہ کا ترجمہ - نہیں کوئی معبود مگر اللہ
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں -

---

[1] خود بھی توجہ فرمائیے اور بچوں کو بھی یاد کرا دیجیے کہ کلمۂ طیب میں محمدٌ کی دال پر پیش ہوتا ہے اور کلمۂ شہادت اشھد ان محمدًا رسول اللہ - میں زبر -

جو تفصیلات و تصریحات پہلے گذر چکی ہیں وہ اگر یاد ہیں تو کلمۂ طیّب کا مطلب بچّہ آسانی سے سمجھ سکے گا۔ اب محمد رسول اللہ کا مطلب سمجھائیے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۳)

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم)

جب پُوجا، عبادت اور اللہ کے ایک ہونے کا مطلب سمجھا دیا جائے تو پھر آپ بچّوں کے سامنے یہ سوال رکھئے۔

یہ کیسے معلوم ہو کہ اللہ کی عبادت کس طرح کی جائے اُس کو کیسے پوجا جائے۔ اُس کا حکم کیا ہے ؟

معلّم صاحب بچّہ کو سمجھائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص خاص بندوں کو بھیجا تاکہ یہ بتائیں کہ اللہ کا حکم کیا ہے اور ہمیں اللہ کی عبادت کس طرح کرنی چاہیئے۔ ایسے بندوں کو رسول یا نبی کہتے ہیں وہ بہت نیک اور بزرگ ہوتے ہیں۔ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ وہ سچّے ہوتے ہیں اور دُنیا کے سامنے سچّی بات پیش کرتے ہیں۔ اُن کے دلوں میں انسانوں کی بھلائی اور خیر خواہی کا جذبہ ہوتا ہے۔ وہ سارے انسانوں کو اپنی اولاد کی طرح سمجھتے ہیں۔ اور ہر ایک کے لئے بھلائی چاہتے ہیں۔ بُرائی سے اُن کو دُکھ ہوتا ہے۔ آپ بار بار یہ سوال اور یہ جواب بچّوں سے دُہرا کر نبی اور رسول کا مطلب ذہن نشین

کرا دیجیئے۔ اور بچوں کو یہ یاد کرا دیجیئے کہ

نبی اللہ کے وہ پاک بندے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ
نے انسانوں کی بھلائی کے لیئے دنیا میں بھیجا تاکہ وہ
بتائیں کہ اللہ کے حکم کیا ہیں۔ اللہ میاں کی عبادت
کس طرح کی جائے۔ انسانوں کی بھلائی کا سچا راستہ
کیا ہے۔

آپ یہ بھی سمجھا دیجیئے کہ نبی ہی کو رسول کہتے ہیں۔ البتہ
رسول کا مرتبہ نبی سے بڑا ہوتا ہے۔

سوالات:- اللہ کون ہے۔
عبادت کس کی کرنی چاہیئے۔
نبی کس کو کہتے ہیں۔
رسول کس کو کہتے ہیں۔
نبی یا رسول دنیا میں کیوں آتے ہیں
نبی کا کام کیا ہوتا ہے۔
نبی کیسے ہوتے ہیں۔ اُن کے اخلاق کیسے ہوتے ہیں

ضروری ہدایت بچوں کی سمجھ کے بموجب یہ باتیں رفتہ رفتہ
سمجھائیئے۔ ایک دن میں یہ تمام باتیں ذہن نشین
نہ ہو سکیں گی آہستہ آہستہ کرکے کئی دن تک بتاتے اور سمجھاتے
رہیئے اور بچوں سے کہلواتے رہیئے اس طرح کہ وہ بات کو سمجھ کر اپنے

الفاظ میں اس مطلب کو ادا کریں اور جب آپ مطمئن ہو جائیں کہ بچے سمجھ گئے تب اُن کو آگے چلائیے۔

(۴)

حیاتِ طیّبہ کے کچھ واقعات

آپ بچّوں کو سمجھائیے کہ نبیوں میں سب سے افضل ہمارے پیغمبر "محمّد" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سارے مسلمان آپؐ کی اُمّت ہیں۔

آپؐ ملک عرب میں پیدا ہوئے۔ یہ ملکِ ہندوستان سے پچّھم کی طرف سمندر پار ہے۔

آپؐ کی عمر ۶۳ سال ہوئی۔ آپ نے نماز اور عبادت کے طریقے بتائے۔ آپ کے بتائے ہوئے طریقوں پر ہی مسلمان عمل کرتے ہیں۔

آپؐ نے بتایا اللہ ایک ہے۔ وہ سب کا پالنے والا ہے وہ بہت بڑا مہربان ہے۔

آپؐ نے بتایا کہ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ سارے انسانوں پر خدا کی مہربانی ہو، سارے انسانوں کی بھلائی ہو

آپ نے فرمایا۔ مسلمان کا کام ہے کہ وہ خدا کا سچا وفادار بندہ بن کر رہے۔ سب کے ساتھ بھلائی کرے۔ ہر موقع پر سچّائی سے

کام لے۔ اللہ کی عبادت کرے۔ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرے۔
معلّم صاحب یہ تمام باتیں بچّوں کو حفظ کرادیں اس کے بعد بچّوں کو یاد کرائیں کہ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا مطلب یہ ہے کہ ہم مانتے ہیں کہ محمّد اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)
ہم اللہ کی اطاعت اس طرح کریں گے جس طرح اللہ کے رسول محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم نے بتائی ہے

سوالات

(۱) ہمارے نبی کا نام کیا ہے۔
(۲) ہمارے رسول کا نام کیا ہے۔
(۳) ہمارے نبی صاحب کہاں پیدا ہوئے۔
(۴) ہمارے نبی صاحب کی کیا عمر ہوئی۔
(۵) ہمارے نبی صاحب نے کیا بتایا۔
(۶) ہمارے نبی صاحب نے کیا سکھایا۔
(۷) ہمارے نبی صاحب کو اللہ نے کس واسطے بھیجا۔
(۸) کلمہ طیبہ کیا ہے۔
(۹) کلمۂ طیّبہ کا مطلب کیا ہے۔
(۱۰) ملکِ عرب کہاں ہے

(۵)

پاکی اور صفائی

اسلام میں پاکی اور صفائی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ آپ دنیا کے مذہبوں سے اگر مقابلہ کریں تو آپ کو آسانی سے معلوم ہو جائیگا کہ اسلام نے صفائی کے متعلق جس قدر تاکید کی ہے اور جس تفصیل سے پاکی کے احکام اسلام میں بیان کئے گئے ہیں کسی مذہب میں اُن کی مثال نہیں ملتی۔

آپ یہ تو دیکھیں گے کہ انسان کے جھوٹے کو ناپاک چیز سے بھی زیادہ گھناؤنی اور گندی چیز سمجھا جاتا ہے۔ یہ بھی آپ دیکھیں گے کہ پانی کو کیڑے مکوڑے سے بچانے کیلئے ضرورت سے زیادہ وہم سے کام لیا جاتا ہے۔ لیکن انھیں لوگوں کو آپ یہ بھی دیکھیں گے کہ گائے بیل، کتّے یا بلّی کے جھوٹے میں وہ کوئی فرق نہیں کرتے۔

بدن یا کپڑے پر اگر کوئی چھینٹ پڑ جاتی ہے تو اگر کوئی دھبّہ نہیں پڑتا تو اُن کو پرواہ بھی نہیں ہوتی۔ کپڑوں پر پیشاب کے قطرے گرتے رہتے ہیں اور اُن کو خیال بھی نہیں ہوتا لیکن اسلام میں ہر ایک بات کی تفصیل موجود ہے۔ کنوئیں کے پانی کے الگ احکام ہیں۔ تالاب کے پانی کا علیحدہ حکم ہے۔ نہر اور دریا کے بہنے والے پانی کے احکام ان دونوں سے جُدا ہیں۔

پاک پانی کس صورت میں ناپاک ہو جاتا ہے۔ اگر کپڑا یا کوئی چیز ناپاک ہو جائے تو اُس کو پاک کرنے کی کیا صورتیں ہیں۔ کنواں اگر ناپاک ہو تو کس طرح پاک کیا جاتا ہے۔ یہ تمام باتیں اسلام میں کھول کر بتا دی گئی ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ پاکی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ انتہا یہ کہ پاکی کو ایمان کا جزء فرمایا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

الطھور شطر الایمان[1] — پاکی ایمان کا جزء ہے

دوسری روایت میں ہے

الطھور نصف الایمان[2] — پاکی نصف ایمان ہے

(ترمذی شریف)

اگر پاکی نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی۔ جو اسلام کا سب سے پہلا فرض ہے۔ نماز کے لئے ہر ایک چیز کا پاک ہونا ضروری ہے۔ نماز کیلئے

---

[1] اس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تنبیہ بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ اس حدیث شریف کو صرف موہنہ ہاتھ دھونے، غسل کرنے اور کپڑوں کو صاف ستھرا رکھنے پر منحصر نہ سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ طہور اور پاکی سے وہ مراد ہے جو ظاہر کیساتھ باطن کو۔ صورت کے ساتھ سیرت کو بھی شامل ہو۔ صرف موہنہ ہاتھ دھو لینا ہی جزو ایمان نہیں ہے بلکہ ایمان کا اہم جزو یہ ہے کہ انسان کا دل پاک اور اخلاق پاکیزہ ہوں۔ (احیاء العلوم)

[2] مسلم شریف۔ بحوالہ مشکوٰۃ شریف۔ [3] ترمذی شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف۔

وضو شرط ہے۔ وضو سے ہاتھ پاؤں۔ چہرا۔ ناک۔ موہنہ۔ دانت سب ہی پاک اور صاف ہوتے ہیں۔ پنج وقتہ فرائض کے علاوہ بھی بہت سی صورتوں میں وضو کرنا مستحب ہے۔ ہمیشہ با وضو رہنا بہت ہی افضل ہے اگر آپ پہلے سے با وضو ہیں اور اب ادائے نماز کیلئے تازہ وضو کر رہے ہیں تو اس کو "نورٌ علیٰ نور" "نور بالائے نور" فرمایا گیا ہے۔[1]

"اِسباغ الوضو" یعنی وضو اس طرح کرنا کہ ہر ایک حصّہ پر پوری طرح پانی پہنچ جائے۔ مسواک وغیرہ جملہ مستحبات ٹھیک طرح کئے جائیں۔ اس کے متعلق ارشاد ہوا ہے کہ صرف یہی نہیں ہے کہ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں بلکہ اگر پابندی سے اسی طرح وضو کرتا رہتا ہے تو گناہوں سے محفوظ رہنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔[2]

مسواک کی (یعنی دانتوں اور مسوڑھوں کے صاف رکھنے کی) خاص تاکید ہے۔ یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ غسل۔ وضو اور نماز کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے۔ مگر سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ آپ اوقاتِ نماز کے علاوہ بھی مسواک کیا کرتے تھے۔ مثلاً جب آپ سو کر اُٹھتے تھے تو مسواک کیا کرتے تھے۔[3]

---

[1] یہ درست ہے کہ وضو کے بہت سے روحانی فوائد بھی ہیں۔ مثلاً صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں روحانیت میں تازگی پیدا ہوتی ہے مگر روحانی فوائد کیساتھ مادی لحاظ سے جو فائدہ ہوتا ہے اس کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ [2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذٰلکم الرباط (ترمذی شریف)

[3] ابو داؤد شریف۔

مجمع میں جاتے وقت مسواک کرنا مستحب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکان میں تشریف لے جاتے تھے تو اُسوقت بھی سب سے پہلے مسواک کیا کرتے تھے۔[1]

اس اہتمام اور کثرت کے باوجود آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی حضرت جبرئیل علیہ السّلام تشریف لاتے ہیں مجھے مسواک کی تاکید کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرے مسوڑھے نہ چھل جائیں۔[2]

پاکی کی طرح پلیدی اور گندگی سے بچنے کے احکام بھی شریعت

---

[1] مسلم شریف [2] مشکوٰۃ شریف بحوالۂ احمد۔ رحمہٗ اللہ۔ یورپین تہذیب میں روزانہ غسل کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ برادرانِ وطن بھی اس کو اپنی تہذیب کا جز سمجھتے ہیں۔ اسلام اس سے انکار نہیں کرتا۔ طبّی لحاظ سے اگر یہ مفید ہے تو روزانہ غسل کیا جائے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر اسلام روزانہ غسل کو واجب یا فرض کی حیثیت نہیں دیتا کیونکہ یہ ایک تکلیف مالایطاق ہے۔ ظاہر ہے کہ نہ ہر ملک میں پانی افراط سے مل سکتا ہے نہ ہر شخص اس قابل ہوتا ہے کہ روزانہ غسل کرے نہ ہر موسم ایسا ہوتا ہے کہ روزانہ غسل کیا جاسکے البتہ اسلام نے صفائی اور پاکی کے خاص خاص موقعوں پر غسل کو فرض یا مستحب قرار دیا ہے مثلاً جمعہ۔ عید۔ بقرعید وغیرہ کے موقعوں پر غسل سنت ہے۔ مُردہ کو نہلانے کے بعد نہانے والوں کیلئے مستحب ہے کہ غسل کرلیں (ابوداؤد شریف نسائی شریف وغیرہ نورالاصباح)

اس تعلیم سے اس صفائی اور پاکیزگی کا اندازہ ہوتا ہے جو اسلام کے پیشِ نظر ہے۔

محمد میاں

میں وارد ہوئے ہیں۔ قضاءِ حاجت کے بعد افضل اور بہتر شکل یہ ہے کہ کلوخ استعمال کیا جائے۔ اُس کے بعد پانی سے آب دست کی جائے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح پانی کم صرف ہوتا ہے اور صفائی اور پاکیزگی زیادہ حاصل ہو جاتی ہے۔

ناپاک چھینٹوں سے بچنے کی یہاں تک ہدایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے :-

اِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ۔	عموماً انھیں قطروں اور چھینٹوں کے سبب سے عذابِ قبر ہوتا ہے

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک قبر کی جانب ہوا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اس قبر میں جو مُردہ ہے وہ عذاب میں مبتلا ہے اور عذاب کا سبب صرف یہ ہے کہ یہ شخص ناپاک[1] چھینٹوں سے بچنے میں احتیاط سے کام نہیں لیتا تھا (ترمذی شریف)

میل کچیل سے صاف ستھرا رہنے کے سلسلہ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق روایت ہے کہ آپ کا لباسِ مبارک کبھی میلا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ صاحب انوارِ محمدیہ تحریر فرماتے ہیں۔

---

[1] حدیث شریف میں اگرچہ "بول" کا لفظ ہے۔ مگر چونکہ "بول" آدمی اور جانور ہر ایک کے پیشاب کو کہا جاتا ہے اس لئے یہاں پر ناپاکی کا عام لفظ استعمال کر لیا گیا (نیز) حدیث میں اگرچہ دو[2] آدمیوں کا تذکرہ ہے مگر چونکہ دوسرے شخص کا تذکرہ موضوعِ باب سے فاضل تھا اس لئے اس کا ذکر فاضل از ضرورت سمجھا گیا۔

لما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایبدؤ منہ الاطیب کان اٰیۃ ذالک فی بدنہ الشریف انہ لا یتسخ لہ ثوب قیل ولم یقمل ثوبہ ونقل الفخر الرازی اِنّ الزباب لا یقع علیٰ ثیابہ صلی اللہ علیہ وسلم وانّہ لا یمتص دمہ البعوض (الانوار المحمّدیہ من المواھب اللدنیۃ)

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر موقع پر پاکیزگی ہی کا ظہور ہوتا تھا۔ تو اس کا اثر آپ کے جسم شریف پر بھی نمایاں تھا کہ آپ کا کوئی کپڑا[1] میلا نہیں ہوتا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کے کپڑے میں جوں نہیں پڑتی تھی اور امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے کہ آپ کے کپڑوں پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی اور آپ کے مچھر نہیں کاٹتے تھے

(للعلامہ الفاضل الشیخ یوسف بن اسمٰعیل النبہانی)

بہرحال اس کے باوجود کہ آپ طاہر و طیّب تھے۔ قدرت نے آپ کو حسن یوسف سے بھی بہتر حسن عطا فرمایا تھا۔ آپ کے پسینہ

---

[1] شمائل ترمذی شریف کی ایک حدیث ہے جس میں بیان کیا گیا ہے۔ کانّ ثوبہ ثوب زیات " آپ کا کپڑا ایسا ہوتا تھا جیسا روغن فروش کا کپڑا۔ اِس سے شبہ نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ علماء کرام نے فرمایا ہے کہ یہ خاص اُس کپڑے کے متعلق بیان کیا گیا ہے جو تیل کی مالش کے بعد سر مبارک پر ڈال لیا کرتے تھے۔ پوری حدیث کے باقی مضمون سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ محمّد میاں

میں وہ خوشبو تھی جو مشک و عنبر کو بھی نصیب نہیں۔ بایں ہمہ آپ کثرت سے خوشبو اور مشک وغیرہ استعمال کیا کرتے تھے سر مبارک کے بال کبھی بکھرے ہوئے اور پراگندہ نہیں رہتے تھے بلکہ آپ کا عمل یہ تھا اور اسی کی تاکید تھی کہ اگر سر پہ بال ہوں تو اُن کو صاف رکھا جائے اُن میں کنگھا کیا جائے اگر ممکن ہو تو اُن میں تیل اور خوشبو بھی لگائی جائے۔ ابوداؤد شریف میں ہے:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ شعر فلیکرمہ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کے بال ہوں اسکو چاہیے انکی عزت کرے (یعنی پراگندہ اور میلے کچیلے نہ رکھے جو بالوں کی توہین ہے)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت مآب (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسّلام) میں حاضر ہوا اس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم فرمایا کہ بال درست کرو۔ اُس نے علیحدہ جا کر بال ٹھیک کیئے۔ اور پھر خدمتِ مبارک میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الیس ھذا خیرٌ من ان یاتی احدکم ثائر الراس کانہٗ شیطان — کیا یہ صورت اس سے بہتر نہیں ہے کہ آپکے بال بکھرے ہوں اور آپ آئیں تو ایسا معلوم ہو کہ بھوت آرہا ہے۔

اخرجہ مالک (تیسیر الوصول ص ۱۴۲ ج ۲)

مختصر یہ کہ ہر موقع اور ہر ایک حالت میں پاک صاف رہنے کی ہدایت احادیث مبارکہ اور شریعۃ مقدسہ میں وارد ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّھِّرِیْنَ ۝ (سورۂ نور)

اللہ تعالیٰ اُن کو پسند کرتا ہے جو پوری طرح پاک صاف رہتے ہیں۔

لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ عام طور پر صفائی اور پاکیزگی کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ بہت سے نادان تو یہ سمجھتے ہیں کہ میلا کچیلا رہنا بھی ثواب کی بات ہے۔ اُن کے نزدیک ترکِ دنیا اور زہد و تصوف کا مطلب ہی یہ ہے کہ انسان میلا کچیلا رہے۔ صفائی اور پاکیزگی کی طرف توجّہ نہ دے۔

حالانکہ یہ اسلام پر بہت بڑا بہتان ہے اگر فی الواقع ترکِ دُنیا کا یہی مطلب ہے تو اسلام ایسی ترکِ دُنیا سے بیزار ہے۔ ہمارے اس پھوڑپن کا بہت بڑا نقصان یہ ہے کہ مخالفین کو اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کا موقع ملتا ہے وہ یہاں تک کہہ جاتے ہیں کہ اسلام ایک گندہ مذہب ہے (معاذ اللہ)

ظاہر ہے کہ ہماری سستی اور سہل نگاری جب اس حدّ کو پہنچ جائے کہ اس کی وجہ سے خود اسلام کو بدنام کیا جانے لگے تو اگر بدنام کرنے والے مجُرم اور گنہ گار ہیں تو ہمارا دامن بھی اس جُرم سے پاک نہیں رہتا۔ اُس کی ذمّہ داری ہم پر بھی عائد ہوتی ہے اُس مُرید یا شاگرد سے زیادہ بدنصیب کون ہوگا جو اپنے شیخ یا اُستاد کیلئے باعثِ بدنامی ہو۔ وہ خلف کس قدر بدبخت ہے جو سلف کے

نام پر بٹّہ لگائے۔

لہٰذا بہت زیادہ ضروری ہے کہ بچّوں میں ابتدا ہی سے پاکی اور ناپاکی کی تمیز پیدا کی جائے۔ اُن میں پاک صاف رہنے کا سلیقہ پیدا کیا جائے۔ اُن کو صاف ستھرا رہنے کا عادی بنا دیا جائے۔ عمدہ لباس اور قیمتی کپڑوں کا نام ستھرائی یا پاکیزگی نہیں ہے بلکہ ستھرائی یہ ہے کہ کپڑا خواہ کتنا ہی گھٹیا ہو مگر دُھلا ہوا ہو۔ میلا نہ ہو۔ اُس پر دھبّے نہ پڑے ہوں لہٰذا آپ سب سے پہلے سال میں بچّوں کو اس کا عادی بنائیے کہ

کپڑوں کو پاک رکھیں۔

کپڑوں پر کوئی دھبّہ نہ آنے دیں۔

اگر کوئی دھبّہ آجائے تو اس کو خود دھولیں۔

کپڑوں پر چھینٹ نہ پڑنے دیں۔

پیشاب کا قطرہ کپڑوں پر نہ ٹپکے۔

ناک کو آستین سے نہ پوچھیں۔

دیوار، ستون یا بینچ وغیرہ پر نہ لکھیں۔

جس جگہ بیٹھیں جہاں سوئیں اس کو صاف کر لیں۔

اگر بستر پہلے سے بچھا ہوا ہو تو اس کو جھاڑ لیں۔

جوتے اُتار کر قرینے سے رکھیں۔

ہاتھ پاؤں اور چہرے کو دھوتے رہیں۔ ہاتھ پیر میلے

نہ رکھیں۔ بے جگہ نہ تھوکیں۔ بلکہ کمرے سے باہر جا کر تھوکیں۔ یا اگالدان میں تھوکیں۔ بلغم نہ نگلیں۔

ناک صاف رکھیں۔ ناک میں بار بار اُنگلی نہ ڈالیں۔

جمائی لیتے وقت یا چھینکتے وقت منھ کے سامنے ہاتھ رکھیں مسواک کریں یا منجن سے دانت صاف کریں موتھ میں بدبو نہ پیدا ہونے دیں۔ ہر ہفتہ ناخن کترتے رہیں۔ انکو زیادہ نہ بڑھنے دیں۔ میل سے صاف رکھیں۔ دانتوں سے چبا کر نہ کتریں۔ کتاب۔ بستہ۔ سلیٹ وغیرہ صاف رکھیں۔ کتاب یا کاپی پر کوئی بے موقع چیز نہ لکھیں۔ ہاتھوں سے مَل کر کتاب۔ یا پارہ کو میلا نہ رکھیں۔

اس طرح پاکی اور صفائی کا خاص خیال رکھا جائے۔ اُستاد خود بھی صاف ستھرے رہیں۔ بچّوں سے مذکورہ بالا باتوں پر عمل کرائیں اور اُن کو ان باتوں کا عادی بنائیں۔ جو بچّے ان باتوں پر پوری طرح عمل کریں اُن کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

(۶)
اخلاق

عام طور پر یہ خیال کر لیا گیا ہے کہ اسلام کا تعلق صرف عبادت سے ہے۔ ہمیں اکثر وہ حدیث یاد آجاتی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ :-

"اسلام کی بُنیاد پانچ چیزوں پر ہے:۔
• اللہ تعالیٰ کے ایک ہونیکی گواہی دینا اور اس بات کی گواہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں • نماز پڑھنا • زکوٰۃ ادا کرنا • بیت اللہ شریف کا حج اور رمضان شریف کے روزے (بخاری شریف۔ مسلم شریف وغیرہ)

مگر ہمیں یہ خیال نہیں آتا کہ ان عبادتوں کو تو بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ وہ عمارت کیا ہے جو ان بنیادوں پر قائم کی گئی ہے۔ اگر کسی جڑ کے ساتھ تنہ شاخیں اور پتیاں نہ ہوں تو وہ جڑ بھی زمین کے اندر گل جاتی ہے۔ اسلام اگر ایک درخت ہے جس کی جڑ یہ پانچ چیزیں ہیں تو اس درخت کا تنہ۔ اس کی شاخیں اور پتیاں کیا ہیں۔؟

ہم قطعاً بھول جاتے ہیں کہ جس طرح ان پانچ چیزوں کو اسلام کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہِ روحی) نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔

انّ اثقل شئ یوضع فی	سب سے زیادہ وزنی چیز جو قیامت
میزان المومن یوم القیامۃ	کے دن مومن کے میزانِ عمل میں تولی جائیگی
خلق حسنٌ ۔ وانّ اللہ	اچھے "اخلاق" ہیں۔ اور اللہ اس
یبغض الفاحش البذی	شخص سے ناراض رہتا ہے۔ جو بیہودہ گو
(ترمذی شریف)	بدخلق ہو۔

آپ نے یہ بھی فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم)

ان من اخیارکم احسنکم اخلاقا (متفق علیہ)
اچھے وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

آپ کا ارشاد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

ان من احبکم الی احسنکم اخلاقاً (بخاری شریف)
مجھے وہ محبوب ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیکی کی تعریف ہی یہ فرمائی ہے کہ:۔

البر حسن الخلق (مسلم شریف وغیرہ) نیکی حسن اخلاق ہے۔

آپ نے اپنی تشریف آوری کا مقصد یہ فرمایا۔

بعثت لاتمم حسن الاخلاق (موطا۔ مسند امام)
میں اس لئے مبعوث کیا گیا کہ اخلاق کی خوبی کو مکمل اور پورا کر دوں

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلم اور مومن کی تعریف یہ فرمائی ہے۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ والمومن من امن النّاس بوائقہ۔ (ترمذی شریف ونسائی شریف)
مسلمان وہ ہے کہ سارے مسلمان اسکی زبان اور اس کے ہاتھ سے محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے کہ تمام آدمی اسکی شرارتوں سے محفوظ رہیں۔

ہم قطعاً بھول جاتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا حق ہمارے

اوپر ہے۔ جس کی ادائیگی کے لئے یہ پانچ فرض ہیں۔ جن کا ذکر پہلی حدیث شریف میں ہے۔ ایسے ہی بندوں کے حقوق بھی ہم پر واجب ہیں جس کی ادائیگی ہمارے اوپر ایسی ہی ضروری ہے۔ بلکہ بندوں کے حق زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ خداوند عالم غفور رحیم ہے اس کے حقوق میں جو کچھ کوتاہی ہو وہ توبہ سے معاف ہو سکتی ہے لیکن بندہ محتاج ہے وہ اپنے حق کا بدلہ ہی چاہتا ہے اس کا حق توبہ سے معاف نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر وہ دنیا میں حق ادا نہیں ہوا تو آخرت میں اس کو ادا کرنا پڑے گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے دریافت فرمایا کہ بتاؤ مفلس کون ہے؟

صحابۂ کرام نے جواب دیا۔ یا رسول اللہؐ ہم تو مفلس اسی کو سمجھتے ہیں جس کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو نہ مال اسباب ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میری اُمت میں مفلس وہ ہوگا جو قیامت کے روز میدانِ محشر میں نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئیگا۔ یہ تمام عبادتیں اُس نے ادا کی ہوں گی اور اُس کا نامۂ اعمال نوافل اور وظائف سے پُر ہوگا۔ لیکن نماز روزہ کے باوجود اس کی اخلاقی حالت یہ ہوگی کہ کسی کو گالی دی ہوگی۔ کسی پہ تہمت باندھی ہوگی۔ کسی کا مال ہضم کر لیا ہوگا۔ کسی کی خونریزی کی ہوگی اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔

یہ شخص مالکِ یوم الدین کے دربار میں حاضر ہو گا اور اس پر بہت سے دعوے فوراً دائر ہو جائیں گے۔ ہر ایک شخص جس کا حق مارا تھا یا جس پر ظلم کیا تھا داورِ محشر کے سامنے اپنا مطالبہ پیش کر دے گا اس حق اور اس ظلم کا معاوضہ اُس کے نیک کاموں سے یعنی نماز روزہ وغیرہ سے ادا کیا جائے گا۔

اب اگر اس کے تمام نیک کام اس معاوضہ کی ادائیگی میں ختم ہو گئے تو پھر مطالبہ کرنے والوں کے گناہ مطالبہ کرنے والوں کے بجائے اس شخص کے سر پر ڈال دیئے جائیں گے اس کے بعد اسکو آتشِ جہنم میں دھکیل دیا جائے گا (ترمذی شریف باب ماجاء فی شان الحساب والقصاص صفحہ ۶۴ ج ۲)

دوسری حدیث میں ہے کہ ہادیٔ برحق رحمۃ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس بندے پر جس کے ذمہ کسی بندے کا جانی مالی۔ یا عزت و آبرو کے سلسلہ کا کوئی حق تھا یہ شخص اس صاحب حق کے پاس پہونچا اور اس سے پہلے کہ اس حق کا مطالبہ ایسی حالت میں کیا جائے کہ اس کے پاس نہ دینار ہو نہ درہم ہو (بلکہ ادائے حق کے لئے سکۂ رائجہ اس کے اعمال ہوں۔ یعنی اگر اس کے پاس نیک عمل ہوں تو یہ نیک کام اس کے عوض میں دیدیئے جائیں، اور اگر نیک کام نہ ہوں تو حق والے کے گناہ اس کے سر

ڈالدیئے جائیں) ایسے نازک وقت سے پہلے اس نے اس حق کو معاف کرالیا۔ (ترمذی شریف) ص۶۴ ج۲ باب مذکورہ بالا)

مختصر یہ کہ بندے کا حق نہ خود بخود معاف ہوتا ہے نہ توبہ سے بلکہ معافی کی شکل صرف یہ ہے کہ جس کا وہ حق ہے اس سے معاف کرائے۔ ورنہ قیامت کے روز اس کے نیک کاموں سے یہ مطالبہ ادا کیا جائیگا اور نیک اعمال نہ ہوں گے تو صاحب حق کے گناہ اُس کے ذمّہ ڈال دیئے جائیں[1] گے۔

لہٰذا ایک مشفق اُستاذ۔ اور ایک "معلم خیر" کا یہ فرض ہے کہ جس طرح وہ بچّہ کو کلمۂ طیّبہ سکھائے۔ نماز اور ارکانِ نماز کی تعلیم دے ایسے ہی وہ بچّہ کے سادہ اور صاف دماغ میں یہ بھی سمودے کہ مسلمان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے اخلاق اچھے ہوں وہ راست باز ہو۔ صاف گو ہو، سچّائی اُس کا طرۂ امتیاز ہو۔ حیا

---

[1] بیشک اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت ہے کہ صاحب حق کو کسی اور صورت سے راضی فرمادے کہ وہ مطالبہ بھی نہ کرے اور اس کے نیک کام اُسکے پاس محفوظ رہ جائیں اور احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ بندوں کے ساتھ ایسا کیا بھی جائیگا۔ مثلاً کسی نے غیر معمولی اخلاص کے ساتھ راہِ حق میں مظالم برداشت کرتے ہوئے جان دیدی اور شہادت کا درجہ حاصل کرلیا تو ہوسکتا ہے کہ اُس کی قربانیوں کے عوض میں خدا اس کے نیک اعمال محفوظ رکھے اور جن کا کوئی حق اس شہید کے ذمّہ ہو اس کو وہ کسی دوسری صورت سے راضی کردے مگر ظاہر ہے کہ یہ فضلِ خداوندی خاص خاص حالات میں خاص خاص شخصیتوں کے ساتھ ہوگا ہر ایک کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہوگی۔
ہر بوالہوس کے واسطے دار ورسن کہاں؟ بس عام قاعدہ وہی ہے جو اوپر لکھا گیا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اسی کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا جائے۔

شرم بڑوں کی تعظیم۔ چھوٹوں پر مہربانی۔ برابر والوں کے ساتھ تہذیب اور ادب۔ کمزوروں کی خدمت۔ مصیبت زدہ انسانوں کی ہمدردی اس کا شیوہ ہو۔ اس کا ہر ایک معاملہ صاف ہو۔

جھوٹ۔ بے ہودہ بات۔ چغلی۔ گالی۔ گلوچ۔ بدکلامی۔ ضد۔ ہٹ دھرمی۔ وغیرہ۔ بُری باتوں سے اس کو نفرت ہو۔

جو بچّہ ابھی تعلیم و تربیت کی پہلی منزل میں ہے۔ وہ ان تمام باتوں کو نہیں سمجھ سکتا۔ مگر وہ فطرتاً یہ تمام باتیں کر سکتا ہے اور کرتا ہے۔

چھوٹا بچّہ جھوٹ بھی بول لیتا ہے۔ گالی بھی دیدیتا ہے۔ ضد اور ہٹ دھرمی بھی کرتا ہے۔ اُستاد کا یہ فرض ہے کہ جب وہ کوئی بُری بات دیکھے اس کو سمجھا کر آئندہ کے لئے اس کو تنبیہ کردے جس بچّہ میں اچھی باتیں ہوں۔ اس کی حوصلہ افزائی کرے اور اس کی اچھی بات کی قدر اس کے دل میں بٹھا دے۔

استاد بچّوں کو یہ ذہن نشین کرائیں کہ جو معاملہ وہ کسی کے ساتھ کریں سچّائی اور صفائی کے ساتھ کریں۔ معلّم صاحب۔ بچّوں سے کہلوائیں اور بار بار کہلا کر یاد کرائیں۔

مُسلمان ——— سچّا ہوتا ہے

مُسلمان ——— سچ بولتا ہے

مُسلمان ——— جھوٹ کبھی نہیں بولتا۔

مُسلمان ــــــــ ایمان دار ہوتا ہے۔
مُسلمان ــــــــ کبھی بے ایمانی نہیں کرتا۔

معلّم صاحب اپنا دستور یہ بنالیں اور یہی بچّہ کو سمجھا دیں کہ اگر بچّہ کسی روز دیر سے آئے تو دیر کی جو وجہ ہو وہ سچ سچ بتادے تو اس کو معاف کردیا جائے گا پس اگر وہ یہ بھی کہدے کہ میں اس لئے دیر سے آیا کہ میرا جی نہیں چاہتا تھا یا میں سو رہا تھا۔ یا کھیل میں جی لگ رہا تھا تو اس کو سزا نہ دیں۔

بلکہ معلّم صاحب اس کو ایسی طرح سمجھائیں کہ اس کو پڑھنے کا شوق پیدا ہو۔ سویرے اُٹھنے کا عادی ہو۔

جھوٹ یہ ہے کہ بچّہ کھیلنے کی وجہ سے دیر کرے اور اُستاد سے کسی کام کا بہانہ لے دے۔ ایسی صورت میں بچّہ کو تنبیہ کریں۔ اگر ضرورت سمجھیں اس کی ہلکی سی گوش مالی بھی کردیں۔

معلّم صاحب بچّہ کو سمجھائیں کہ کسی کا پیسہ رکھ لینا۔ کسی کو اچّھے پیسہ کے بجائے کھوٹا پیسہ دیدینا۔ کسی کی کوئی چیز چھُپا لینا۔ یہ بے ایمانی کی باتیں ہیں بُرے لڑکے ایسا کیا کرتے ہیں۔ اچھا لڑکا کوئی چیز خریدتا ہے تو کھوٹا پیسہ نہیں دیتا۔ کوئی چیز اگر فروخت کرتا ہے تو کم نہیں تولتا۔ خراب چیز نہیں دیتا۔ اگر سودے میں کوئی خرابی ہوتی ہے تو گاہک کو بتادیتا ہے۔

معلّم صاحب بچّوں کو یاد کرائیں۔

مسلمان بچّہ۔ بات کا سچّا وعدہ کا پکّا ہوتا ہے۔ جو بات کہتا ہے۔ سچّی کہتا ہے۔ جو وعدہ کرتا ہے پُورا کرتا ہے۔ جھوٹی بات نہیں کہتا۔ بُرا وعدہ نہیں کرتا کسی کا حق نہیں مارتا۔ کسی کو دیکھ کر نہیں جلتا کسی کی بُرائی پیٹھ پیچھے نہیں کرتا۔ اپنا کام محنت سے کرتا ہے۔ صاف رہتا ہے اور پاکی اور صفائی کو پسند کرتا ہے۔

اچھّے اخلاق اور حسن معاملہ کے سب سے زیادہ مستحق گھر کے آدمی ہیں۔ یعنی ماں باپ۔ بھائی بہن اُن کے بعد دوسری رشتہ دار اور پڑوسی۔ اور پھر دوست احباب اور عام جاننے والے ملنے جلنے والے جن سے اکثر معاملہ پڑتا ہی پھر عام انسان

اس سلسلہ میں قرآن پاک اور احادیث مقدسہ کی جو تعلیمات ہیں اُن سے کوئی مسلمان معلّم ناواقف نہیں ہوگا۔ لہٰذا اس موقع پر اُن کا ذکر کرنا بھی ضروری نہیں ہے۔ البتہ چند فقرے جو اس سلسلہ میں قرآن واحادیث کی تعلیمات کا مختصر خلاصہ ہیں درج کئے جاتے ہیں۔ معلّم صاحب یہ فقرے بچّوں کو بار بار کہلوا کر یاد کرادیں

ماں[1] باپ خوش۔ تو اللہ میاں بھی خوش۔

ماں باپ ناراض تو اللہ میاں بھی ناراض۔

---

[1] ترمذی شریف ص ۱۲ ج ۲

ماں باپ کی بات مانو۔ جو وہ کہیں وہ کرو۔
جس بات سے منع کریں وہ مت کرو۔
جو کپڑا پہنائیں اس کو پہنو۔
جو کھانے کو دیں اُسے کھا لو۔
ضِد مت کرو۔
بڑوں[1] کا ادب کرو۔ چھوٹوں سے محبّت کرو۔
سب[2] سے بڑے گناہ تین ہیں۔
اللہ کا شریک ماننا۔
ماں باپ کی نافرمانی۔
جھوٹی گواہی۔
معلم صاحب بچّوں کو سمجھائیں کہ ماں باپ کی طرح استاد کا ادب بھی ضروری ہے۔ اُستاد رُوحانی باپ ہے ماں باپ کھانے پہننے کا انتظام کرتے ہیں۔
استاد بچّہ کو ادب اور تہذیب سکھاتا ہے۔
ماں باپ بچّہ کی شکل وصورت سنوارتے ہیں۔
اُستاد بچّہ کی سیرت درست کرتا ہے۔
ماں باپ بچّہ کی پرورش بچپن میں کرتے ہیں تاکہ بڑا ہو کر وہ اُن کی خدمت کرے۔

---

[1] ترمذی شریف ص ۲۳ ج ۲   [2] ترمذی شریف ص ۱۲ ج ۲

استاد بچّہ کا مستقبل درست کرتا ہے۔

استاد بچّہ کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ بڑا ہو کر ماں باپ کی خدمت کر سکے۔

استاد بچّہ کو اس قابل بناتا ہے کہ لوگ اس کی عزّت کریں اور وہ بہت بڑا آدمی بن سکے۔

معلّم صاحب بچّہ کو یہ سمجھائیں کہ :۔

محلّہ کے بڑے آدمیوں کا ادب کرو۔ جب وہ سامنے آئیں اُن کو سلام کرو۔

جب گھر میں جاؤ سلام کرو۔ بہن بھائیوں کو تنگ مت کرو۔ کسی کی چیز مت لو۔ بڑے بھائی بہن کا ادب کرو۔ چھوٹے بہن بھائی کو کھلاؤ مگر رولاؤ نہیں اُن کو محبّت سے رکھو۔

پڑوس کے بچّوں کو بُرا بھلا مت کہو۔ گالی مت دو۔ گالی دینا بُری بات ہے۔ شریف بچّے گالیاں نہیں دیتے۔

معلّم صاحب بچّوں سے بار بار کہلوائیں۔

اچھا بچّہ۔ با ادب ہوتا ہے۔ بڑوں کا ادب کرتا ہے۔ ماں باپ کا کہنا مانتا ہے۔ بہن بھائیوں کو تنگ نہیں کرتا۔ کسی کی چیز نہیں چھینتا۔ کسی کو گالی نہیں دیتا۔

سوالات

مسلمان کیسا ہوتا ہے ؟
مسلمان کیا نہیں کرتا ؟
ماں باپ کے ساتھ کیا کرنا چاہیئے ؟
سب سے بڑے گناہ کیا ہیں ؟
اُستاد کا ادب کتنا کریں ؟
اچھا بچّہ کیسا ہوتا ہے۔ ؟
اچھا بچّہ کیا نہیں کرتا ؟
استاد کا کیوں ادب کریں ؟
بڑوں کے ساتھ کیا کریں ؟
چھوٹوں کے ساتھ کیا کرنا چاہیئے ؟

(۷)

تہذیب

رہن سہن اور آدابِ مجلس

اسلام ایک مکمّل مذہب ہے۔ اُس نے جس طرح عبادات اور اخلاق کی تعلیم دی ہے ایسے ہی زندگی کے ہر شعبہ میں اس کی تعلیمات موجود ہیں انھیں تعلیمات کے مجموعہ کا نام "تہذیب اسلام" ہے۔ ہر ایک ماں باپ اور ہر ایک مشفق اُستاد کا فرض ہے کہ وہ بچّوں کو اسلامی

تہذیب سے مہذّب اور مزیّن کرے۔

رہن سہن۔ یعنی معاشرت کے آداب اور آدابِ مجلس تفصیل کے ساتھ پیش کرنے کا یہ موقع نہیں ہے۔ پہلے درجہ کے بچّے اس تفصیل کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ابتدا میں تو ایک معلّمِ خیر کا یہ فرض ہے کہ بچّوں کو سلام[1] کا عادی بنائیے۔

آپ دو بچّوں کو کھڑا کر کے سلام کی مشق اس طرح کرائیے کہ

ایک بچّہ کہے۔ السّلام علیکم۔

دوسرا بچّہ جواب دے۔ وعلیکم السّلام[2] ورحمۃ اللہ

پہلا بچّہ۔ مزاج شریف۔

دوسرا بچّہ۔ الحمد للہ۔

---

[1] احادیث میں سلام کی بہت تاکید آئی ہے۔ ایک موقع پر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی تعریف ہی یہ فرمائی ہے۔ غریبوں کو کھانا کھلانا۔ سلام کو رواج دینا اور ایسے وقت نماز پڑھنا کہ لوگ سو رہے ہوں (یعنی نماز تہجد ادا کرنا) (ترمذی شریف)
اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اہمیت غریبوں کو کھلانے اور اخیر وقت میں نماز تہجد کو حاصل ہے۔ وہی اہمیت سلام کو بھی حاصل ہے۔

[2] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ جب تم کو سلام کیا جائے تو اس کا جواب اس سے بہتر دو ورنہ اس جیسا ہی جواب دیدو۔ اس بنا پر علماء کرام کا فیصلہ ہے کہ سلام کا جواب دینا واجب ہے اور مستحب یہ ہے کہ فقط وعلیکم السّلام نہ کہا جائے۔ بلکہ رحمۃ اللہ و برکاتہٗ، ومغفرتہٗ کا بھی اضافہ کر دیا جائے۔ محمّد میاں،۔

آپ بچّوں کو اس کا عادی بنائیے کہ جب وہ مکتب میں آئیں تو سلام کریں۔ جب وہ مکتب سے جائیں تب سلام کریں۔ گھر میں پہنچیں تو سب کو سلام کریں۔ جب گھر سے آئیں تو سلام کرکے آئیں۔ راستہ میں جس سے ملیں سلام کریں۔

آپ بچّوں کو اس کا عادی بنائیے کہ مکتب سے جب وہ جائیں تو اجازت لے کر جائیں اور جب کسی کے مکان میں جائیں تو سلام اور اجازت لے کر داخل ہوں۔ جب وہ رخصت ہوں تو اوّل اجازت لیں پھر سلام کرکے رخصت ہوں۔

آپ بچّوں سے نیچے لکھے ہوئے جملے پڑھوائیے۔ اور بار بار کہلوائیے۔

مسلمان بچّہ با ادب ہوتا ہے۔ وہ ہر ایک کو سلام کرتا ہے۔ جب مکتب میں آتا ہے، سب کو سلام کرتا ہے جب مکتب سے جاتا ہے تو پہلے اجازت لیتا ہے۔ پھر سلام کرتا ہے۔ گھر میں پہنچتا ہے تو سب کو سلام کرتا ہے۔ کسی کے گھر جاتا ہے تو پہلے اجازت لیتا ہے پھر سلام کرتا ہے۔ جب واپس ہوتا ہے تو پہلے اجازت لیتا ہے۔ پھر سلام کرتا ہے۔

سلام کا عادی بنانے کے ساتھ آپ اس کا عادی بنائیے کہ

(۱) پکارنے پر ادب سے جواب دیں۔ مثلاً جی یا جناب

کہہ کر جواب دیں۔

(۲) گفتگو میں مہذّب الفاظ استعمال کریں۔ مثلاً تشریف لائیے۔ تشریف رکھئے۔ فرمایئے۔ آپ کا اسمِ گرامی۔ جناب کا مزاج شریف۔ جناب کا دولت خانہ وغیرہ۔

(۳) جب کوئی شخص کچھ کام کر دے تو اسکو "جزاک اللہ" کہیں مثلاً کسی نے پانی پلایا تو اس کو "جزاک اللہ" کہیں۔

(۴) آپس میں گفتگو کے وقت دوسرے کی بات نہ کاٹیں۔ کوئی ایسی بات نہ کہیں جو تہذیب اور شائستگی سے گری ہوئی ہو۔

(۵) شور شغب اور فضول باتیں نہ کریں۔

کھانے پینے کے آداب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ نے کھانے پینے کے جن آداب کی تعلیم دی ہے اُن کو دوسری کتابوں میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ معلّم صاحب ابتدا میں بچوں کو چند چیزیں بتا دیں۔ مثلاً

کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئیں۔

جب کھانا شروع کریں تو "بسم اللہ" کہیں۔

دہنے ہاتھ سے کھائیں۔ اپنی طرف سے کھائیں۔ پلیٹ کے بیچ میں سے سالن نہ لگائیں۔ چھوٹا لقمہ لیں۔ خوب چبائیں۔ چبانے کے وقت چپڑ چپڑ نہ کریں یعنی اس طرح نہ چبائیں کہ آواز ہو۔ انگلیاں سالن میں نہ سانیں۔

کھانا زیادہ نہ کھائیں۔ جب بھوک لگے تب کھائیں۔

کوئی دوسرا بچہ آجائے تو اُس کو بھی ساتھ کھانے کیلئے بلائیں

اگر کوئی کھانا کھا رہا ہو تو اس کو نہ تکیں۔

جب کھانا کھا چکیں تو "الحمد للہ" کہیں۔ پھر ہاتھ دھوئیں۔

کلّی کریں اور مسواک کریں۔

پانی پیتے وقت بیٹھ جائیں۔ اطمینان سے پانی پئیں۔ دہنے ہاتھ میں برتن سنبھالیں۔ جب پانی پینا شروع کریں تو "بسم اللہ" کہیں۔ تین دفعہ کرکے پانی پئیں۔ سانس لینا ہو تو برتن کو مونھ سے ہٹا کر سانس لیں۔ پھر پانی پئیں۔ جب پانی پی چکیں تو کہیں "الحمد للہ" اگر کسی نے پانی لاکر دیا ہے تو اُس سے کہیں "جزاک اللہ"

قوتِ گویائی

اپنے الفاظ میں مفہوم ادا کرنا

پہلے سال میں قوتِ گویائی اور اظہار مافی الضمیر کی بھی پہلی منزل طے کرائی جائے۔

جس کی صورتیں یہ ہیں۔

(۱) مشق کے دلچسپ طریقے، بچوں کو کام میں لگائے رکھنے

کے طریقے۔ تعلیمی کھیل، جو پہلے بیان کئے گئے ہیں یا تعلیمی کارڈ۔
کے باب میں آگے درج ہیں۔

پاکی ،صفائی - اخلاق اور تہذیب وغیرہ کے سلسلہ میں جو
بہت سے سوالات تحریر کئے گئے ہیں۔ اُستاد بچّوں سے یہ سوالات
کریں اور بچّے جواب دیں۔

بچّے آپس میں بطور مکالمہ یہ سوالات کریں اور جواب دیں۔
اس طرح قوتِ گویائی یعنی دل کی بات زبان سے ادا کرنے کی قوت
پیدا ہو گی۔

(۲) دینی تعلیم کے پہلے رسالہ میں سبقوں کے خاتمہ پر سوالات
لکھے گئے ہیں اُستاد وہ سوالات بچّوں سے حل کرائیں یا بچّے آپس
میں ایک دوسرے سے دریافت کریں اور جواب دیں۔

اس طرح اظہارِ مافی الضمیر۔ کی طاقت پیدا ہو گی جو خطابت
اور قوتِ گویائی کی پہلی منزل ہو گی۔ البتہ یہ ضرور خیال رکھا جائے
کہ بچّوں کے جواب دینے کا طریقہ ایسا ہو جیسا کسی سوچی سمجھی بات
بیان کرنے کا ہوتا ہے۔ طوطے کی رٹ نہ ہو کہ بلا سوچے سمجھے لکھے
ہوئے الفاظ سُنا دیئے جائیں۔

(۳) اس کی بھی کوشش کی جائے کہ مجمع میں بول سکنے کا حوصلہ
پیدا ہو۔ اُس کی صورت یہ ہے کہ ہفتہ واری جلسہ میں درجۂ اوّل کے
کسی بچّہ سے کوئی سورت پڑھوائی جائے۔

دینی تعلیم کے رسالہ میں کئی نظمیں ہیں اُن میں سے کوئی نظم پڑھوائی جائے۔ اگر حفظ یاد نہ ہو تو ایک دو مرتبہ کتاب دیکھ کر پڑھوائی جائے۔

ضروری اطلاع مکتب یا مدرسہ کے ہفتہ واری جلسوں کا طریقہ اُن کے پروگرام، اُن کے لئے مضامین وغیرہ رسالہ "طریقہ تقریر" میں تفصیل کے ساتھ درج کر دیئے گئے ہیں۔ اُستاد صاحبان اور مدارس و مکاتب کے ذمّہ دار حضرات "طریقۂ تقریر" کے دونوں حصّے ملاحظہ فرما کر اپنے مکتب و مدرسہ میں اُن کو رائج فرمائیں

قوتِ گویائی اور تقریر کی مشق کے علاوہ ان رسالوں کا مقصود یہ بھی ہے کہ اسلامی عقائد اور عبادات وغیرہ سے متعلق دلائل۔ آسان اور عام فہم انداز میں بچّوں کے ذہن نشین ہوں اور اُنکے دماغ ابتدا ہی سے دینی اصول پر غور و فکر اور دینی تربیت کے سانچوں میں ڈھلنے شروع ہو جائیں۔ (واللہ الموفق وھو المستعان)

درجۂ دوم

مقاصد :- • عقائدِ اسلام سے اجمالی واقفیت
• وضو اور نماز سے واقفیت اور اُن پر عمل
• صاف ستھرا رہنے کا احساس -
• بڑوں کا ادب - خدا کی مخلوق پر رحم - زبان کی حفاظت اور سچائی کی خوبی کا احساس -
• مجلس میں یا کسی بھی جگہ ملاقات اور بات چیت میں ادب و تہذیب کا احساس -
• اُردو رواں پڑھ سکنا - اور جملے لکھ سکنا -

تعلیم و تربیت کی کامیابی یہ ہے کہ اس سال بچّہ میں مذکورہ بالا صلاحیتیں پیدا ہو جائیں -

نصاب

قرآن شریف	الف :- ناظرہ ب :- حفظ	تصحیح مخارج کے ساتھ چار پارے لم یکن تک -

عقائد :- کلمۂ شہادت حفظ مع ترجمہ و تشریحات

عبادات :- وضو اور نماز کا طریقہ - علمی اور عملی طور پر -

سیرت :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی اور نبوت کا ابتدائی دور -

اخلاق :- خلق خدا پر رحم - سچ اور جھوٹ کی تمیز - سچّائی کی خوبی - جھوٹ کی خرابی -

تھذیب :- بدن - کپڑوں - استعمال کی چیزوں - بیٹھنے اور رہنے کی جگہ کی صفائی - مسواک کے فوائد - مجلسی آداب ملاقات اور بات چیت کے آداب اچھے اور بُرے کھیل -

طریقۂ تعلیم و تربیت

(۱) سبق کا ایک ایک لفظ تختۂ سیاہ ورنہ سلیٹ پر لکھتے رہیئے - اور بچّوں سے کہلواتے رہیئے - پھر پُورا جملہ ملا کر کہلوایئے اس کے بعد کتاب سے ملا کر کہلوایئے -

(۲) مشق کے لئے دلچسپ صورتیں تجویز کیجیئے جن میں بچّوں کا خواہ مخواہ دل لگے - مثلاً

(الف) تختۂ سیاہ پر ورنہ سلیٹ پر بچّوں کی استعداد کے مطابق الفاظ یا جملے لکھ دیجیئے - پھر کوئی سا ایک لفظ یا جملہ پڑھ کر دریافت کیجیئے کہ بتاؤ یہ لفظ یا جُملہ کہاں ہے - جو پہلے بتائے گا وہ 'میری' کہلائے گا -

(ب) کسی کتاب کا (جس کا خط باریک نہ ہو) ایک صفحہ بچّے کے سامنے رکھ دیجیئے اور بچّہ سے پوچھیئے کہ اس صفحہ میں کونسا

لفظ پڑھ سکتے ہو۔

(ج) کسی کتاب کا جس کا خط باریک نہ ہو ایک صفحہ بچّہ کے سامنے رکھئے اور کوئی لفظ مثلاً "ہے" یا "تھا" معیّن کر کے دریافت کیجئے کہ اس صفحہ میں "ہے" کہاں کہاں آیا ہے۔ کُل کتنی جگہ آیا ہے یا کوئی جملہ پڑھ کر پوچھئے کہاں ہے؟

(د) ایک نا تمام جملہ سلیٹ یا تختۂ سیاہ پر لکھ کر بچّوں سے کہئے کہ ایسا حرف یا لفظ لکھیں جس سے یہ جملہ پورا ہو جائے۔ یا با معنیٰ ہو جائے۔[1]

مثلاً۔ کہا جائے "یہ .... کی کتاب ہے"۔ بچّوں۔ کہا جائے کہ نقطوں کی جگہ کوئی لفظ لکھو جس سے یہ جُملہ با معنی ہو جائے۔ بچّے کسی کا نام لکھیں گے۔

یا مثلاً یہ لکھا جائے "میرا بھائی آج ...."

بچّوں سے کہا جائے کہ نقطوں کی جگہ ایسا لفظ لکھو جس سے یہ جُملہ پُورا ہو جائے۔ بچّے لکھیں گے "آیا ہے" یا "گیا ہے"۔

(ﮦ) استاد بچّوں سے کہیں میں سبق پڑھتا ہوں تم سنو اور میری غلطی نکالو۔ پھر اُستاذ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا جائے درمیان میں کوئی لفظ غلط پڑھ جائے یا چھوڑ دے۔ بچّے فوراً ٹوکیں کہ غلط پڑھا ہے یا چھوڑ دیا ہے۔

---

[1] ایسی کاپی سلپ آپ الجمعیۃ بکڈپو دہلی ۶ سے طلب فرمایئے۔

(۳) لکھائی کے لئے اس سال کے شروع میں پہلے سال کا طریقہ ہی اختیار کیجئے یعنی تختۂ سیاہ پر چاک سے یا سلیٹ پر موٹی پنسل سے لفظ اور چھوٹے چھوٹے جملے کھلے کھلے لکھ دیجئے اور بچوں سے کہئے کہ تختی پر اس کی نقل کریں آپ لکھنے کے وقت بچوں کو سمجھاتے رہیں کہ قلم کس طرح پکڑا جائے اور اس کی گردش کس طرح ہو۔

(۴) بچے کچھ ترقی کر جائیں تو کاپی سلپ سے مشق کرائیے لیکن کاپی سلپ وہ منتخب کیجئے جس میں دینی عقائد یا اخلاق و تہذیب سے متعلق آسان[۱] جملے ہوں۔

حرفوں کے چھوٹے بڑے خاندان اور اُن کی خصلتیں

اُردو عربی رسم خط میں ہر جگہ پورے پورے حرف نہیں آتے بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حرفوں کے ٹکڑوں سے کام لیا جاتا ہے۔ مثلاً پورا (ن) لکھنے کے بجائے ایک دندانہ بنا کر اُس پر نقطہ لگا دیا جاتا ہے اور اُس کو (ن) پڑھا جاتا ہے۔ تو اس سے اگرچہ وقت اور کاغذ دونوں کی بچت ہوتی ہے اور ایک طرح (شارٹ ہینڈ) مختصر نویسی کی سہولت میسّر آجاتی ہے کہ تھوڑے سے وقت اور تھوڑی سی جگہ میں بہت زیادہ لکھا جا سکتا ہے مگر ابتدا میں یہ بات یاد رکھنی بہت ہی مشکل

---

[۱] ایسی کاپی سلپ آپ الجمعیۃ بک ڈپو دہلی سے طلب فرمائیے۔

ہوتی ہے کہ کونسا حرف کٹے گا کونسا نہیں کٹے گا۔ اور جو حرف کٹنے والے ہیں وہ کہاں کٹیں گے کہاں نہیں کٹیں گے۔

ایک گُر یہ دشواری ایک معمولی گُر سے حل ہو جاتی ہے۔ یہ ہمارے کرم فرما۔ جامعہ ملّیہ کے پُرانے اُستاد۔ عبدالغفار صاحب مدھولی کا عطیہ[1] ہے جو علمی ہدیہ کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ تاکہ اساتذہ اور معلم صاحبان اس سے فائدہ اُٹھا سکیں اور بچّوں کو بھی سہولت اور آسانی میسر آجائے۔

تشریح اور طریقہ تعلیم اُستاد صاحبان ایک کہانی کے طور پر بچّوں کو سمجھائیں کہ جب یہ حرف جنم لے رہے تھے تو اُسی وقت قدرتی طور پر دو خاندانوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ ایک خاندان کے حرف کم ہیں مگر وہ اپنے غرور۔ تکبّر اور تنہا پسندی میں بڑھے ہوئے ہیں اور اس لئے وہ اپنے آپ کو بڑے خاندان کا فرد سمجھتے ہیں اور دوسرے خاندان کے افراد زیادہ ہیں مگر نہایت مسکین طبع۔ ملنسار۔ ایک دوسرے کے ہمدرد اور ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنے والے۔ صرف اتنا چاہتے ہیں کہ اگر اُن کو جگہ مل جائے تو وہ پھیل جائیں اور جگہ نہ ملے تو وہ سکڑ سکتے ہیں۔

---

[1] جنوری ۱۹۵۷ء میں دینی تربیتی مرکز جمعیۃ علماء ہند کی جماعت کو خطاب کرتے ہوئے مدھولی صاحب نے ایک تقریر فرمائی تھی جو روزنامہ الجمعیۃ میں بھی شائع کرا دی گئی تھی یہاں اسی تقریر کے اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں۔

حتیٰ کہ صرف اپنے چہرے کو باقی رکھ کر باقی تمام بدن کو بھی کہیں الگ ڈال سکتے ہیں۔

پُورا حرف پُورا جسم مانا جاتا ہے اور اس کا چہرہ وہ ہے جس سے اس کو پہچانا جا سکے۔

مثلاً ج کا پُورا جسم یہ ہے جس میں نیچے دامن بھی پھیلا ہوا ہے اور اس کا چہرہ صرف جـ ہے۔ اب بطور اختصار یہ خیال فرمائیے کہ بڑے خاندان کے حروف کی دُو عادتیں ہیں اور ایسے ہی دُو عادتیں چھوٹے خاندان کے حروف کی بھی ہیں۔ مگر وہ بالکل اُلٹ ہیں یعنی بڑے خاندان کے حروف کی جو عادتیں ہیں اس کے برعکس چھوٹے خاندان کے حرفوں کی عادتیں ہیں۔

آپ صرف ایک خاندان کی دُو عادتیں ذہن نشین کر لیجئے۔ دوسرے خاندان کی دونوں عادتیں خود بخود ذہن نشین ہو جائیں گی کیونکہ وہ اُس کی اُلٹ ہیں۔

بڑے خاندان کے حروف کی عادتیں یہ ہیں:-

(۱) ہمیشہ پُورے لکھے جائیں۔

(۲) ہمیشہ الگ رہیں۔

یعنی اُن کا فخر و غرور اس کی اجازت نہیں دیتا کہ کسی کے ساتھ رہیں۔ کسی کے ہم آغوش و ہم کنار ہوں وہ یہاں تک تنہا پسند ہیں

کہ ہر ایک اپنی کوٹھی الگ بناتا ہے۔

اُن کی خود غرضی یہاں تک بڑھی ہوئی ہے کہ وہ پیچھے والے حرف کا سہارا تو لیتے ہیں مگر اپنے آگے کسی کو برداشت نہیں کرسکتے اگر کوئی آنا بھی چاہے تو ٹھوکر مار کر الگ کردیتے ہیں۔

یعنی اپنے سوا سب حرفوں کو وہ اپنا خادم سمجھتے ہیں کہ پیچھے اگر رہیں تو اُس پر کمر تو لگا لیتے ہیں۔ سہارا لینے کے لئے اس پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں۔ لیکن آگے اگر کوئی آئے یہاں تک کہ خود اُن کے خاندان کا بھی کوئی حرف اگر آئے تو اس کو بھی ایسے ہی غرور اور تکبّر سے وہ دھکیل دیتے ہیں۔

چھوٹے خاندان والے حروف کی عادتیں

پہلی دونوں عادتوں کے برعکس ہیں:۔

(۱) یعنی پُورا لکھنا ضروری نہیں کوئی بھی حصّہ آجائے تو اس پر صبر کرلیتے ہیں۔

(۲) الگ رہنے کے بجائے مِل جُل کر اور ایک دوسرے سے ہم کنار و ہم آغوش ہو کر رہتے ہیں۔ صرف چہرہ آجائے تو اُسی پر راضی ہوجاتے ہیں۔ البتہ اگر کنارہ مل جائے تو پھیل کر پوری جسم کا لانا اپنا جائز اور قانونی حق سمجھتے ہیں۔

اب آئیے اِن دونوں خاندانوں کے افراد سے تعارف کرائیں مگر ایک خاص مصلحت سے ہم بڑے خاندان کے افراد کو دو[۲] خانوں میں

تقسیم کئے دیتے ہیں۔ پہلے ان کو بغور ملاحظہ فرما لیجئے۔ پھر مصلحت بھی بیان کردی جائے گی۔

تعارف کے لئے بھی آپ لفظ "اردو" ذہن نشین کیجئے۔ اور یہیں سے تعارف شروع کیجئے۔

بڑے خاندان کے حروف

خانہ (۱)	خانہ (۲)
ا ر د و اور پھر اُن کے ہم شکل یعنی ڑ ز ژ ۔ ڈ ذ ہ کو بھی انہیں میں شامل کرلیجئے	ط ظ بھ پھ چھ تھ وغیرہ

ان کے علاوہ باقی سب حروف چھوٹے خاندان کے حروف ہیں۔ دیکھئے شناخت کیجئے۔

ب پ ت ٹ ث ج چ ح خ ۔ س

ش ص ض ع غ ف ق ک گ ل

م ن ہ ی

اب کوئی لفظ پیش کیجئے اور ان حرفوں کی خاندانی عادتوں کا تجربہ کرلیجئے۔ مثلاً

(۱) **شبنم** - اس میں سب چھوٹے خاندان کے حروف ہیں جنھوں نے صرف اپنے چہروں کے آنے پر رضامندی دیدی باقی جسم اُن کے کاٹ دیئے گئے - البتہ م کو کنارہ مل گیا تو اُس نے اپنا جسم باقی رکھا اور خالی جگہ میں پھیل گیا -

(۲) **برتن** - یہاں بڑے خاندان کا را تھا - اس نے بحیثیت خادم ب کو پیچھے تو لے لیا مگر ت جو آگے آرہا تھا اُس کو جھڑک کر الگ کردیا -

باقی حروف چھوٹے خاندان کے ہیں وہ صرف اپنے چہروں کی نمائش میں راضی ہو گئے البتہ حسنِ اتفاق کہ ن کو کنارہ مل گیا وہ پھیل پڑا -

(۳) **خرگوش** - یہاں ر اور و بڑے خاندان کے حرف ہیں - انھوں نے اپنے تابع میں تو خ اور گ کو لے لیا مگر ش آگے آرہا تھا اُس کو ٹھوکر مار کر الگ کردیا - لیکن را کی ناراضی ش کو مبارک ہوئی اُس کو کنارہ مل گیا وہ پُورا پھیل پڑا اور خدا کا شکر ادا کیا - تم روٹھے ہم چھوٹے -

(۴) **ادرک اُردو** - اُن میں آپ بڑے خاندان کے حروف کی خصلتیں ملاحظہ فرمایئے - پوُری طرح نمودار ہیں - سب حروف بڑے خاندان کے ہیں تو سب الگ الگ - نہ ملنا گوارا - نہ ایک جگہ رہنا پسند - اور یہاں ایک دوسرے کو تابع بھی نہیں بنا سکتا

لہٰذا نہ کوئی پیچھے سے مل سکا نہ آگے سے۔

بڑے خاندان کے دوسرے خانے کے حروف

البتہ بڑے خاندان کے دوسرے خانے کے حروف میں اتنی سنجیدگی اور اتنی برداشت ضرور ہے کہ اپنے بعد بھی لفظ کو ملا لیتے ہیں ٹھوکر مار کر جُدا نہیں کرتے البتہ اس کے لئے کبھی آمادہ نہیں ہوتے کہ اپنے جسم کا کوئی حصہ گھٹا دیں۔ جہاں بھی تشریف فرما ہوں گے پُورے جسم۔ پُورے شکم مبارک اور پُوری کلغی کے ساتھ۔ مثلاً طمنچہ ۔ ط کا تعلق بڑے خاندان کے دوسرے خانہ سے ہے۔ اُس نے گھٹنا تو پسند نہیں کیا۔ البتہ بعد کے چھوٹے بھائیوں کو ملا لیا اور اُن کو ساتھ بیٹھنے کی اجازت دیدی۔

ایسے ہی طبلق۔ ظلوم۔ ظلمت وغیرہ۔

خلاصہ

بڑے خاندان کے پہلے خانہ کے حروف

ا ر د و ۔ ڑ ز ژ ۔ ڈ ۔ ذ

عَادتیں :۔ چھوٹے خاندان کا کوئی حرف پیچھے آجائے تو اس پر تکیہ ضرور لگا لیتے ہیں۔ مگر اپنے بعد کسی کو گوارا نہیں کرتے اور یہ تو کسی حال میں بھی گوارا نہیں کہ اُن کے جسم میں کوئی فرق

آجائے۔ جہاں تشریف رکھتے ہیں پورے جسم اور پورے ڈیل ڈول کے ساتھ۔

بڑے خاندان کے دوسرے خانے کے حروف (ط ظ)

عادتیں :- اس پر اصرار رہتا ہے کہ جسم میں کوئی کمی نہ آئے جسم کا کوئی حصہ جدا کرنا منظور نہیں خواہ خود ختم ہوجائیں۔ مگراتنی نرمی ضرور ہے کہ بعد کے حروف کو پاس بیٹھنے کی اجازت دیدیتے ہیں۔ اگر وہ پاس بیٹھنا اور ملنا چاہے (یعنی اگر چھوٹے خاندان کا حرف ہو) کیونکہ بڑے خاندان کا حرف تو پاس بیٹھنا گوارا ہی نہیں کریگا

چھوٹے خاندان کے حروف

عادتیں :- مل جل کر رہتے ہیں۔ صرف چہرے کی نمائش پر راضی ہوجاتے ہیں۔ البتہ اگر کنارہ مل جائے تو پورا جسم لے آتے ہیں۔

لکھائی کے متعلق ضروری ہدایتیں

اس درجہ میں بچوں کو لکھائی شروع کرائی جائے۔

یہ بات تو اب بھی کہی جاتی ہے کہ "حسن الخط من حسن الخط" یعنی خط کا پاکیزہ ہونا بھی خوش نصیبی ہے" مگر عملی طور پر حُسنِ خط کی وہ اہمیت باقی نہیں رہی جو پہلے تھی اور ٹائپ کا رواج کچھ اور بڑھ جائے تو شاید اتنی اہمیت بھی باقی نہ رہے مگر یہ

درحقیقت بدقسمتی ہوگی کہ ہم مشین کے اتنے محتاج ہوجائیں کہ علم و فضل کے زیور (تحریر) کو کھو بیٹھیں ۔ ترقی ٹائپ کے دور میں بھی اتنا تو ضرور ہونا چاہیئے کہ ہماری لکھائی میں صفائی اور تیزی کر ساتھ حروف میں یکسانیت اور ہمواری قائم رہے اور الفاظ کے درمیان مناسب فاصلہ رکھنے کا ڈھنگ آجائے ۔ بہرحال لکھائی اور خط کو بہتر بنانے کی کوشش تعلیم کا اہم جز ہے جو کسی طرح نظرانداز نہیں کیا جاسکتا ۔ البتہ لکھائی سکھانے کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل اقتباس ضرور پیش نظر رہنے چاہیئں ۔

(۱) لکھنے کا عمل، بیٹھنے کا ڈھنگ، ہاتھ کے پٹھوں انگلیوں اور بازوؤں کے نچلے حصّے کی حرکت پر منحصر ہے ۔ بیٹھنے کے طریقہ پر توجہ نہ دینے سے بہت بڑا جسمانی نقصان ہو سکتا ہے ۔ خراب نشست سی ریڑھ کی ہڈی ترچھی اور بینائی کمزور ہو جاتی ہے ۔ لکھائی کے وقت بچّوں میں سیدھے بیٹھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے اور لکھنے کی تختی یا کاغذ کو آنکھ سے تقریباً ایک فٹ کے فاصلہ پر رکھنا چاہیئے ۔

(۲) لکھنا پڑھنے کے ساتھ ساتھ سکھایا جاسکتا ہے ۔ شروع میں ریت پر انگلی سے یا تختے پر کھریا سے لکھانا چاہیئے ۔ کیونکہ تختی یا کاغذ پر لکھنے میں بہت ہی نازک پٹھوں کا استعمال ہوتا ہے جن پر شروع میں بچّوں کو قابو نہیں ہوتا ۔ وہ قدرتاً اس وقت اس قسم کے باریک کام کے متحمل نہیں ہوسکتے ۔ جب بڑے پٹھوں کے استعمال سے

لکھنے میں کچھ مہارت ہوجائے تو اُستاد تختی یا کاغذ پر حروف کے نقش بنا کردے جن میں بچّہ قلم یا برش سے رنگ بھر کر انگلیوں اور ہاتھ کے نازک پٹھوں کو کام میں لائے۔ بعد ازاں تختی موٹے قلم سے لکھوانا چاہیئے اور سب سے آخر میں کاغذ پر قلم یا پنسل سے لکھنے کی اجازت دینی چاہیئے۔[۱]

(۴) اُستاد صاحبان جب دوسرے سال کے شروع میں بچّوں کو دینی تعلیم کا رسالہ [۲] (مرتب و منظور کردہ جمعیۃ علماء ہند دینی تعلیمی بورڈ) پڑھانا شروع کریں تو وہ خود رسالہ [۳] ملاحظہ فرمالیں اور اس کے مضامین ذہن نشین کرکے فرصت کے وقت بچّوں کو زبانی بتاتے رہیں اور اُن پر پابندی کے ساتھ عمل کراتے رہیں۔ تاکہ شروع سال سے ہی تربیت بھی ہوتی رہے اور جب بچّہ [۳] شروع کرے تو عمل میں پختگی پیدا ہو اور سبقوں کے سمجھنے۔ یاد کرنے اور اُن کی یاد کو ہمیشہ کیلئے محفوظ رکھنے میں بھی سہولت میسّر آئے۔

(۵) مکتب کے ہفتہ واری جلسہ میں اس درجہ کے بچّے سے رسالہ [۱] کی کوئی نظم یا [۳] کا کوئی مضمون پڑھوایا جائے یا مکالمہ کرایا جائے تفصیل طریقۂ تقریر [۱] میں ملاحظہ فرمایئے۔

(۶) درجۂ اوّل کے طریقۂ تعلیم کے تحت قوتِ گویائی کے متعلّق جو باتیں لکھی گئی ہیں اُن کا اجراء کرایا جائے۔

(۷) بچّہ کی عمر سات سال ہوچکی ہے۔ اس کو نماز کا عادی بنایئے۔

---

[۱] ہم کیسے پڑھائیں ص۲۳ ڈاکٹر سلامت اللہ صاحب۔

درجۂ سوم

مقاصد

- عقائدِ اسلام کی کسی قدر تفصیل۔
- نماز کی عادت
- دوسروں کے حقوق اور اپنی ذمہ داریوں کا ابتدائی تصوّر۔
- ادب اور تہذیب کے لحاظ سے سلیقہ مندی
- نوشت و خواند کا مناسب سلیقہ

اس سال بچّہ میں مندرجہ بالا خصوصیات پیدا کرائی جائیں۔

نصاب

قرآن حکیم
ناظرہ :- تصحیح مخارج کے ساتھ ۱۵ پارے مکمّل
حفظ :- نصف پارہ عم

عقائد :- ایمان مفصل مع تشریحات

عبادات :- وضو۔ غسل اور نماز کے ضروری احکام۔

سیرت :- مکّہ معظمہ کی زندگی۔ ہجرت اور وجوہات ہجرت

اخلاق :- حقوق۔ خدمتِ خلق کی صورتیں۔ بزرگوں کا ادب واحترام۔ حسن سلوک۔ ایفاءِ عہد۔ کفِّ لسان (بُری باتوں سے زبان روکنا)

تھذیب :- آدابِ ملاقات - بات چیت کے آداب - مجلسی آداب - کھانے پینے کے آداب -

اُردو :- املا کی مشق اور غیر درسی آسان کتابوں کا مطالعہ -

طریقۂ تعلیم

(۱) بچّے اپنا سبق کتاب میں رواں پڑھ سکیں گے لہٰذا تختۂ سیاہ یا سلیٹ پر لکھنے کی ضرورت نہیں ہے - البتّہ مشکل الفاظ، اور اُن کا ترجمہ تختۂ سیاہ پر لکھ دیا جائے - بچّے اُن کو اپنی کاپیوں میں نقل کرلیں یا تختۂ سیاہ پر ہی یاد کرلیں -

(۲) سبق کے مناسب کچھ اور باتیں بھی جو اُستاد صاحبان کو یاد ہوں یا حاشیہ سے معلوم ہوں بچّوں کو سمجھا دیں - تاکہ اُن کے ذہن آشنا ہو جائیں ایسی باتوں کو رٹوانے کی کوشش بچّوں کے لئے غیر مناسب بار ہو گی -

(۳) اسلامی اخلاق اور تہذیب سے متعلق جو باتیں اس سال پڑھائی جائیں گی (جو دینی تعلیم کے رسالہ ۶ میں بیان کی گئی ہیں) استاد صاحبان اُن کو شروع سال سے ہی زبانی بتاتے رہیں اور بچّوں سے اُن پر عمل کراتے رہیں -

(۴) مضامین کو ذہن نشین کرانے - دماغوں کی دینی تربیت اور قوتِ گویائی پیدا کرنے کیلئے اُن ہدایات پر عمل کیا جائے جو رسالہ

طریقۂ تقریر حصّہ اوّل میں تیسری جماعت کے زیرِ عنوان بیان کی گئی ہیں

(۵) بچوّں کو پابندیٔ نماز با جماعت کا عادی بنایا جائے۔

(۶) املا کے سلسلہ میں حرفوں کی برادری کا سسٹم سمجھانا دلچسپ بھی ہوگا اور مفید بھی۔ اس کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔

درجۂ چہارم و پنجم

مقاصد:-
- عقائدِ اسلام کے دلائل اور شکوک و شبہات کا ازالہ
- پنج وقتہ نماز با جماعت کی عادت۔
- فطری جذبات۔ مثلاً پریم و محبّت یا بغض و عداوت کو قابو میں رکھنے اور اُن کو صحیح طور پر کام میں لانے کا تصور اور اس پر عمل کی کوشش۔
- حقیقی معنے میں اسلامی تہذیب سے واقفیت اور اُس پر عمل کی کوشش۔
- خطوط نویسی

اُستاد صاحبان کا نظریہ اور عزم یہ ہونا چاہئے کہ ان دو سالوں میں امورِ مندرجہ بالا کی علمی اور عملی صلاحیتیں بچوّں میں زیادہ سے زیادہ نمودار ہو جائیں۔

نصاب

قرآن حکیم

ناظرہ :- پورا قرآن شریف ناظرہ اور دَور- کم سے کم دو مرتبہ-

حفظ :- پارہ عم-

تجوید :- مختصر ضروری قواعد کی تعلیم بذریعہ کتاب

عقائد — مفصل عقائد مع ذہنی تقریبات و عقلی دلائل

عبادات — وضو- غسل- نماز- جماعت وغیرہ کے مفصل احکام-

سیرت — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی- غزوات وفتوحات-

تاریخ — خلافت اور خلفاء راشدین کے حالات-

اخلاق — اتحاد و اتفاق اور اجتماعی زندگی کے مناسب اخلاق، انسانی شرف و عظمت کا تصور- انسانی اُخوت- نوعِ انسان سے ہمدردی- صبر و شکر اور اعتماد علی اللہ سے متعلق اسلامی تعلیمات- اخلاقِ رذیلہ کی قباحتیں اور انفرادی یا اجتماعی زندگی کے لئے اُن کے مُضر اور نقصان رساں اثرات-

تہذیب — خوراک و پوشاک- وضع قطع- بود و باش- انفرادی یا اجتماعی زندگی کے آداب وغیرہ سے متعلق اسلامی تعلیمات-

اُردو ـــــ خطوط نویسی اور اُن کی مشق ۔ تحریر میں حسن و خوبی اور روانی ۔ چند غیر درسی کتابوں کا مطالعہ ۔

خطابت ــــ یعنی قوتِ گویائی ۔ ملاحظہ ہو طریقہ تقریر حصّہ اوّل و حصّہ دوم ۔

تنظیم نظمِ مدرسہ و تنظیم مکاتب

بوسیدہ عمارتیں زیادہ عرصہ تک نہیں رہ سکتیں۔ طوفانی بارشیں اُن کا نام و نشان تک مٹا دیتی ہیں (معاذاللہ) ہمارے مکتبوں اور اسلامی[1] مدرسوں کو بوسیدہ عمارت نہ ہونا چاہیئے۔

اگر ہم کسی مدرسہ یا مکتب کی کوئی ذمہ داری لئے ہوئے ہیں تو ملّت کی طرف سے امانت کا ایک بار ہم نے اپنے کاندھوں پر اُٹھا رکھا ہے۔ ہماری قوتِ ادراک ایسی معطل اور مفلوج نہ ہونی چاہیئے کہ ہمیں اس بارِ گراں کا احساس بھی نہ ہو (معاذاللہ)

بچّوں کا وقت بہت ہی قیمتی سرمایہ ہے۔ بخل کے متعلق آپ کی رائے کچھ بھی ہو۔ مگر اس سرمایہ کے بارے میں ہمیں پورا بخیل ہونا چاہیے بہت ہی سوچ سمجھ کر پوری جزرسی اور کفایت شعاری کے ساتھ اس سرمایہ کو خرچ کرنا چاہیئے اور بہتر سے بہتر کاموں میں خرچ کرنا چاہیئے تاکہ ہمارا مستقبل درست ہو کیونکہ بچّوں کا مستقبل خود ہمارا مستقبل ہماری ملت، ہماری قوم اور ملک کا مستقبل ہے۔

---

[1] کمال اتاترک کے زمانہ کی ترکی حکومت اور بالشویک حکومت کی تاریخ سے سبق لینا ضروری ہے جنھوں نے اسلامی مدارس و مکاتب کے نام تک مٹا ڈالے تھے اور اب تو غالباً اُن پر ماتم کرنے والے بھی ختم ہو چکے ہیں۔

اصلاح نظریہ کی ضرورت

یہ تصور بہت ہی مقدس ہے کہ مسلمان بچّوں کی شخصیت اور اُنکی قابلیت کا سنگِ بنیاد قرآنِ حکیم ہونا چاہیئے۔ مگر اس تقدس کا مطالبہ یہ ہے کہ اس افضل ترین تعلیم میں بچّوں کا وقت نہایت منضبط طور پر پُوری احتیاط سے مشغول رکھا جائے۔

یہ ہمارے لئے قطعًا جائز نہیں کہ ہم کئی سال تک بچّوں کی تعلیم کا پُورا وقت اس تقدس کے بہانے لیتے رہیں اور بچّوں میں کوئی قابلیت پیدا نہ کرسکیں۔ یہ بہت بڑی اور نہایت شرمناک قومی اور ملّی خیانت ہے جس کی سزا بہت سخت ہو گی۔

نظم مدرسہ اور تنظیم مکاتب کا مقصد صرف یہ ہے کہ اوقاتِ عزیز کے قیمتی سرمایہ کی پُوری قدر کی جائے اور زیادہ سے زیادہ مفید کاموں میں اس کو صرف کیا جائے۔ پس سب سے پہلا کام یہ ہوگا کہ:-

نصاب

تعلیم مدرسہ کا ایک نصاب معین ہو یعنی یہ نصب العین طے کرکے کہ اوقاتِ تعلیم کا کوئی ایک لمحہ بھی بیکار نہ جائے (ایک ایک منٹ ایسے کاموں میں صرف ہو جن سے۔ بچّوں کی شخصیت اور اُن کی قابلیت کی تعمیر دینی لحاظ سے بھی مضبوط ہو اور دنیاوی لحاظ سے بھی مستحکم ہو) ہم غور کریں۔

۱ • ان اوقات میں بچّوں سے کیا کیا کام کرایا جا سکتا ہے۔

۲ • دینی لحاظ سے بچّوں کے لئے کیا تعلیم ضروری ہے۔

۳ ● دنیادی لحاظ سے بچّوں کے لئے کیا تعلیم ضروری ہے۔
اس غور و فکر کے بعد مضامین معیّن کریں۔ مدّتِ تعلیم مقرر کریں تعلیم کے درجات قائم کریں اور اِن سب کا ایک نقشہ بناکر اپنے سامنے رکھیں۔

نقشہ نصاب

پس۔ جتنے درجے بھی مکتب یا مدرسہ میں ہیں۔ ہر درجہ کے نصاب کا ایک نقشہ ہونا چاہئے جو اس درجہ کے اُستاد کے سامنے (آویزاں) رہے۔ جس میں مذکورہ بالا مقصد کے بموجب مضامین کی تشریح و تفصیل کے ساتھ مقدار خواندگی کی بھی تصریح ہو کہ پہلی سہ ماہی میں کتنی تعلیم ہونی چاہئے، دوسری میں کتنی الخ تاکہ خود مدرس و معلم صاحب کو بھی اپنے فرائض کا احساس ہر وقت ہوتا رہے اور جانچنے والوں کو بھی جانچنے اور موازنہ کرنے میں آسانی ہو۔

ان درجہ وار نقشوں کے علاوہ ایک بڑا نقشہ مدرسہ کے تمام درجات کا ہو جس میں تمام درجات کے مضامین اور اُن سے متعلق کتابوں کے نام سال بھر میں مقدار خواندگی وغیرہ کی یکجا تصریح ہو۔

دینی اور دُنیاوی تعلیم

ابتدائی درجات میں دنیاوی تعلیم کا وہی نصاب رکھا جائے جو اس علاقہ میں سرکاری پرائمری اسکولوں کا نصاب[1] ہے۔ البتہ دینی تعلیم کا نصاب آپ کا

[1] سرکاری نصاب کی کسی کتاب میں اگر اسلامی تہذیب کے لحاظ سے کوئی غلط بات ہے تو اسکی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے اور تاوقتیکہ اس کی اصلاح ہو یہ کمزور بات مدرس کے پیشِ نظر رہنی چاہئے تاکہ جب بچے وہ سبق پڑھیں تو مدرس اصلاحی نظریہ بھی بچوں کو سمجھادیں مگر سمجھانے اور بتانے میں اشتعال انگیز رویہ نہ ہو بلکہ نہایت سنجیدہ ترقی پسند عالمانہ انداز ہونا چاہئے۔

طے کردہ ہو۔ جس کی سہولتیں جمعیۃ علماء ہند نے مہیا کی ہیں اور جس کی تفصیل پہلے ابواب میں گذر چکی ہے۔

۲ نقشہ نظام الاوقات (پروگرام) مدرسہ

نقشہ نصاب کی طرح نظام الاوقات (پروگرام) کا بھی ایک نقشہ ضروری ہے سرکاری پرائمری اسکولوں کے پروگرام میں دینیات کا کوئی گھنٹہ نہیں ہوگا۔ آپ کے نظام الاوقات میں دینیات کے گھنٹے بھی ہونگے۔

بہتر ہو کہ آپ گھنٹہ چالیس منٹ کا رکھیں تو کام کے لئے آپ کو ۷ گھنٹے مل جائیں گے۔

اس نقشہ میں ہفتہ کے دنوں کے نام اور اُن کے کام بھی درج ہوں گے۔ کیونکہ بعض مضامین ہفتہ میں متبادل ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ہفتہ میں تین دن جغرافیہ اور تین دن حفظانِ صحت یا اور کوئی مضمون اس نقشہ کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔

(نقشہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے)

نوٹ:۔ تمام نقشوں کے نمونے ایک رسالہ کی شکل میں شائع کر دیئے گئے ہیں۔ اس رسالہ کا نام ہے "دینی تعلیمی تحریک اور دستور العمل۔ قیمت ۵ر ملنے کا پتہ:۔ الجمعیۃ بک ڈپو۔ دہلی ۶

نظام الاوقات درجہ ....

فی گھنٹہ چالیس منٹ

دن / گھنٹہ	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
شنبہ	[illegible]	[illegible]	دینیات	حساب	تفریح	ہندی	تاریخ	لکھائی	جغرافیہ
یکشنبہ	″	″	″	″	″	″	″	″	″
دوشنبہ	″	″	″	″	″	″		″	″
سہ شنبہ	″	″	″	″	″	″	معلوماتِ عامہ	″	حفظانِ صحت
چہارشنبہ	″	″	″	″	″	″	″	″	″
پنجشنبہ	″	″	″	″	جلسہ خطابت		″	″	″
جمعہ	تعطیل								

مدرسہ کی مصلحت۔ بچّوں کی سہولت۔ مدرسین کی مصروفیت کا لحاظ کرتے ہوئے اس نقشہ کو مرتب کیا جائے اور پُوری پابندی کے ساتھ اس پر عمل کرایا جائے۔

۳۔ نقشہ حاضری۔ یا حاضریوں کا چارٹ

روزانہ پہلے گھنٹہ میں لڑکوں کی حاضری لے کر لڑکوں سے گنتی کروائیں اور اُن کے سامنے نقشہ

کی خانہ پُری کیا کریں۔ نمونہ یہ ہے :-

تاریخ	حاضر	غیر حاضر	چھٹی	بیمار	کیفیت
۱					
۲					
۳					
۴					
۵ الخ					

یہ نقشہ سادہ کاغذ پر بنایا جائے پھر سادہ کاغذ کا اوپر کا حصہ لکڑی یا ٹین کے تختہ یا گتہ پر چسپاں کر دیا جائے۔ مہینہ گذرنے پر دوسرے مہینہ کا نقشہ اسی قسم کا بنایا جائے اور اس کا بالائی حصہ پہلے مہینے کے نقشہ کے اوپر کے حصہ پر چسپاں کر دیا جائے۔ باقی حصہ چسپاں نہ کیا جائے تاکہ اُلٹ کر نیچے کا نقشہ دیکھا جا سکے۔ اس طرح سال بھر کے بارہ نقشے اوپر نیچے چسپاں ہو جائیں گے اور رجسٹر حاضری کے علاوہ حاضری اور غیر حاضری طلبہ کا مستقل ریکارڈ سامنے رہے گا۔

۴۔ رجسٹر
ہر مکتب یا مدرسہ میں دو رجسٹر ہونے ضروری ہیں۔
(الف) رجسٹر داخلہ جس کے خانے حسب ذیل ہوں۔
نمبر شمار۔ تاریخ۔ نام۔ ولدیت۔ پورا پتہ۔ عمر۔ کیا تعلیم پائی۔ کہاں

تعلیم پائی۔ کس درجہ میں داخلہ ہوا۔ حلیہ۔ کیفیت متعلق استعداد و خصلت و عادت وغیرہ۔

(ب) رجسٹر حاضری۔ جس میں نمبر شمار اور طلبہ کے نام کے بعد ۳۱ خانے ہوں جن میں حاضری و غیر حاضری رخصت اور بیماری درج کی جاتی رہے۔ آخر میں ایسے خانے ہوں جن میں پورے مہینہ کی حاضریوں اور غیر حاضریوں وغیرہ کی میزان ہو[1]۔

تختہ سیاہ ہر ایک اُستاد اور معلم کا یہ تجربہ ہے کہ قاعدہ میں حرفوں کو دکھا کر رٹوانے سے شناخت پیدا نہیں ہوتی اس کے مقابلہ میں لکھ کر دکھایا جائے اور پھر قاعدہ سے ملا کر بتایا جائے تو شناخت بہت جلد پیدا ہو جاتی ہے اور حرف کی صورت بچّہ کے ذہن و دماغ میں اس طرح نقش ہو جاتی ہے کہ اس کو محفوظ کر لینا بچّہ کے لئے مشکل نہیں ہوتا۔

جب تک بچّہ رواں نہ پڑھنے لگے حرفوں۔ مرکب لفظوں پھر جملوں یا آیتوں کو لکھ کر پڑھانے کی صورت مفید اور سہل ہوتی ہے اور جسقدر زیادہ جلی اور روشن لکھا جائے اتنا ہی بچّہ کو پہچاننا اور اس کا یاد رکھنا آسان ہوتا ہے۔

پس ضروری ہے کہ ہر ایک مکتب و مدرسہ میں اس کا انتظام

---

[1] سہولت کے لئے الجمعیۃ بک ڈپو نے رجسٹر حاضری طبع کرائے ہیں ایک رجسٹر مجلد جس میں ۴۸ صفحات ہیں قیمت ایک روپیہ پچاس نئے پیسے علاوہ محصول ڈاک۔

رہے کہ سبق کے حروف یا لفظ اور جُملے جلی اور روشن لکھ کر بچّوں کو پڑھائے جا سکیں اس کی دو شکلیں ہیں - اوّل : یہ کہ ۴ یا ۵ فٹ لمبا چوڑا تختہ بنوا کر اُس کو سیاہ کر دیا جائے اور اُس پر لکھا جائے اور دُوسری صورت یہ ہے کہ تختہ کے بجائے دیوار کا ایک حصہ سمنٹ سے ہموار کر کے اس کو سیاہ کر دیا جائے اور اُس پر لکھا جائے۔

بہر حال تختہ سیاہ یا دیوار کا ایک حصّہ سیاہ ہونا ضروری ہے لکھنے کے لئے چاک کا انتظام بھی رہنا چاہیے۔ چاک وغیرہ کے خرچ کی ذمّہ داری مکتب اُٹھائے - اُس کا بار اُستاد پر نہ پڑنا چاہیے۔

لکڑی کا چکّر (دائرہ) گھنٹہ کے ڈائل کی طرح لکڑی کا گول تختہ جسکے بیچ میں سوئیں لگی ہوئی ہو - جس کا ذکر مشق کے دلچسپ طریقوں میں گذر چکا ہے اور ایسے ہی حروف شناسی کا دائرہ جس کا نقشہ وغیرہ اسی باب میں پیش کیا جا چکا ہے اور اس قسم کی دوسری چیزیں بھی مکتب یا مدرسہ میں ضرور رکھی جائیں - جن سے بچّوں میں تعلیم سے دل چسپی پیدا ہو اور اُستاد کے کام میں آسانی اور سہولت ہو۔

فریم حساب وغیرہ کیلئے مذکورہ بالا سامان کے علاوہ اور چیزوں کی بھی ضرورت ہے مثلاً ایک فریم جس میں لوہے کے

دس تار یا باریک سلاخیں ہوں اور اُن میں ایک سے لیکر دس تک لٹّو پروئے ہوئے ہوں جیسا کہ عام طور پر سرکاری پرائمری اسکولوں میں ہوتا ہے جس کا نقشہ گذشتہ صفحہ پر دیا گیا ہے۔ یہ لٹّو چینی۔ کانچ۔ لکڑی یا مٹّی کے ہوں اور بہتر ہو کہ انکے رنگ مختلف ہوں۔ ایسی سلیٹیں بھی بازاروں میں ملتی ہیں جن کے کنارے پر اس طرح کا فریم ہوتا ہے۔ اگر بچّوں کے پاس ایسی سلیٹ ہو تو بہت آسانی رہے اس کے ذریعہ سے گنتی، پھر جمع۔ تفریق اور ضرب۔ تقسیم کے ابتدائی قاعدے بتائے اور سمجھائے جا سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ حساب اور دوسرے مضامین کے لئے اور چیزیں بھی درکار ہوتی ہیں مگر چونکہ ہمارے پیشِ نظر صرف دینیات کی تعلیم ہے لہذا دوسرے سامان کی تفصیل اس موقع پر بے محل ہے۔

ماحول جو مضمون بھی ہو ضروری ہے کہ جہاں وہ پڑھایا جائے وہاں اُس کے مناسب ایسی چیزیں بھی موجود ہوں جن کے دماغ متاثر ہوں اور اُن کے مشاہدہ سے سبق کے سمجھنے میں مدد ملے مثلاً جغرافیہ جہاں پڑھایا جائے اُس درس گاہ میں مشہور اور تاریخی مقامات، دریاؤں۔ پہاڑوں اور جنگلات وغیرہ کے نقشے ہوں جو بچّہ کے لئے خاموش قلم کا کام دیتے رہیں۔

اسی طرح دینیات کے درجہ میں خانہ کعبہ۔ مکّہ معظمہ۔ مدینہ منوّرہ مسجدِ قبا۔ مسجدِ منا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد (مسجدِ نبوی)

جبل عرفات اور تاریخی مقامات مثلاً میدانِ بدر۔ جبل۔ احد۔ حدیبیہ وغیرہ کے نقشے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوبِ گرامی کا عکس۔ عقائد اور اخلاق کے سلسلہ کے چارٹ اور خاص خاص آیتوں کے کتبے ہوں۔ یہ آرائش بچوں میں درجہ سے بھی دلچسپی پیدا کرے گی اور موقع بموقع سبقوں کے سمجھانے اور یاد کرانے میں بھی مددگار ہوگی۔ ان چیزوں کا انتظام مکتب و مدرسہ کے ذمہ دار حضرات کی طرف سے ہونا چاہیئے یا بچوں کے فنڈ سے۔

سجاوٹ

اسی آرائش کا دوسرا نام سجاوٹ ہے۔ البتہ یہ سجاوٹ درسگاہ اور مکتب کے اندر ہی نہ رہنی چاہیئے بلکہ اگر مکتب یا مدرسہ کے ساتھ صحن بھی ہے تو وہ بھی سجا ہوا ہونا چاہیئے۔ رنگ روغن کی ضرورت نہیں ہے البتہ سپیدی ضرور ہونی چاہیئے۔ دیوار یا کمرہ کے دروازوں پر سبق آموز جملے بھی لکھے جاسکتے ہیں۔ اُن کے علاوہ صحن میں چمن اور پھلواری سجاوٹ کی سب سے بڑی چیز ہے۔ اُس کا انتظام ضرور رہنا چاہیئے۔

صفائی

سجاوٹ سے مقدم صفائی ہے۔ مکتب یا مدرسہ کچے مکان میں ہو یا پھونس کے چھپر میں۔ صفائی اور ستھرائی لامحالہ ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں مسجد ایسی کچی تھی کہ آج کل کچی مسجدیں بھی بظاہر اُس کے مقابلہ پر مضبوط ہوں گی۔ یہی حال اُن حجروں کا تھا جو ازواج مطہرات۔ رضوان (اللہ علیہن)

کے لئے نامزد تھے۔ جن میں خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بسیرا فرمایا کرتے تھے۔ مگر پھر بھی احادیثِ مقدسہ میں تطییب وتطہیر (پاک صاف رکھنے اور خوشبو سے مہکانے) کے احکام وارد ہوئے ہیں اور جہاں تک بدبو کا تعلق ہے تو پاخانہ پیشاب تو درکنار لہسن اور پیاز جیسی چیزوں کی بدبو بھی قابلِ برداشت نہیں تھی اس سُنّتِ مُبارکہ کی اتباع بھی ہمارا فرض ہے۔

قرینہ قرینہ سے چیزوں کا رہنا۔ صفائی اور سجاوٹ اور ہر قسم کی آرائش کی جان ہے۔ چیزیں اگر قرینہ سے رکھی ہوئی ہوں تو اُن کا بھدّاپن بھی چھپ جاتا ہے اور قرینہ سے نہ ہوں تو اعلیٰ قسم کا آرائشی سامان بھی کوڑا معلوم ہونے لگتا ہے۔

بچّوں سے کام لینے کا ڈھنگ یہ تمام کام جو نظم مدرسہ کے لئے بنیاد کا درجہ رکھتے ہیں۔ بچّوں سے کرائے جائیں البتّہ کام لینے کے طریقہ میں کچھ ترمیم ہونی چاہیئے۔ آج کل کا دستور یہی ہے کہ عام طور سے مکتبوں میں یہ کام بچّے ہی کرتے ہیں مگر اس طرح کہ اُستاد اُن کو حکم کردیتے ہیں اور وہ تعمیل کرلیتے ہیں۔ خود اُن میں اِن کاموں سے دلچسپی اور اُن چیزوں کا احساس اور شعور نہیں ہوتا بلکہ اگر اُستاد کے حکم میں جبر و قہر کی جھلک پائی جائے تو بچّوں میں احساس اور شعور اور دلچسپی کے بجائے اُن کاموں سے نفرت اور وحشت ہونے لگتی ہے۔ لہٰذا حکم کے بجائے

ضرورت ہے کہ مشورہ سے کام لیا جائے۔ مثلاً پہلے بچّوں کو پاکی اور صفائی کی خوبیاں سمجھائی جائیں اُس کے بعد اُن کے سامنے یہ مسئلہ رکھا جائے کہ ہم اپنے درجہ یا مکتب کو کیسے صاف رکھ سکتے ہیں۔ بچے تجویزیں پیش کریں۔ اُستاد اُن پر غور کریں۔ غیر مناسب تجویز کی خرابی بچّوں کو سمجھائیں۔ مناسب تجویز پر عمل کی صورت طے کریں۔ مثلاً صفائی کے سلسلہ میں طے کیا جائے کہ باری باری تین تین بچّے کام کریں گے۔ ان بچّوں میں ایک کو نگراں یا ناظم اور دو کو مددگار[1] مقرر کیا جائے۔ ہر ماہ یا پندرہ روز پر یا ہر ایک ہفتہ اُن کا انتخاب ہوتا رہے اور بچّے اور اُن کے نگراں بدلتے رہیں۔ اُن تبدیلیوں میں مقابلہ کی شکل بھی چلتی رہے جو گروپ سب سے اچّھا کام کرے اس کو کچھ انعام دیا جائے۔

اس طرح بچّوں میں صفائی کا احساس اور شعور پیدا ہوگا۔ وہ اپنے کمروں اور بستروں کو صاف رکھنے کی بھی کوشش کرنے لگیں گے آپس میں مشورہ کرنے اور مِل جُل کر کام کرنے کا ایک سلیقہ پیدا ہوگا۔ اس سلسلہ میں صفائی اور پاکی کے متعلق اسلامی احکام بھی سمجھائے جائیں۔ آپس میں مشورہ کرنیکی تاکید جو قرآن وحدیث میں آئی ہے وہ بتائی جائے۔ اتحاد اور یک جہتی کا مفہوم سمجھایا جائے اُن کے فضائل جو قرآن اور احادیث میں آئے ہیں بتائے جائیں۔

بسم اللہ سے کام شروع کرنے اور اس قسم کے آداب بھی بتائے جائیں

---

[1] اگر بچے سمجھ سکیں تو نگراں کو وزیر صفائی اور ساتھیوں کو کیبنٹ کے ممبر بھی کہہ سکتے ہیں۔

اور اگر بچّوں میں مطالعہ کی قابلیت پیدا ہو چکی ہو تو صفائی - پاکیزگی وغیرہ سے متعلق چھوٹی چھوٹی کتابیں بھی مطالعہ کرائی جائیں جن سے بچّوں کی قوتِ مطالعہ میں ترقی ہو-

سجاوٹ کا کام بچّوں کے سپرد کیا جائے تو آپ کا مکتب آراستہ ہو گا - اور جب آپ مشورہ کریں گے تو بچّوں میں قدرتی طور پر آراستہ رکھنے اور آراستہ رہنے کا احساس پیدا ہو گا - کتبے اور بورڈ بچّے لکھیں یا پنسل سے آپ نقش کر دیں اور بچّے اُن میں رنگ بھریں دونوں صورتیں بچّوں کے لئے مفید ہیں-

مکتب سجا ہوا صاف ستھرا ہو اور پڑھنے کی کتاب میلی ہو- بنچ یا تپائی گندی ہو، بچّے ایک لین میں نہ ہوں، آگے پیچھے ہوں تھوکنے اور ناک صاف کر کے ہاتھ پوچھنے میں احتیاط نہ برتیں- جوتیاں قرینے سے نہ رکھیں- یہ سب باتیں سجاوٹ کیخلاف ہیں اگر بچّوں میں سجاوٹ کا شوق پیدا کر دیا گیا ہے تو ان باتوں کا سلیقہ بھی پیدا کرایا جا سکتا ہے- اس سلسلہ میں صفیں سیدھی رکھنے- خطبہ کے وقت قرینے سے بیٹھنے- وغیرہ کے آداب بھی بتائے جا سکتے ہیں-

چمن بندی کے سلسلہ میں حرفوں کی شکل کی کیاریاں بچّوں سے بنوائی جائیں- بچّوں میں کیاریاں تقسیم کر کے الگ الگ حرف یا لفظ لکھوائے جائیں- چھوٹے بچّے اُن کو پڑھیں- ظاہر ہے اس طرح حرفوں کی شناخت پیدا ہو گی اور الفاظ پڑھنے کی مشق ہو گی-

جُرم وسزا یہ حکم تو نہیں دیا جا سکتا کہ اُستاد کسی وقت بھی بچّہ کو نہیں مار سکتا۔ بعض صورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ بچّہ کی اصلاح کی سب سے بہتر صورت یہی ہوتی ہے اس کے علاوہ اور کسی صورت سے اصلاح کی توقع ہی نہیں ہوتی۔ البتہ سزا کے سلسلہ میں چند امور ہمیشہ پیشِ نظر رہنے چاہئیں۔

(۱) آپ اپنی شفقت سے بچّہ کو اتنا مانوس کر لیجئے آپ کی ناراضی بچّہ کو ناگوار ہو اور وہ صرف آپ کی گرم نگاہ ہی سے دل میں پچھتانے لگے اور کام ٹھیک کرنے کی کوشش شروع کر دے۔ بالفاظِ دیگر آپ کی ٹیڑھی نگاہ بچّہ کے لئے قمچی کا کام کرے۔

(۲) اخلاقی تربیت۔ معلم الخیر اور مشفق اُستاد کا بہت ہی مبارک فرض ہے۔ اس فرض کی ادائیگی کا صحیح وقت وہ ہوتا ہے جب بچّہ کسی جُرم کا مرتکب ہو ایسے موقع پر غصّہ آنا فطری امر ہے۔ اور کوئی شخص جس قدر نیک اور اچھا ہو گا بُری بات پر اُس کو اتنا ہی زیادہ غصّہ آئے گا۔ لیکن اگر غصہ میں اُستاد بے قابو ہو گیا تو مُصلح ہونے کے بجائے وہ خود مُجرم بن گیا۔

پس سب سے پہلے تو یہ ضروری ہے کہ بچّہ کی طرف سے خواہ کتنا ہی بڑا جرم سامنے آئے اُستاد اپنے توازن میں فرق نہ آنے دے۔ پھر قرآن حکیم کی ہدایت کے مطابق دوسرا فرض یہ ہے کہ کسی بے سوچی سمجھی حرکت کے بجائے غور و فکر سے کام لیا جائے اور اصلاحی

نقطۂ نظر کو سامنے رکھ کر ایسا راستہ اختیار کیا جائے جو سب سے بہتر اور سب سے زیادہ مؤثر ہو۔ یعنی جس کا نتیجہ یہ ہو کہ ایک طرف بچّہ میں ندامت اور خود اپنے فعل پر تکلیف محسوس ہونے لگے۔ اور دوسری جانب اُستاد کی طرف سے غم و غصّہ کے بجائے محبّت پیدا ہو۔ متنفر ہونے کے بجائے وہ حضرات اُستاذ کا پہلے سے زیادہ گرویدہ ہو جائے قرآن حکیم کی یہ تعلیم ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے۔

ادفع بالتی ھی احسن فاذالذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم (حم سجدہ)	برائی کو ایسی صورت سے جو بہت ہی حسین اور عمدہ ہو، دفع کرو (اگر تم نے برائی دفع کرنے کیلئے سوچ سمجھ کر ایسی صورت اختیار کی جو سب سے زیادہ حسین اور عمدہ ہے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ) جس کو تم سے عداوت تھی وہ ایسا ہو جائیگا جیسے کوئی گرم جوش مخلص دوست۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مار اور سزا کے خوف سے بچّے جھوٹ بولدیتے ہیں۔ جھُوٹ خود ایسا بنیادی جرُم ہے جس سے بہت سی اخلاقی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اگر ہماری سزا کی دہشت بچّہ کو جھوٹ پر مجبور کرتی ہے تو ہم بجائے اصلاح کے افساد کر رہے ہیں اور بچّہ میں خوبی پیدا ہونے کی تو محض توقع ہی ہے، خرابی فی الفور پیدا کر رہے ہیں لہٰذا اس نزاکت کا احساس ہر سزا کے وقت ضروری ہے کہ معاذاللہ مصلح کے بجائے ہم مفسد نہ ہو جائیں۔ ان اللہ لا یحب المفسدین

(۴) بار بار مارنے اور پیٹنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اصلاح کا جو

آخری ذریعہ ہے آپ اس کو ختم کردیتے ہیں۔ کیونکہ بار بار کی مار سے
بچّہ نڈر اور ڈھیٹ ہوجاتا ہے۔ پس مارنے کی سزا کو آخری سمجھنا چاہیے
اور بہتر ہو کہ کبھی بھی نہ ہو۔ اور اگر ہو تو بہت کم۔ اقل قلیل۔

(۵) خودداری اور غیرت۔ بہت ہی اچھّے اوصاف ہیں۔ ان
اوصاف کی پرورش کرنا مربی کا فرض ہے۔ پس سزا کی شکل ایسی نہ ہونی
چاہیے جس سے بچّہ کی خودداری ختم ہو سب کے سامنے بے تحاشا
مارپیٹ بچّہ کی خودداری کو فنا کے گھاٹ اتار دیتی ہے۔ بہتر یہی ہے
اور تجربہ سے بھی یہی صورت مفید ثابت ہوئی ہے کہ تنہائی میں بچّہ کو
پہلے سمجھایا جائے اور اگر سزا دینی ضروری ہو تو وہ بھی سب کے
سامنے مجمع میں نہ دی جائے۔ علیٰحدگی میں دی جائے۔

(۶) مار کی مقدار میں یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ مارپیٹ تنبیہ کی
حد تک رہے۔ تعزیر کی شکل نہ پیدا ہو۔ تعزیر مدرّس یا معلّم کا کام
نہیں وہ منصف اور اسلامی جج کا کام ہے۔ بید یا بڑی قمچی وغیرہ سے
مارنا تعزیر کی حد میں آجاتا ہے۔

مُربّی یا نگراں کس درجہ تک سزا دے سکتا ہے۔ اُس کی حد جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ایک ارشاد سے معلوم ہوتی ہے
یہ ہے کہ مسواک جیسی چیز سے بدن پر ہلکی ضرب لگائی جائے اور وہ
بھی ایک دو مرتبہ۔

(۷) اصلاح و تربیت کے سلسلہ میں سب سے مقدم اور سب سے

آخری بات یہ ہے کہ جو اصلاح بچّوں میں پیدا کرنی ہے۔ مُصلح کا فرض ہے کہ پہلے وہ خود اس کا نمونہ بن جائے یعنی مدرس جیسا بچّوں کو بنانا چاہتا ہے پہلے وہ خود ایسا بن جائے۔

سیّد الکونین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے بڑھ کر کون ہی جو روحانیت کا حامل ہو۔ جس کو خداوندی امداد وتائید بھی حاصل ہو۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح زبانِ مبارک سے کلام الٰہی کی آیتیں پڑھ کر سُنائیں ۔ا پنے عملِ مبارک سے اُن کا نمونہ پیش فرما دیا۔ بقول[1] حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ آپ کے عمل قرآنِ حکیم کی جیتی جاگتی تصویر ہوتے تھے۔

خود کتاب اللہ نے جس طرح آپ کے ارشادات کی تصدیق کی اور فرمایا۔ ما ینطق[2] عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ (سورہ نجم)

جس طرح مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات پر عمل کرنے کی ہدایت فرمائی (ما[3] اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا (سورہ حشر) اسی طرح یہ بھی اعلان کر دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور آپ کی سیرتِ مقدسہ اُن تمام تعلیمات

---

[1] کان خلقہ قرآن (صحاح)

[2] آپ جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحیِ خداوندی ہوتی ہے جس کا القاء آپ کے اوپر ہوتا رہتا ہے۔ ہوائے نفس کی بات نہیں ہوتی۔

[3] جو کچھ تم کو رسول دیں اُس کو لے لو اور جس سے منع کریں اُس سے رُک جاؤ۔

کا بہترین نمونہ ہے۔ اس نمونہ کو دیکھو اور خود نمونہ بننے کی کوشش کرو
لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ
والیوم الآخر (احزاب[1])

آج ہمارا فرض ہے کہ تعلیم و تربیت کے وقت اپنا نصب العین بلند رکھیں اور اس لئے نہیں کہ ترقی کے دعوے داروں نے کچھ نئی باتیں بتائی ہیں اُن پر عمل کرنا ہے بلکہ اس لئے کہ قرآنِ حکیم نے مسلمانوں کو "امۃ وسط" اور "خیر امۃ" فرماکر ہمارے فرائض بہت بلند قرار دیئے ہیں۔ ہم قرآن پاک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر عمل پیرا ہوں جن سے ہماری دنیا درست ہو، آنیوالی نسلیں درست ہوں اللہ تعالیٰ کے یہاں محبوبیت و مقبولیت حاصل ہو۔ جو ایک مومن کا آخری نصب العین ہے۔ واللہ ولی التوفیق ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔ علیہ توکلت والیہ اُنیب
وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والسلام خیر ختام

محمد میاں عفی عنہ

۹ر جمادی الاول ۱۳۷۸ھ - ۲۱ر نومبر ۱۹۵۸ء

یوم جمعہ بوقت ۹ ½ بجے صبح

---

[1] تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اچھا نمونہ ہے یعنی ہر اُس شخص کیلئے جو اللہ سے اُمید رکھتا ہے۔ قیامت کی اس کو توقع ہے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا رہتا ہے۔

ھُوالرَّحمٰن الرَّحیم ؕ

تعلیمی کارڈ

کس طرح بنائے جائیں اور کس طرح انکے ذریعہ مشق کرائی جائے

الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی

حرفوں کی پہچان - حرفوں کے جوڑنے - الفاظ کو ملا کر جملہ بنانے اور اُن باتوں میں تیزی پیدا کرنے کے لئے کارڈوں کا استعمال بچوں کے لئے دلچسپ مشغلہ ہوتا ہے - جن میں تعلیم کیساتھ تفریح بھی ہوتی ہے اور اس طرح اُستادوں کا کام بھی بہت آسان ہو جاتا ہے - کارڈوں کے بنانے اور استعمال کرنے کی چند صورتیں یہاں پیش کی جارہی ہیں - اُستاد صاحبان اُن کے علاوہ بھی اور صورتیں اختیار کر سکتے ہیں - البتہ ایک بات کی احتیاط ضروری ہے کہ اُستاد یا بچے ایسی کوئی صورت اختیار نہ کریں جو قمار اور جوئے کے مشابہ ہو -

کارڈ کس طرح بنائے جائیں

(۱) کارڈ بورڈ - کی شیٹ کو کاٹ کر ایسے ٹکڑے بنالیں جو تین چار انگل لانبے اور اتنے ہی چوڑے ہوں یعنی ۲×۲ انچ یا ۳×۳ انچ اور ایک ایک ٹکڑے پر موٹے قلم سے خوش خط قاعدہ حروف شناسی کا ایک ایک حرف لکھ لیں۔

(۲) کارڈ بورڈ کے بجائے گتّے کے ٹکڑے اتنے ہی سائز کے کاٹ لیں اور اُن پر سفید کاغذ لگاکر سیاہی یا سُرخی سے قاعدہ حروف شناسی کے حروف لکھ لیں یا سُرخ رنگ کی پنّی سے کاٹ کر چپکالیں۔

(۳) اسی سائز کی پٹیاں تھری پلائی سے کاٹ کر سیاہ وارنش کرلیں حسب ضرورت اُن پر چاک سے لکھ لیا کریں۔

(۴) ان کارڈوں یا تھری پلائی کے ٹکڑوں میں اوپر کی جانب ایک سوراخ کرلیں تاکہ حسب ضرورت ان کو آویزاں بھی کیا جاسکے۔

آسانی کیلئے یہ کارڈ خوبصورت چھپوا کر تیار کرلئے گئے ہیں جو الجمعیۃ بک ڈپو سے مل سکتے ہیں۔ پُورے سٹ کی قیمت مع طریقۂ استعمال صرف ایک روپیہ ۲۵ نئے پیسے ہے۔ محصولڈاک اس کے علاوہ ہوگا۔

مشق کرانے کی صورتیں

تعلیمی کارڈ کس طرح استعمال کئے جائیں

قاعدہ حروف شناسی میں کُل گیارہ سبق ہیں۔ انھیں اسباق کے بموجب الجمعیتہ بک ڈپو کے تیار کردہ کارڈوں کے اوپر ایک سے لے کر گیارہ تک کے ہندسے ڈال دیئے گئے ہیں۔ کارڈوں کے نمبر سبق کے نمبر سے ملالئے جائیں اور جو سبق پڑھائیں اس کی مشق کے لئے اسی نمبر کے کارڈ استعمال کریں مثلاً چوتھا سبق پڑھانے کے وقت وہ کارڈ استعمال کئے جائیں جن پر (۴) چھپا ہوا ہے۔ استعمال کی صورتیں یہ ہیں۔

(الف) مقصد۔ شناخت پیدا کرنا۔

(۱) پہلے آپ تختۂ سیاہ یا سلیٹ پر لکھ کر بچّہ کو سبق کا حرف سمجھا دیجئے پھر بچّوں کے سامنے اس سبق کے کارڈ پھیلا کر رکھ دیجئے۔ آپ سبق کا ایک حرف بولیں اور بچّوں سے کہیں کہ اس حرف کا کارڈ اٹھائیں۔

(۲) سبق کے کارڈ بچّوں کو تقسیم کر دیں۔ ہر ایک بچّہ اپنا کارڈ بلند آواز سے پڑھے۔

(۳) بتاؤ کس کے پاس ہے ؟

سبق کے کارڈ بچّوں کو تقسیم کر دیں۔ آپ سبق کا ایک حرف پڑھیں جس بچّہ کے پاس اُس حرف کا کارڈ ہو وہ اپنا کارڈ پیش کر دے۔

(۴) حرف پر حرف رکھ دو۔

اگر آپ کے پاس اس سبق کا چارٹ ہو تو بچّوں کے سامنے چارٹ رکھ دیں۔ ہر ایک بچّہ اپنے کارڈ کا حرف چارٹ میں تلاش کرے۔ اور اُس کے اوپر اپنا کارڈ رکھ دے یا خاموشی سے اُس حرف پر اپنی انگلی یا قلم کی نوک رکھ دے۔

(۵) اٹھاتے جاؤ پڑھتے جاؤ۔

کارڈوں کی گڈّی بچّوں کے سامنے رکھ دیں یا اُلٹے کر کے پھیلا دیں اور بچّوں سے کہیں کہ ایک ایک بچّہ ایک کارڈ اُٹھائے اور پڑھکر بتائے۔

(۶) پہچانو اور لا کر دو

کارڈوں کی گڈّی بچّوں کے سامنے رکھ دی جائے اور ایک ایک لڑکے سے کہا جائے کہ فلاں حرف کا کارڈ اٹھا دو اور ہمیں لا کر دو۔ اس میں مقابلہ کی صورت بھی پیدا کی جا سکتی ہے۔ مثلاً دو لڑکوں سے کہا جائے کہ فلاں حرف گڈّی سے نکالو جو پہلے نکالے گا وہ میری ہو گا۔

پُوری جماعت میں مقابلہ کی شکل بھی پیدا کی جا سکتی ہے اس طرح کہ بچّوں کی دو ٹولیاں کر دی جائیں اور اسی طرح کارڈوں کی دو گڈّیاں الگ الگ رکھ دی جائیں۔ کوئی لفظ بولا جائے اور دونوں ٹولیوں سے کہا جائے کہ اپنی اپنی گڈّی میں یہ لفظ تلاش کریں جو پارٹی پہلے تلاش کر لے گی وہ میری ہو گی مگر اس صورت میں ضروری یہ ہے کہ کارڈوں کے

دو سیٹ ہوں۔

(۷) امام اور مقتدی

تعلیمی کارڈ کسی چیز کے سہارے سے بنچ پر کھڑے کرکے رکھدیں یا ایک دھاگے میں ترتیب دار باندھ کر آویزاں کردیں۔ مثلاً:-

لا	ھل	لا	لا

پھر بچّے صف باندھ کر کھڑے ہوں۔ ایک بچّہ امام کی طرح آگے بڑھے وہ ایک ایک کارڈ کا حرف پڑھتا رہے بچّے اُس کی آواز کیساتھ آواز ملاتے رہیں اس طرح پورا سبق پڑھ لے بچّے ساتھ دیں۔ پھر دوسرا اور تیسرا بچّہ اسی طرح کرے۔

(۸) کون بادشاہ کون وزیر (کھیل)

بچّوں کو پہلے سے بتادیں کہ جس کے پاس فلاں حرف آئیگا وہ بادشاہ کہلائے گا اور جس کے پاس فلاں حرف آئیگا وہ وزیر کہلائیگا پھر حرف بچّوں کو تقسیم کردیں اور کہیں کہ جو بادشاہ ہو وہ جماعت کے سامنے آئے۔ جو وزیر ہو وہ سامنے آئے۔

(۹) آج کا نام بتاؤ (کھیل)

بچّوں کو کارڈ تقسیم کردیں اور سمجھادیں کہ اس وقت اُن کا نام وہی ہے جو اس کے کارڈ کا حرف ہے۔ پھر ہر ایک بچّہ سے اس کا نام پوچھیں وہ اپنے کارڈ کا حرف پڑھ کر اپنا اس وقت کا نام بتائیے

(۱۰) بوجھو اور بتاؤ (کھیل)

سبق کے کارڈوں میں سے کوئی کارڈ استاد ہاتھ میں چُھپالے یا کسی اور چیز کے نیچے چھپادے اور بچّوں سے کہے۔ بوجھو۔ کس حرف کا کارڈ ہے۔ بچّے اٹکل سے بتائیں گے۔ پھر اُستاد کارڈ سامنے رکھدیں بچے اپنے جواب کو صحیح پائیں گے یا غلط۔ دونوں صورتوں میں حرف شناسی کی مشق بھی ہوگی اور تفریح بھی۔ بچّے استاد کے بغیر آپس میں بھی یہ کھیل کھیلیں۔

(۱۱) آج کا نام یاد رکھو اور کام کرو (کھیل)

بچّوں کو کارڈ تقسیم کر کے بتادیں کہ اُن کا نام اِس وقت وہی ہے جو کارڈوں پر حرف ہے پھر ہر ایک حرف پڑھ کر بچّہ کو کام بتائیں۔ مثلاً تیسرے سبق کے پڑھنے والے۔ بچّوں سے کہیں کہ م میرے پاس آئے لَ۔ کھڑا ہوجائے هَ آگے آئے۔ کَ کان پکڑے۔ یا مثلاً لا کھڑا ہو کر مَ سے ہاتھ ملائے۔ کَ کے کان میں کوئی بات کہے۔

(۱۲) چِٹھی رساں کا کھیل۔

حرفوں یا لفظوں کے کارڈ بچّوں کو تقسیم کر دیئے جائیں۔ پھر ایک بچّہ ڈاکیہ بنے۔ جن حرفوں یا لفظوں کے کارڈ بچّوں کو تقسیم کیے گئے ہیں وہ سب اُس کے پاس بھی جھولے یا جیب میں ہوں ڈاکیہ باہر سے آئے اپنی جیب یا جھولے سے ایک کارڈ نکال کر پڑھے مثلاً وہ کارڈ

نکالے جس پر "ط" ہے بچوں سے کہے ط صاحب کون ہیں اُن کا خط ہے جس بچّہ کے پاس "ط" کا کارڈ ہو وہ آگے آکر ڈاکیہ سے خط یعنی ط کا کارڈ جو ڈاکیہ کے پاس ہے لے لے۔ اسی طرح پھر دوسرا حرف پکارے اور جس کے پاس اس حرف کا کارڈ ہو وہ آگے آجائے مرکب الفاظ کی بھی اسی طرح مشق کرائی جاسکتی ہے۔ مثلاً بابا۔ بالا راجا۔ ملکہ۔ وغیرہ کے کارڈ تقسیم کئے جائیں اور ڈاکیہ ان الفاظ کو پکار کر چھٹی پہونچائے۔ البتّہ اس کھیل کے لئے ضروری ہے کہ زیرِ مشق کارڈوں کے دوسٹ ہوں ایک بچّوں کو تقسیم کردیا جائے اور ایک ڈاکیہ کو دیدیا جائے۔ اگر دوسٹ نہ ہوں تو کارڈوں کے حروف یا الفاظ ایک کاغذ پر لکھ کر ڈاکیہ کو دیدیئے جائیں۔ ڈاکیہ میں اتنی صلاحیت ہو کہ اُن حرفوں یا لفظوں کو جو اس کے کاغذ پر لکھے ہوئے ہیں آسانی سے پڑھ سکے۔ اب وہ کاغذ پر لکھا ہوا لفظ مثلاً راجا بولے کہ راجا صاحب کہاں ہیں۔ جس بچّہ کے پاس یہ کارڈ ہو جس پر راجا لکھا ہوا ہے وہ آگے آجائے۔ پھر اسی طرح دوسرا لفظ بولے اور دوسرا بچّہ جس کے پاس اس لفظ کا کارڈ ہو آگے آجائے۔

(۱۳) پریڈ کا تماشہ (کھیل)

حرفوں کے کارڈ بچّوں کو تقسیم کرکے لین میں کھڑا کردیا جائے اُستاد ایک حرف بولیں جس بچّہ کے پاس وہ حرف ہو وہ فوجی سپاہیوں کی طرح قدم بڑھاتا ہوا آگے آئے۔ پھر اُستاد دوسرا حرف بولیں۔

جس بچّہ کے پاس وہ حرف ہو وہ بھی اسی طرح قدم بڑھاتا ہُوا آگے آئے۔ اور پہلے لڑکے کی برابر لیں میں کھڑا ہو جائے۔ اس طرح تمام بچّے آگے بڑھائے جائیں پھر اسی طرح ایک ایک حرف بول کر اُن کو پیچھے ہٹایا جائے۔ پھر دائیں بائیں چلایا جائے۔

(۱۴) دریا پار کرو (کھیل)

دریا کے کناروں کی طرح زمین پر دو لکیریں فاصلہ سے کھینچ لیں گویا ان دو لکیروں کا بیچ کا حصّہ دریا کا پاٹ ہے۔ اب اس پاٹ میں یعنی دونوں لکیروں کے بیچ میں تھوڑے فاصلہ سے حرفوں یا لفظوں کے کارڈ رکھ دیں۔ لڑکے ایک ایک حرف پڑھ کر آگے بڑھتے جائیں۔ جو صحیح پڑھے گا۔ دریا پار کرے گا۔

(۱۵) کھیل (مذکورہ بالا) کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ دریا کے بجائے " لنگڑے کھیل " کے خانے زمین پر کھینچ دیئے جائیں اور خانوں میں حروف لکھ دیئے جائیں یا کارڈ پھیلا دیئے جائیں لڑکے باری باری ایک پیر سے خانے میں کودیں اور حرف پڑھیں۔ جو سب حرف صحیح پڑھتا ہوا خانوں کو پار کرلے گا وہ جیت جائے گا یعنی وہ ہیرو ہو گا۔

با
لا
کا
لا

(۱۶) ریل کا تماشہ (کھیل)

حرفوں کے کارڈ بچّوں کو تقسیم کر دیئے جائیں۔ پھر ایک حرف

بولا جائے، جس بچّہ کے پاس وہ حرف ہو آگے آئے۔ وہ گویا انجن ہے اب باقی بچّوں کو بتا دیا جائے کہ جب کوئی حرف پکارا جائے تو جس کے پاس اس حرف کا کارڈ ہو وہ آگے آکر ڈبّے کی طرح انجن میں جڑ جائے۔ اس طرح پوری ٹرین بن جائے گی۔ یہ ٹرین چل کر کسی اسٹیشن پر ٹھہرے۔ اسٹیشنوں کے نام بھی حرف ہی ہوں۔ اب کوئی ایک حرف بولا جائے جس بچّہ کے پاس وہ حرف ہو گا وہ ٹرین سے الگ ہو جائے۔ گویا یہ ڈبّہ کٹ کر اسٹیشن پر رہ گیا۔ باقی ڈبّے جُڑ کر آگے چلیں۔ دوسرے اسٹیشن پر کوئی دوسرا ڈبّہ اسی طرح کاٹ دیا جائے۔ (اس طرح کے اور کھیل بھی تجویز کیے جا سکتے ہیں۔ اُستاد کی نگرانی میں بچّے خود آپس میں بھی یہ کھیل کھیلیں)

(ب) مقصد :۔ شناخت میں تیزی پیدا کرنا۔

(۱) ایک سانس میں کارڈ پڑھو اور اُٹھاؤ۔

بچّوں کے سامنے کارڈ پھیلا دیجئے اور بچّوں سے کہئے کہ کارڈ صحیح صحیح پڑھتے رہیں اور اُٹھاتے رہیں۔ سانس نہ ٹوٹنے پائے۔ جو بچّہ ایک سانس میں زیادہ کارڈ صحیح پڑھ کر اٹھا لے گا۔ وہ میری ہو گا یا آج کے دن اس جماعت کا بادشاہ ہو گا۔

۲ اگر آپ کے پاس اس سبق کا چارٹ ہو تو اُس کو بچّوں کے سامنے رکھ کر اس کے حرفوں پر پیسے۔ موتی یا اسی قسم کی کوئی چیز مثلاً چنے رکھ دیں اور بچّوں سے کہیں صحیح حرف پڑھو۔

اور پیسہ اُٹھاؤ۔ جو بچّے ایک سانس میں زیادہ حرف صحیح پڑھ کر زیادہ پیسے اُٹھائیں گے (یا زیادہ چنے اُٹھالیں گے) وہ آج کے بادشاہ ہوں گے۔

۳۔ آپ نقشہ سامنے رکھ کر جلدی جلدی حرف بولیں اور بچّوں سے کہیں کہ وہ اتنی ہی پھرتی سے حرف پر اُنگلی رکھتے رہیں۔

۴۔ آپ کارڈ بچّوں کے سامنے پھیلا کر جلدی جلدی حرف بولیں اور بچّوں سے کہیں کہ وہ اتنی ہی پھرتی سے حرف کے کارڈ اٹھاتے رہیں۔

۵۔ تھری پلائی یا گتّے کا ایک گول تختہ بنالیں جس کا قطر کم سے کم ایک فٹ ہو۔ بیچ میں گھنٹہ جیسی سوئیں لگالیں (اس طرح) کناروں پر کارڈ رکھ دیں یا سفید چاک سے حروف لکھ دیں پھر سوئیں گھمائیں۔ بچّوں سے کہا جائے کہ جس حرف کے سامنے سوئیں ٹھہرے فوراً اس کو پڑھ دیں۔

(ج) مقصد۔ حرفوں سے لفظ بنانا

حرفوں سے لفظ بنانے کا عمل قاعدہ حروف شناسی میں پہلے سبق سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ پہلے سبق میں ا۔ ل۔ ہ پڑھانے کے بعد اُن کے مِلانے کا تصوّر بھی پیدا کر دیا جاتا ہے۔ جزم اور سکون یا زبر زیر وغیرہ زبان پر نہیں آتا۔ لیکن اس کے بغیر بھی یہ بتایا جاتا ہے کہ اَ لَ ملے تو اَلْ ہو گیا۔ لَ اَ = لا۔ یہ دونو

ملے تو اللہ پھرہ ملی تو اللاہ ہو گیا - جسکی دوسری صورت اللہ ہے۔

دوسرے سبق میں اس تصور کو پختہ کرایا جاتا ہے۔ چنانچہ لاہ لاھا ۔ لاھا ۔ ھالا ۔ ھل ۔ جو دوسرے سبق کے بنیادی حرف ہیں ان میں پہلے سبق کے حرفوں ہی کو دہرا کر اُنکے ملانےکی صورتیں بتائی گئی ہیں پھر لاھا ۔ ھل لا ۔ لاھل لا ۔ ھل لا لا لا وغیرہ مکمل اور نامکمل جملوں سے اُن کی مشق کرائی گئی ہے۔

اس مشق کے سلسلہ میں تعلیمی کارڈ بہت مفید ثابت ہونگے اُن سے بچّوں کی دلچسپی بھی بڑھے گی۔ تعلیمی کارڈ کے استعمال کی بہت سی صورتیں تجویز کی جاسکتی ہیں۔ مثال کے طور پر چند صورتیں یہاں بیان کی جارہی ہیں۔

(۱) سبق کے کارڈ بچّوں کے سامنے پھیلادیئے جائیں۔ اُستاد ایک حرف بولیں بچّہ اس حرف کا کارڈ اٹھاکر اُس کو پڑھے پھر اُستاد دوسرا حرف بولیں۔ بچّہ اس کا کارڈ اُٹھاکر اُس کو پڑھے۔ پھر اُستاد ہدایت کریں کہ دونوں کارڈ ملاکر پڑھو۔ مثلاً لا کا کارڈ اُٹھایا۔ بچّہ نے اس کو پڑھا۔ پھر ھا کا کارڈ اُٹھایا۔ اس کو پڑھا۔ اُس کے بعد دونوں کارڈوں کو ملاکر پڑھا یعنی لاھا۔ ان کارڈوں کو آگے پیچھے رکھ کر پڑھوایا جائے تو ھالا ہو جائے گا۔ لا کا ایک اور کارڈ اٹھوالیا جائے۔ بچّہ اُس کو ملاکر پڑھے گا تو لاھا لا ہو گا۔ اُلٹ پھیر سے۔ ھالالا لا لاھا۔ ھالا لا وغیرہ ہو جائے گا۔

اسی طرح باقی کارڈ اٹھوائے جائیں پڑھوائے جائیں پھر آگے پیچھے رکھ کر پڑھوائے جائیں۔ اس طرح کچھ بامعنے جُملے بنیں گے۔ کچھ بے معنے۔ مگر مقصد ہر حالت میں حاصل رہے گا یعنی حرفوں کو ملا کر پڑھنے کی مشق ہر حالت میں ہوگی اور بچّوں کیلئے ایک طرح کی تفریح بھی رہے گی۔

(۲) ان حرفوں سے لفظ بنائیے۔

جو سبق پڑھایا گیا ہے اسکے حرف بینچ پر دیوار کے سہارے یا کسی اور چیز پر کوئی سہارا دے کر کھڑے کر دیجئے۔ پھر اُستاد صاحب سبق کا کوئی لفظ یا جُملہ بولیں۔ لڑکا جماعت کے سامنے آکر حرفوں کے کارڈ ترتیب دار اُٹھائے اور جُملہ بنائے۔ لڑکوں کے سامنے کتابیں کھلی رکھی رہیں وہ فیصلہ کریں کہ لفظ صحیح بنایا ہے یا غلط' ایک لڑکے کے بعد دوسرے لڑکے سے اس طرح جُملے بنوائے جائیں۔

(۳) وہ تمام صورتیں اور تمام کھیل جو اصل شناخت پیدا کرنے کے سلسلہ میں تحریر کئے گئے ہیں حرفوں کے ملانے کے سلسلہ میں بھی جاری ہو سکتے ہیں۔ صرف اتنا اضافہ ہوگا کہ شناخت پر بات ختم نہ ہو جائے گی بلکہ آگے بڑھ کر ملانے کو بھی کہا جائے گا۔

(۴) امام اور مقتدی

کارڈ بچّوں کو تقسیم کر دیئے جائیں۔ بچّے صف بنا کر کھڑے ہوں ایک بچّہ آگے کھڑا ہو۔ مگر اس کا موںھ بچّوں کی صف کی طرف رہے

صف کے کنارے کا بچہ اپنے کارڈ کا حرف پڑھے۔ مثلاً لَا۔
امام کے پاس بھی ایسا ہی کارڈ ہے جس پر لَا ہے تو جیسے ہی صف کا
بچہ اپنے کارڈ کا حرف لَا پڑھے۔ امام بھی اپنے کارڈ کا حرف لَا
پڑھ لے۔ پھر دونوں کو ملا کر کہے لا لا سب بچے کہیں لا لا۔

پھر صف کے دوسرے بچہ کے پاس مثلاً وہ کارڈ ہو جس پر ھل
لکھا ہوا ہے، وہ پڑھے ھل۔ امام پڑھے لا۔ پھر ملا کر کہیں ھل لا
اس طرح صف کا ایک ایک بچہ اپنا کارڈ پڑھتا رہے۔ امام اسکے
ساتھ اپنے کارڈ کا حرف بڑھا کر دونوں کو ملاتا رہے اور باقی بچے
امام کی آواز کے ساتھ اپنی آواز ملاتے رہیں۔ اسی طرح ترتیب وار
صف کے بچے امام بنتے رہیں اور سبق دُہراتے رہیں۔ چند منٹ
کے کھیل میں سبق یاد ہو کر پختہ بھی ہو جائے گا اور حرفوں کی صورتیں
ننھے دماغوں میں نقش ہو کر پتھر کی لکیر بھی بن جائیگی (انشاءاللہ)

(۵) پھیری والے کی صدا (کھیل)

کارڈ بچوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔ بچے صف بنا کر کھڑے
ہوں ایک بچہ صف سے آگے نکل کر آئے وہ صف کے کنارے کے بچے
کے پاس پہونچے کنارہ والا بچہ اپنے کارڈ کا حرف پڑھے پھیری والا بچہ
اس کے ساتھ اپنے کارڈ کا حرف پڑھ کر دونوں کو ملا کر پڑھے۔ صف
کے تمام بچے اُس کی آواز میں آواز ملائیں اسی طرح دوسرے بچے کے
پاس پہونچکر اس کے حرف کیساتھ اپنا حرف ملا کر صدا دے۔ جب

ایک بچّہ اس طرح صف کے آخر تک پھیری کرلے تو پھر دوسرا اور تیسرا بچّہ یہی عمل کرے۔

(۶) میری مدد کون کرتا ہے

کارڈ بچّوں کو تقسیم کردیئے جائیں۔ ایک بچّہ آگے آئے وہ کہے میں 'با' ہوں 'بابا' بننا چاہتا ہوں۔ کونسا بچّہ میری مدد کرے گا بچّے اپنے کارڈ پڑھیں۔ جس کے پاس 'با' کا کارڈ ہو وہ اسکے پاس آکر کھڑا ہوجائے بابا ہوجاے گا۔

اس میں مزید اضافہ بھی ہوسکتا ہے۔ مثلاً وہ کہے میں "بابا" ہوگیا ہوں۔ اب چاہتا ہوں "بالا" ہوں۔ تو با والا بچّہ پیچھے ہٹ جائے لا والا بچّہ آگے آکر اس کے ساتھ کھڑا ہوجائے۔

اب وہ کہے میں بالا ہوگیا ہوں بابا بالا لایا بننا چاہتا ہوں۔ تو جن کے پاس ان حروف کے کارڈ ہوں وہ آگے آکر ترتیب وار کھڑے ہوجائیں۔

(۷) کس کس کی باری ہے۔

اُستاد ایک مرکب لفظ بولیں مثلاً یہ کہیں۔ ہمیں "لالا" کی ضرورت ہے۔ یا یہ کہیں "بالا" چاہیئے۔ جن کے پاس ان حرفوں کے کارڈ ہوں وہ کھڑے ہوجائیں۔ یا بیٹھے رہیں اور اپنے کارڈ آگے رکھ دیں۔

فقرہ۔ اُستاد ایک فقرہ بولیں۔ بالا بالا لایا جن بچّوں کے پاس یہ حروف ہوں وہ آگے آکر ترتیب وار کھڑے ہوجائیں (وغیرہ)

تعلیمی کارڈوں کی مدد سے حرفوں کی شناخت۔ شناخت کو تیز کرنے اور حرفوں سے جملے بنوانے کی یہ چند مثالیں ہیں جو سطورِ بالا میں پیش کی گئی ہیں ہوشیار اور سمجھدار اُستاد و معلم صاحبان ان کے علاوہ اور بھی بہت سی صورتیں تجویز کر سکتے ہیں۔ البتہ یہ خیال ضرور رہے کہ شرط بدھنے یا بازی لگانے وغیرہ کی صورت ہرگز نہ پیدا ہو اس کی پوری احتیاط رکھی جائے اور کوئی بچّہ یا بڑا اگر خلاف ورزی کرے تو اس کو سخت تنبیہہ کی جائے۔

واللہ الموفق وھو المعین وھو یھدی السّبیل

اطلاع

اردو عربی قاعدے کے تعلیمی کارڈ

قاعدہ حروف شناسی میں جو حرفوں کی ترتیب رکھی گئی ہے اس کے بموجب تعلیمی کارڈ بھی تیار کرائے گئے ہیں۔ اوپر کے صفحات میں انھیں کارڈوں کے استعمال کے طریقے بتائے گئے ہیں لیکن حرفوں کی وہ ترتیب جو نورانی قاعدہ۔ اُردو عربی قاعدہ یا اس طرح کے عام قاعدوں میں رائج ہے یعنی ا ب ت ث ج وغیرہ۔ اُس کے لحاظ سے بھی حرفوں کے کارڈ تیار کرائے گئے ہیں (اور ایک چارٹ بھی بنوالیا گیا ہے) الجمعیۃ بک ڈپو کے تیار کردہ تعلیمی کارڈوں کے پیکٹ میں یہ کارڈ بھی ہوتے ہیں، اردو عربی قاعدہ یا نورانی قاعدہ پڑھنے والے بچوں کو اُن کارڈوں کے ذریعہ مشق کرائی جائے جن کھیلوں اور تماشوں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ ان کارڈوں کے ذریعہ سے بھی کھیلے اور دکھائے جا سکتے ہیں۔ (مؤلف)

تعلیمی کمیٹی جمعیۃ علماء ہند اور مرکزی دینی تعلیمی بورڈ کے منظور کردہ

نصاب دینیات کی کتابیں، مقدار سبق روزانہ اور مدت تعلیم

سال (درجہ)	نام کتاب	مضمون اور مقصد	مدت تعلیم	روزانہ سبق	معاون	کیفیت	قیمت کتب نصاب
سال اول	قاعدہ حروف شناسی	حروف کی پہچان	ایک ماہ	*	چارٹ اور تعلیمی کارڈ	* ملاحظہ فرمائیے وہ ہدایات جو ہر سبق کے متعلق قاعدہ حروف شناسی کے حواشی میں درج ہیں اردو عربی قاعدہ اور باقی تمام کتابوں میں تعلیمی سال کے لحاظ سے سبق کی مقدار مقرر کی گئی ہے یعنی تقریباً ۲ ماہ تعطیل وغیرہ کے خارج کرکے باقی ۶ ماہ (۱۸۰ دن) تعلیم کے قرار دیئے گئے ہیں اور اسی لحاظ سے روزانہ سبق کی مقدار مقرر کی گئی ہے۔	۱۵ نئے پیسے
	اردو عربی قاعدہ	پہچان میں پختگی، تیزی اور روانی۔ عربی کے الفاظ مقطعات قرآنی۔ اور اردو کے جملے پڑھ سکنا	۶ ماہ	۳ سطر	"		۲۰ نئے پیسے
	دینی تعلیم کا رسالہ ۱	اسلام۔ عقائد اسلام مسجد مدینہ منورہ مکہ معظمہ۔ کعبہ۔ قرآن حکیم۔ اور سیرۃ مبارکہ کا اجمالی تصور۔	۵ ماہ	۴ سطر			رسالہ ۱ ۳۰ نئے پیسے
سال دوم	دینی تعلیم کا رسالہ ۲	اسلامی عقائد، کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کی تفصیل اور سیرت مبارکہ	۶ ماہ	۸ سطر	"	" " " "	رسالہ ۲ ۵۰ نئے پیسے
	دینی تعلیم کا رسالہ ۳	وضو نماز کی سورتیں اور دعائیں۔ اسلامی اخلاق و اسلامی تہذیب	۶ ماہ	۱۲ سطر	تعلیم الاسلام حصہ اول از حضرت علامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب و طریقہ تقریر حصہ اول از مولانا سید محمد میاں صاحب		رسالہ ۳ ۶۰ نئے پیسے
سال سوم	دینی تعلیم کا رسالہ ۴	عقائد و عبادات (نماز کی ترکیب)	۳ ماہ	ایک صفحہ	چارٹ اور تعلیم الاسلام حصہ دوم	" " " "	رسالہ ۴ ۴۴ نئے پیسے
	" " ۵	سیرت مبارکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۳ ماہ	سوا صفحہ (۲۱ سطر)		تعلیم الاسلام از حضرت علامہ مولانا محمد کفایت اللہ صاحب	رسالہ ۵ ۵۳ نئے پیسے
	" " ۶	اخلاق و تہذیب	۶ ماہ	ایک صفحہ یومیہ		مدرس الاسلام۔ از مولانا حفظ الرحمٰن صاحب	رسالہ ۶ ۸۴ نئے پیسے
سال چہارم	دینی تعلیم کا رسالہ ۷	عقائد و عبادات	۳ ماہ	سوا صفحہ	تعلیم الاسلام حصہ سوم قصص الاسلام مع چارٹ اور طریقہ تقریر	" " " "	رسالہ ۷ ۶۷ نئے پیسے
	" " ۸	سیرت مبارکہ	۳ ماہ	۲ صفحہ		" " " "	۸ ۸۴ نئے پیسے
	" " ۹	اخلاق و تہذیب	۶ ماہ	ایک صفحہ		" " " "	۹ ۶۰ نئے پیسے
سال پنجم	" " ۱۰	عقائد و عبادات			تعلیم الاسلام حصہ چہارم تاریخ الاسلام حصہ سوم و خلافت راشدہ اربعین از مولانا فخر الدین صاحب شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند		
	" " ۱۱	خلفاء راشدین و ائمہ مجتہدین					
	" " ۱۲	اخلاق و تہذیب					